المہند علی المفند

یعنی

عقائدِ علماءِ اہلِ سنّت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ

مع حواشی

حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

اتحاد اہلسنۃ والجماعۃ پاکستان

نام کتاب ——— "المهند علی المفند"

حواشی ——— مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

کمپوزنگ ——— حافظ نعیم اللہ خان

ڈیزائننگ ——— ملک پرنٹنگ ایڈورٹائزر سرگودھا
0300-6014073 / 0345-8611431

ناشر ——— اتحاد اھل السنة والجماعة پاکستان

ملنے کے پتے

☆ جامعہ حیدریہ خیر پور میرس سندھ

☆ کتب خانہ اشرفیہ چوبارہ روڈ لیہ

☆ مکتبہ عمرو بن العاص اردو بازار لاہور

☆ الاظہر اسلامی کیسٹ سنٹر رحیم یار خان

☆ مکتبہ العارفی نزد جامعہ امدادیہ فیصل آباد

☆ ادارہ اشاعۃ الخیر ملتان ☆ مکتبہ دار العلوم کبیر والا

☆ مکتبہ محمودیہ تیمر گرہ ☆ مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی پشاور

☆ مکتبہ اہلسنت والجماعت امین پور بازار فیصل آباد

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ اہلسنت چک نمبر 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

☆ مکتبہ مدنیہ جوہر آباد ☆ مکتبہ سراجیہ نزد مفتاح العلوم سرگودھا

رابطہ 048-3881487 / 0332-6311808 / 042-7323984

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریمؐ۔ امابعد !

"المہنّد علی المفنّد" فخرالمحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری قدس اللہ سرّہٗ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے، اہلِ سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُسی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گردوغبار میں اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوئی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوئی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی سختی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوف کا سوز و گداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات برمحل اور شبہات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (رزقنا اللہ اتباعہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن و حدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماءِ حقانیین گامزن ہیں، گاہے بگاہے افراط و تفریط کی ظلمتیں نمودار ہو کر آثارِ منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدامِ اہلِ سُنت والجماعت اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کر کے عامۃ المسلمین کے لئے راہِ حق واضح کرتے رہتے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب "المہنّد علی المفنّد" کے آخر میں مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہلِ سنت والجماعت" شامل کر دیا ہے۔ جو درحقیقت "المہند" کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں موجودہ دَور کے علماءِ کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں سُنت رسول اللہ پر قائم رہنے، جماعتِ صحابہؓ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور حسنِ عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

فہرست

تصدیقات علمائے دیوبندؒ

انوارات صفدر

بہت سے احباب ذوق تحقیق کے حامل تشنگان علم کی خواہش پر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

- جلد اول حجۃ اللہ فی الارض حضرت اوکاڑوی'' کے اہم اصولی ملفوظات اصول حدیث، اصول مناظرہ، جیسے اہم مضامین پر مشتمل ہے، اصول حدیث نئے اور دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے مناظرین کیلئے بہترین تحفہ ہے۔
- جلد دوم عیسائیت، علم غیب، عبارات اکابر جیسے عنوانات پر مشتمل ہے علم غیب کی تعریفات کتب اہل بدعت سے نقل کر کے ان کا تعاقب کیا گیا ہے، عبارات اکابر کا دفاع نئے انداز میں کرنے کے ساتھ اہل بدعت کو اپنے گھر کی خبر لینے پر بھی توجہ دلائی گئی ہے۔
- جلد سوم۔ بدعت کی تعریف، اقسام، دلائل، تردید بدعت، حاضر و ناظر اور نور بشر جیسے اہم عنوانات پر مشتمل ہے۔ زیر ترتیب

فتوحات صفدرؒ

رئیس المناظرین، حجۃ اللہ فی الارض کے ایک درجن سے زائد مناظروں کو قلمبند کرنے کے ساتھ ساتھ حواشی، تخریج و مراجعت کے ساتھ کتاب کو مزین کیا گیا ہے اس کے مطالعہ سے مناظرانہ انداز تفہیم احسن طریقہ پر پیدا ہونے کی امید ہے۔

عرض محشی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں!

کہتے ہیں کہ جس کا رزق جہاں مقدر ہوتا ہے وہیں ملتا ہے اس کیلئے وطن پردیس یگانہ و بیگانہ کی قید نہیں میرے نزدیک یہ کلیہ مادی و غذائی اور معنوی و روحانی دونوں قسم کے رزق کیلئے عام ہے اور قرآن مجید میں معنوی حقیقتوں کیلئے رزق کا استعمال آیا ہے۔ الــجـعـلـون رزقــکـم الـکـم تـکـلـبـون مصنفین، مفکرین اور ہر اچھے مقصد کیلئے کوشش کرنے والوں کو جن پر وہ مقصد طاری ہو جائے رہنمائی کے حصول نئے نئے انکشافات خلاف توقع اور خلاف قیاس معلومات و مواد کی فراہمی اور غیبی امداد کے ایسے تجربے ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے آیت قرآنی۔ ویرزقه من حیث لایحتسب کی تفسیر کے نئے نئے نمونے اور قیاس سامنے آتے ہیں اور ان کے نزدیک اس آیت کا وہی محدود مفہوم باقی نہیں رہتا جو تفسیر و ترجمہ کی عام کتابوں میں لکھا گیا ہے اور عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ (پرانے چراغ ص ۱۳۵)

حق تعالیٰ کا اس طرح بندہ پر بھی کرم نوازی رہتی ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ احباب کے متوجہ فرمانے کی برکت سے کئی ایک کام معرض وجود میں آجاتے ہیں گذشتہ شعبان میں ہمارے معروف محقق و مناظر اتحاد اہلسنت والجماعت صوبہ سندھ کے امیر اور میرے عزیز دوست مولانا نوراللہ رشیدی زیدمجدہ نے فون پر حکم فرمایا کہ "المهند علی المفند" پر مقدمہ تحریر کرو کراچی کے ایک ادارہ نے شائع کرنی ہے بندہ نے عرض کیا کہ "المہند" پر مقدمہ تو قائد اہلسنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نوراللہ مرقدہ (خلیفہ اجل شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کا موجود ہے جو کہ خیر الکلام ماقلّ و دلّ کا مصداق ہے اس لئے اس کے مقدمہ کی تو اور حاجت نہیں البتہ اس کے حواشی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور بعض احباب پہلے بھی تقاضا فرما چکے ہیں چنانچہ شعبان رمضان کے دورہ تفسیر سے فارغ ہونے کے بعد رمضان المبارک کی بقیہ ساعتوں میں ان حواشی کو لکھنے کی حامی بھر لی جوں ہی ۱۶ رمضان کو جامعہ حقانیہ لاہور میں

دورہ تفسیر پڑھانے سے فراغت ہوئی تو "تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء علیہ السلام" کی کمپوزنگ اور تصحیح وغیرہ کا کام شروع ہو گیا اور یہ کام نہ ہوتا نظر آنے لگا تا مولانا کے بار بار فرمان ادھر عزیزم مولوی محمد عزیر سلمہ کے بار بار اصرار نے دو دن میں ان چند حواشی پر کام کروا ہی دیا البتہ استوٰی علی العرش کا مسئلہ بندہ نے موقوف کر دیا برادر کرم محقق و محدث مولانا سجاد الحجابی کا اس پر مقالہ ایک بے مثال مقالہ ہے چنانچہ اس کو بعینہٖ نقل کر دیا گیا تا کہ قارئین مکمل طور پر مستفید ہو سکیں باقی حواشی میں اجمال ہے مراجع بتانے کی کوشش کر دی گئی ہے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کو مدنظر رکھ کر بندہ کو معذور سمجھیں گے مقبولیت کی دعا فرمائیں گے حق تعالیٰ اسے نافع بنا کر بندہ اور بندہ کے اساتذہ و مشائخ اور جملہ احباب کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الف الف تحیۃ وسلام.

محمد محمود عالم صفدر

۱۴۳۰/۱۱/۱ھ

عظیم بشارت!

بندہ کو مخدوم العلماء فخر سادات حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز کے ایک خلیفہ مجاز نے بتایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مجھے بتایا کہ جن دنوں میں قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے حکم پر میں "المہند" کی کتابت کر رہا تھا چونکہ بڑوں کا حکم تھا اس لئے کام کی جلد تکمیل کیلئے رات گئے تک کتابت کرتا ایک رات ایک یا دو بجے کے بعد سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں نبی اقدس ﷺ تشریف فرما تھے آپ نے یا میں نے ہاتھ میں "المہند" پکڑ رکھی تھی (شک بندہ محمود کی طرف سے ہے) آپؐ نے فرمایا جو اس میں عقائد ہیں وہی میرے عقائد ہیں فللّٰہ الحمد علی ذلک سوالات و جوابات کی کمپوزنگ حواشی کی مجبوری کی وجہ سے کی گئی ہے باقی تمام کتاب حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابت کا عکس ہے تا کہ برکت باقی رہے۔

محمد محمود عالم صفدر

۱۴۳۰/۱۱/۳ھ

اکابرِ دار العلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی ہیں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندانِ سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں توفیقِ ایزدی علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی جو قندیلیں روشن کیں۔ انہی انوارِ ہدایت سے تیرھویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب[1] نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب[2] گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالاتِ شریعت و طریقت کے جامع تھے سرورِ کائنات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توحید سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے استیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں۔ مذہب اہل السنت اور مسلکِ حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں وہ بہت

---

[1] ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ وفات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ یوم پنجشنبہ بعد نماز ظہر حضرت نانوتویؒ کے مفصل حالات و کمالات "سوانح قاسمی" مولفہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ میں مطالعہ فرمائیں جو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے ۱۲۔

[2] ولادت ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ وفات یوم الجمعہ ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء حضرت گنگوہی قدس سرہ کے ظاہری و باطنی کمالات جاننے کیلئے تذکرۃ الرشید مولفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ قابلِ مطالعہ ہے جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

پختہ تھے۔ علومِ ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الاولیا قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی مہاجر مکی قدس سرہٗ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقاماتِ ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیفِ لطیف ضیاء القلوب صفحہ ۹۰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

نیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علومِ ظاہری و باطنی اند، بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من و من بمقامِ اوشاں شدم و صحبتِ اوشاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمانہ نایاب اند و از خدمتِ بابرکتِ ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریقِ سلوک کہ دریں رسالہ نوشتہ شد در نظر شاں تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمرِ ایشاں برکت دہاد۔ و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالاتِ قربت خود مشرف گرداناد و بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد

جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو کمالات علومِ ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کتنے درجے اوپر جانیں، اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ محروم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہدایت کے نور سے تمام جہان کو منور فرمائیں ۔۔

تا قیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرمؐ
اور ان کی بزرگ آل کے واسطہ سے "۔

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر ہستی تھے۔ جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد ان بزرگوں کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت

مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین اور چالاک دشمن انگریز نے جب ہندوستان پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کرلی تو ۱۸۵۷ء میں علماء حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماء اسلام کی قیادت حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابرِ دیوبند حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی پوری مجاہدانہ کوششیں صرف کردیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۵۷ء کے اس قیامت نما ہنگامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد علماءِ اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔ بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھالوں میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہلِ ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کردیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد انگریز کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کردیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے اور اس کی تعلیمی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ لکھے تھے :-

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری
کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے
جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے
الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔"[1] (تاریخ التعلیم میجر باسو، ص ۱۰۵)

——— مرحوم اکبر الہ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے :۔

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد انگریزی حکومت کے عزائم اور اس کے فرعونی اقتدار کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی ادراک کر لیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی علوم و نظریات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل حال تھیں۔ چنانچہ اس عظیم الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علامہ محمود صاحب اور پہلے متعلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہان میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت و نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے سرچشمۂ علوم و معارف بنی۔ جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو رہا ہے "تاریخ دیوبند" میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی مسلم کش پالیسی کی تفصیلات کے لیے "نقش حیات" جلد اول، مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے۔
ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقی کوثر
صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے
یہ نکالی کہ انشاء اللہ اس مدرسہ سے شریعتِ محمدیہ کے علوم و فیوض کے چشمے جاری ہونگے
جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس
دور میں دارالعلوم دیوبند ایک مجدد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس
دارالعلوم کے ذریعہ کتاب وسنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطرافِ عالم میں
پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالمِ اسباب کے پیشِ نظر اگر دارالعلوم
کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کا صرف نام ہی
باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دارالعلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شرک والحاد کی ظلمتیں
چھٹ گئیں اور توحید وسنت کے انوار پھیل گئے۔ بانیٔ دارالعلوم حضرت نانوتوی رحؒ نے
دارالعلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دارالعلوم
کی علمی ودینی ترقیات موقوف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں بسلسلہ تحریکِ خلافت مشہور مسلم لیڈر مولانا
محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتوی رحؒ کے یہ
آٹھ اصول بتلائے گئے، تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی[1] معلوم ہوتے ہیں
بلاشبہ دارالعلوم نے اس صدی میں بلا مبالغہ ہزاروں محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، صوفی
عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحؒ اور قطب الارشاد حضرت
گنگوہی رحؒ کے فیض یافتہ تلامذہ و متوسلین میں سے سب سے جامع ترشخصیت امام انقلاب
شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیرِ مالٹا[2] رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دارالعلوم کے

---

[1] ملاحظہ ہو "آزادی ہند کا خاموش رہنما" دارالعلوم دیوبند، مولفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دامت فیضہم
[2] اسارت مالٹا کے اسباب و واقعات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "اسیر مالٹا" مولفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

سب سے پہلے طالب العلم ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے شیخ العرب والعجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی[1] شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کشمیری محدث دیوبند، مفتی اعظم سند العلما حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صاحب فتح الملہم شرح صحیح مسلم (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، وہ ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو ہر شعبہ میں بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت مولانا اشرف علی[2] صاحب تھانویؒ، صاحب تفسیر بیان القرآن (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کو بھی حضرت شیخ الہندؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب زماں، صاحب کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دار العلوم دیوبند کے فیضیافتہ ہیں)، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس آج تک جامع الظاہر والباطن ہوئے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنیؒ جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ اور قطب دوراں، واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوریؒ بھی حضرات اکابر دیوبند کے فیضیافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

---

[1] ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء۔ حضرت مدنی نے تقریباً ۱۴ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتاب و سنت کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خود نوشت سوانح عمری "نقش حیات" دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مکتوبات شیخ الاسلام بھی چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو علوم و معارف کا گنجینہ ہیں ۱۲۔ [2] حضرت تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ الافاضات حضرت کے ملفوظات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہیں۔

چراغ جلا دیے۔ امیر شریعت، مجاہد حریت، بطل جلیل، خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال و جلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پرتو تھے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشق ختم نبوت کی آگ لگا دی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

ایک تکفیری فتنہ انگریز ان مجاہدین حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دارالعلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے علمی و دینی اثرات کو پھیلتے دیکھا تو اس نے اس سرچشمۂ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خریدا گیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا، اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین، قدوۃ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلوی اور عالم ربانی، مجاہد جلیل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جا چکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب و عوامل تھے کہ فرقۂ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابر دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کر دی۔

حسام الحرمین کی حقیقت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا، اور طرفہ یہ کہ ان محبت و اطاعت محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقۂ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد متنبی قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقۂ وہابیہ کذابیہ اور فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقۂ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ؒ، فخر العارفین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ؒ مصنف بذل المجہود شرح ابوداؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کر کے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع[1] و وسائل سے کام لیا گیا۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارات[2] کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ "حسام الحرمین" کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۵ھ میں طبع کرایا۔

المہنّد علی المفنّد

ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ؒ مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنی ؒ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ تو ان حضرات

---

[1] اس کی تفصیل الشہاب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] اکابر دیوبند کی جن عبارات کو ہدف تکفیر بنایا گیا ہے۔ ان کے تحقیقی جوابات کیلئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ الشہاب الثاقب مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ۔ تزکیۃ الخواطر، السحاب المدرار مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری۔ اور فیصلہ کن مناظرہ مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ اور فیصلہ خصومات مصنفہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب جگنپوری (برہما)

نے چھبیس سوالات قلمبند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی، اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارفِ کامل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے معتمد علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا۔ چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابر دیوبند کے عقائدِ حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جس سے مخالفین و معاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگانِ دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ "المہند" اکابر دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبع جدید گو "المہند" کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا۔ جس کی علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمد للہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیقِ محترم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی زید مجدہم مجاز حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے۔ جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہلِ اسلام کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناکارہ اور جملہ مسلمانوں کو

سلفِ[1] صالحین، محققین اہل السنت اور اکابرِ دیوبند کے مسلکِ حق پر قائم رکھیں۔ آمین!
بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد، چکوال
ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک
۱۳۸۲ھ

---

[1] سلفِ صالحین اور محققین اہل السنت کا مسلکِ حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طائفۂ منصورہ اور مقامِ حضرت امام ابوحنیفہؒ مولفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف تبرید النواظر، راہِ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حالات میں ایک رسالہ "بانیٔ دارالعلوم دیوبند" تالیف فرمایا ہے جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔
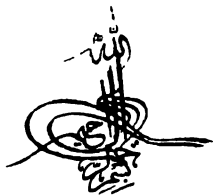
الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقاً علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ مفرق فرق الکفر و الطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین و الشیطان۔ و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَاناً ما تعاقب النیران و تضاد الکفر و الایمان

اما بعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے گوناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا، مگر خان صاحب نے روافض کی طرح اخیارِ اُمّتِ محمّدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے ان کی تکفیر کی، اور تبرّا بازی و سبّ و شتم سے کام لیا تھا۔ ایسے ہی خان صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کو اپنے گھر کے دھوئیں سے مکدّر کرنا چاہا۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خانصاحب احمد رضا خاں، برعکس نہند نام زنگی کافور، درحقیقت احمد خفا خان صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخر اُمت و معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چنا۔ اور حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم اہلِ بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور غالی اہلِ بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں، مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کرکے اتہامات لگائے اور ان پر تشنیع کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا۔ مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلّم ہو چکی تھی، اور ایں خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا۔ پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز، نانوتوی حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انہی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ

سا تھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب وعجم، کابل وقندھار، بُخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقانِ سنّت اس کے سبز پھریرہ کو دُور ہی سے دیکھ کر سنّتِ نبویؐ کی مہک اس سے پالیتے تھے اور آنکھ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری

کا نعرہ بلند کرتے تھے حَوَالَيْهِ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کا نظارہ دیکھ کر خانصاحب نے ہمہ تن پوری توجہ انھی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہید مظلوم رحؒ پر ستّر وجہ سے کُفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط کی تھی جس کی بنا پر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے مگر حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمدؒ قاسم صاحبؒ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد وتامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ پر ختمِ زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سُنّی بتاتے ہیں، حضرت مولانا خلیل احمدؒ صاحب مدت فیضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براھین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم سے زیادہ ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم وفضل و تدین قابلِ اعتبار نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماءِ حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں دندمچا دیا کہ دیکھو علماءِ حرمین شریفین نے ہمارے فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراءِ محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماءِ مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟ اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً و علماءِ مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقاید صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنت و الجماعت سے خارج۔ اہلِ اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمّٰی بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمّٰی بہ ماضی الشفرتین علی خادع اھل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہلِ اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے، اب اہلِ ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر

اور غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور درِ مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ انتہٰی ۔ پھر صفحہ ۴۳ پر ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں، انتہٰی ۔اور حضرات علمائے حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہلِ سنت لکھ کر ان کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو اب جناب کے فتوٰی کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہلِ عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہو گئے۔ کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللّٰہ العظیم ونعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔

مسلمانو، یہ ہے خانصاحب کی محبتِ سنت، اور یہ ہیں وہ اہل السنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرا دیں۔ مگر اسلام کا مٹا دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منہ دینِ دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فرقۂ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افترائے خالص تھا۔ علمائے کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردد و تامل کرے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہو جاتے گا کہ علمائے حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفاً و تکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علمار دیوبند کے ساتھ تمام علمار حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ تمام علمار حضرات دیوبند کو مسلمان کہتے ہیں اور ردّ الحسام علیٰ رؤس اللئام ہر کہ حضرات دیوبند ربانی و متبحر علامہ بتائے جا رہے ہیں، اب ہم دیکھیں کہ خانصاحب کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علمار دیوبند تو کافر رہیں اور علمار حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدفیوضہم کو کہیں علمار تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے اُمت۔ چنانچہ تعاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علمار حرمین شریفین کا بوقت ملاقاتِ جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوتی، اس کا تو ذکر کیا کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان دوجہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدِ محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا، سلسلاتِ خاندان ولی اللّٰہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرما کر مسرور و مبتہج ہوئے۔ وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

حق تعالیٰ شانہ کے ان احساناتِ جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے۔ اس لیے بہ تفصیل بیان نہیں کی جاتیں، منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے۔ جس کی اصل مُہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پر ہدیۂ ناظرین ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ جملہ اہلِ اسلام نہایت اطمینان سے

المهند اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علمائے کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل السنت والجماعت کے موافق ہیں اور جملہ اہل حق علمائے ربانی حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہل بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔ خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک ؛

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمانِ سُنّت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفسِ اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے۔ اس لیے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود رُوسیاہ اور ذلیل و خوار بنتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ مہند کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدرِ کفایت درج کر دی گئی ہے۔ ان جن صاحبوں کو اس بحث کی تفصیل مطلوب ہو، وہ تشئید الایمان بالسنۃ والقرآن کو ملاحظہ فرماویں جس میں خانصاحب کی عیاری قدرے مفصل مذکور ہے اور رسائل مفصلۂ ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے ہیں مطالعہ کریں :

اسکات المعتدی ، قاصمۃ الظہر ، الطین اللازب ، السہیل علی الجمیل ، الختم علیٰ لسان الخصم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ایها العلماء الکرام و الجهابذة العظام قد نسب الی ساحتکم الکریمة الناس عقائد الوهابية قالوا باوراق ورسائل لا نعرف معانیها لا ختلاف اللسان فنرجوا ان تخبرونا بحقيقة الحال ومرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتهر فيها خلاف الوهابية عن اهل السنة والجماعة.

اے علماء کرام اور سرداران عظام! تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقتِ حال اور قول کے مراد سے مطلع کروگے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل السنّت والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

السوال الاول والثانی:

1- ما قولكم فی شد الرحال الی زیارة سید الکائنات علیه افضل الصلوات والتحیات وعلی اله وصحبه.

پہلا اور دوسرا سوال:

کیا فرماتے ہو شدِ رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے۔

2- ای الامرین احب الیکم وافضل لدی اکابرکم للزائر هل ینوی وقت الارتحال للزیارة زیارته علیه السلام او ینوی المسجد ایضاً وقد قال الوهابية ان المسافر الی المدینة لا ینوی الا المسجد النبوی.

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کونسا امر پسندیدہ وافضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی۔ حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے سفر کرنا چاہیے۔ حاشیہ نمبرا

1۔شد رحال کا معنی ہے کجاوہ کسنا۔ نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارتؐ کی نیت سے سفر کرنا مستحب ہی نہیں بلکہ قریب من الواجب ہے تمام اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے سب سے پہلے اس مسئلہ میں محقق ابن تیمیہؒ نے انکار کیا اور انہوں نے فرمایا کہ روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر نہ کیا جائے۔ صرف مسجد نبوی علی صاحبها الف الف تحية و سلام کی نیت سے سفر کیا جائے البتہ مدینہ طیبہ پہنچ کر پھر روضہ اقدس پر بھی حاضری دے لی جائے علامہ ابن تیمیہؒ نے جب اہلسنت کے اس موقف سے ہٹ کر علیحدہ سے موقف اختیار کیا تو اس وقت کے سب سے بڑے وسیع النظر عالم علامہ تقی الدین سبکی التوفی ۷۵٦ھ نے انکے رد میں ایک مستقل کتاب "شفاء السقام فی زيارة خير الانام" کے نام سے تحریر فرمائی پھر اس کا رد ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد ابن عبدالہادی حنبلی نے "الصارم المنكى فى الرد على السبكى" کے نام سے لکھا پھر اس کا رد علامہ سبکی کے ہی ایک شاگرد نے المبرد المنكى کے نام سے تحریر فرمایا پھر یہ مسئلہ تقریباً ختم ہو گیا جب ہندوستان میں غیر مقلدیت نے جنم لیا تو بشیر سہوانی نامی آدمی جب سفر حج پر گیا اور روضہ پاک پر حاضر نہ ہوا اس پر یہ مسئلہ دوبارہ کھڑا ہو گیا تو وقت کے عظیم محقق مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اس مسئلہ پر تین کتب تصنیف فرمائیں (۱) السعی المشکور (۲) الکلام المبرور (۳) الکلام المبرم۔ عرب میں جب نجدی تحریک نے جنم لیا تو انہوں نے بھی ابن تیمیہؒ کی اتباع میں اسی شذوذ کو اختیار کیا احمد رضا خان نے عرب علماء کو علمائے دیوبند کے خلاف کرنے کیلئے اور انکے خلاف فتویٰ حاصل کرنے کیلئے جو الزامات لگائے ان میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ ان کے عقائد وہابیہ والے ہیں اور وہابیہ شد رحال کے قائل نہیں ہیں اس وجہ سے یہ سوال بھی کیا گیا جس کا جواب ہماری طرف سے آگے آرہا ہے ابن تیمیہؒ وغیرہ کی طرف سے روضہ پاک کی زیارت کی فضیلت پر دلالت کرنے

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ومنه نستمد العون التوفيق و بيده ازمة التحقيق.

حامدًا ومصلياً ومسلماً ليعلم او لا قبل ان نشرع فی الجواب انا بحمدالله ومشائخنا رضوان الله عليهم اجمعين و جميع طائفتنا و جماعتنا مقلدون لقدوة الا نام و ذروة الا سلام امام الهمام الا مام الا عظم ابی حنيفة النعمان رضی الله تعالی عنه فی الفروع و متبعون للامام الهمام ابی الحسن الا شعری والامام الهمام ابی منصور الما تريدی رضی الله عنهما فی الاعتقاد والاصول و منتسبون من طرق الصوفية الی الطريقة العلية المنسوبة الی السادة النقشبندية والطريقة الزكية المنسوبة الی السادة الچشتية والی الطريقة البهية المنسوبة الی السادة القادرية والی الطريقة المرضية المنسوبة الی السادة السهروردية رضی الله عنهم اجمعين.

والی احادیث پر اعتراضات جو کئے گئے ان کا تفصیلی جواب اصول حدیث اور قوانین جرح وتعدیل اور فن اسماء الرجال کی روشنی میں بندہ نے اپنی تصنیف ''تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء علیہ السلام'' میں دے دیئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالئے جائیں خلاصہ ان کا یہ ہے کہ ان احادیث کو کثرت اسناد کا شرف حاصل ہے اور اگر ایک حدیث کی کئی سندیں ہوں خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں تو وہ قوت پکڑ جاتی ہیں نیز حدیث کو اگر تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تب بھی حدیث صحیح شمار ہوتی ہے اسی طرح جس حدیث سے ائمہ مجتہدین محققین و متکلمین استدلال کرلیں تو ان کا استدلال کرنا بھی حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے۔ ان اصولوں کو تفصیل کے ساتھ بندہ نے اپنی کتب ''قطرات العطر'' اور ''تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء'' میں

ثم ثانياً انا لا نتكلم بكلام و لا نقول قولا فی الدین الا وعلیه عندنا دلیل من الکتاب او السنة او اجماع الامة او قول من ائمة المذهب ومع ذلک لا ندعی الا لمبرئون من الخطاء والنسیان فی ضلة القلم و زلة اللسان فان ظهرلنا انا اخطانا فی قول سواء کان من الا صول او الفروع فما یمنعنا الحیاء ان نرجع عنه ونعلن لرجوع کیف لا وقد رجع ائمتنا رضوان الله علیهم فی کثیر من اقوالهم حتی ان امام حرم الله تعالی المحترم اما منا الشافعی رضی الله عنه لم یبق مسئلة الاوله فیها قول جدید والصحابة رضی الله عنهم رجعوا فی مسائل الی اقوال بعضهم کما لا یخفی علی متتبع الحدیث فلو ادعی احد من العلماء انا غلطنا فی حکم فان کان من الاعتقادیات فعلیه ان یثبت بنص من ائمة الکلام و ان کان من الفرعیات فیلزم ان یبنی بنیانه علی القول الراجح من ائمة المذاهب فاذافعل ذلک فلا یکون منا ان شاء الله تعالی الا الحسنیٰ القبول بالقلب واللسان وزیادة الشکر بالجنان وارکان.

وثالثاً ان فی اصل الاصطلاح بلاد الهند کان اطلاق الوهابی علی من ترک تقلید الائمة رضی الله تعالی عنهم ثم اتسع فیه وغلب استعماله علی من عمل بالسنة السنیة وترک الامور المستحدثة الشنیعة والرسوم القبیحة حتی شاع فی بمبئی ونواحیها ان من منع عن سجدة قبور الاولیاء وطوافها فهو وهابی بل ومن اظهر حرمة الربوٰا فهو وهابی وان کان من

نقل کردیا ہے فللہ الحمد علی ذلک نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی جو احادیث بھی مروی ہیں انکو یہ تینوں سعادتیں حاصل ہیں اس لئے ان احادیث کی صحت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اکابر اهل الاسلام وعظمائهم ثم اتسع فيه حتى صار سباً فعلى هذا لو قال رجل من اهل الهند لرجل انه وهابى فهو لا يدل على انه فاسد العقيده بل يدل على انه سنى حنفى عامل بالسنة مجتنب عن البدعة خائف من الله تعالى فى ارتكاب المعصية ولما كان مشائخنا رضى الله تعالى عنهم يسعون فى احياء السنة ويشمرون فى اخماد نير ان البدعة غضب جند ابليس عليهم وحرفوا كلامهم وبهتوهم وافتروا عليهم الافتراء ات ورموهم بالوهابية وحاشاهم عن ذلک بل وتلک سنة الله التى سنها فى خواص اوليائه كما قال الله تعالى فى كتابه وكذلک جعلنا لكل نبى عدوا شيطين الانس والجن يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول غروراو لو شاء ربک ما فعلوه فذرهم وما يفترون فلما كان ذلک فى الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه وجب ان يكون فى خلفائهم ومن يقوم مقامهم كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاءً ثم الامثل فالامثل ليتو فر حظهم ويكمل لهم اجرهم فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا الى الشهوات واتخذوا الههم الهواى والقوا انفسم فى هاوية الردى يفترون علينا الا كاذيب والاباطيل وينسبون الينا الا ضاليل فاذا نسب الينا فى حضرتكم قول يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه لا تظنوا بنا الاخيرا وان اختلج فى صدوركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم بحقيقة الحال والحق من المقال فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام.

جواب:۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے،اور اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔

حمد و صلوۃ و سلام کے بعد اس سے پہلے کے ہم جواب شروع کریں جاننا چاہئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے، اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندیہ،اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔ حاشیہ نمبر ۲

2۔بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جب آپ حنفی ہیں تو عقائد میں کیوں امام ابو حنیفہؒ کی پیروی نہیں کرتے جواب اس کا یہ ہے کہ جسطرح سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاروق اعظم اور دوسرے جلیل القدر فقہاء صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین یقینا فقیہ تھے مگر چونکہ انکے فقہی مذاہب مکمل طور پر مدون نہ ہو سکے اس لئے ہم امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ آپ نے مسائل فقہیہ کو مدون فرما کر دے دیا ہے اسی طرح امام صاحبؒ نے یقینا عقائد پر کام کیا ہے بلکہ عقائد پر تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جس شخصیت نے قلم اٹھایا وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی ہیں آپ نے سب سے پہلے عقائد پر اہم ترین دستاویز مرتب فرمائی جس کا نام "الفقه الاکبر" ہے تاریخ اسلام میں سب سے پہلے حدیث پر مسائل فقہیہ کی ترتیب سے سب سے پہلی کتاب بھی سیدنا امام اعظمؒ نے ہی مرتب فرمائی کتاب الآثار کے نام سے اور سب سے پہلے عقائد پر بھی سیدنا امام اعظمؒ نے ہی کتاب لکھی "الفقه الاکبر" کے نام سے اور سب سے پہلے فقہ اسلامی کو مدون کرنے کا اعزاز بھی آپ ہی کے حصہ میں قسام ازل نے لکھ دیا تھا بعض لوگ فقہ اکبر کا امام

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔قرآن مجید کی یا سنت کی، یا اجماع امت یا قول کسی امام کا، اور بایں ہمہ ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو وخطا سے مبرا ہیں، پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں، اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہت سے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتی کہ امام حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید وقدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل میں دوسروں کے قول کے جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے پس اگر کسی عالم کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے، تو اس پر لازم ہے کہ علماء کلام کی تصریح سے اپنا دعویٰ ثابت کرے، اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو ائمہ مذہب کے راجح قول پر اپنی بنیاد کی تعمیر کرے جب ایسا کرے گا تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل وزبان سے غلطی قبول کریں گے اور قلب واعضاء سے شکریہ ادا کریں گے۔

اعظم کی تصنیف ہونے کا انکار کرتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے فقہ اکبر امام اعظم ہی کی تصنیف ہے بندہ نے اس پر دلائل اپنی کتاب "تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام" کے اندر پر نقل کر دیئے ہیں سب سے پہلے عقائد اسلامی پر تصنیف اگرچہ سیدنا امام اعظمؒ نے لکھی مگر چونکہ آپ نے مکمل طور پر عقائد کو مدون نہ فرمایا تھا اور عقائد کو مدون سیدنا امام ابو منصور ماتریدی نے کیا ہے یا امام ابو الحسن الاشعریؒ نے اس لئے تمام اہل سنت عقائد میں انہی میں سے کسی ایک کے متبع ہیں جسطرح چاروں ائمہ یقیناً جلیل القدر وقت کے ولی اور اصحاب نسبت ۔ ے روساء میں سے ے تھے مگر انہوں نے سلسلہ ہائے تصوف نہیں چلائے اس لئے اہلسنت تصوف میں سلاسل اربعہ نقشبندیہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ میں بیعت کر کے سلوک کی منازل طے فرماتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی کا استعمال اس شخص کے لئے تھا جوائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا، جوسنتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں اور بدعات سیئہ ورسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں۔ یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا، سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالی عنہم احیاء سنت میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اس لئے شیطانی لشکر کو ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی اور ان پر بہتان باندھے، طرح طرح کے افتراء اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا۔ حاشیہ نمبر ۳

3۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں بہر حال اہل حرمین کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کیلئے وہی طریقہ اختیار کیا گیا جو کہ عوام مسلمانوں میں ہندوستان میں خاندان ولی اللّٰہی اور حضرت امام زماں سید احمد صاحب شہیدؒ اور ان کے متوسلین کیلئے حکومت انگریزی اور اس کے آلہ کار اشخاص نے کیا تھا اور اس ذریعہ سے جذبہ جہاد وحریت کو بڑے درجہ تک مسلمانوں سے فنا کردینے اور ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے اثر سے بالکلیہ متنفر کردینے میں کامیاب ہوگئی تھی ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگا کر وہابیت کے نام سے عوام میں اس قدر نفرت پھیلائی گئی کہ شرک وکفر عیسائیت اور یہودیت ہندویت اور بت پرستی سے مسلم عوام کو اتنی نفرت نہیں ہوئی جتنی کہ وہابیت سے ہوئی مجھ کو بخوبی یاد ہے کہ غالباً 1925ء یا اسی کے قریبی زمانہ میں پنجاب کے اخباروں میں ایک واقعہ چھپا تھا کہ کسی گاؤں کا امام وہاں کے ایک ہندو بنیے کا مقروض تھا قرضہ بڑھ گیا تھا بنیئے نے تقاضا کیا اور آئندہ قرض دینا بند کردیا امام صاحب نے

مگر حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے ”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنادیئے ہیں جن وانس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے دھوکا کے لئے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو۔ ان کو اور ان کے افتراء کو، پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا تو ضروری ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے، پھر جو سب سے زیادہ مشابہ ہوگا پھر جو اس کے بعد سب سے زیادہ مشابہ ہوگا تا کہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے

اسکو سمجھایا مگر وہ بنیا نہ مانا اور کہا کہ جب تک پہلا قرضہ ادا نہ کردو میں تم کو کچھ قرض نہ دوں گا امام صاحب دھمکی دے کر چلے گئے اور مسجد میں بعد نماز جمعہ اعلان کیا کہ فلاں بنیا وہابی ہو گیا ہے اس لئے کسی قسم کا معاملہ خرید وفروخت آمد ورفت کا جائز نہیں ہے تمام باشندگان دیہہ نے بنیئے کا بائیکاٹ کردیا بنیا بے چارہ دن بھر دوکان پر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا تھا تو کوئی آدمی اسکی دوکان پر نہیں آتا تھا اس نے بعض لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ تو وہابی ہو گیا ہے اس لئے ہم تجھ سے لین دین نہیں کرسکتے بالآخر بنیئے نے جا کر امام صاحب سے صلح کی تو امام صاحب نے اگلے جمعہ کو اعلان کردیا کہ بنیئے نے وہابیت سے توبہ کرلی ہے اب لین دین جاری کردو چنانچہ بازار کھل گیا خیال کیجئے کہ بنیئے کا ہندو اور بت پرست مشرک ہونا تو لین دین میں حارج نہ تھا مگر وہابی ہونا حارج ہو گیا۔

(نقش حیات ص ۱۲۶ تا ۱۲۷)

ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالفِ مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں لاویں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دینگے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکزِ دائرہ اسلام ہیں۔

توضیح الجواب:۔

عندنا و عند مشائخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحی فداه) من اعظم القربات واهم المثوبات و انجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وان كان حصوله بشد الرحال و بذل المهج والاموال و ينوى وقت الارتحال زيارته عليه الف الف تحية وسلام وينوى معها زيارة مسجده صلى الله عليه وسلم وغيره من البقاع والمشاهد الشريفة بل الا ولى ما قال العلامة الهمام ابن الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوة والسلام ثم يحصل له اذا قدم زيارة المسجد لان فی ذلک زيادة تعظيمه واجلاله صلى الله عليه وآله وسلم ويوافقه قوله صلى الله عليه وآله وسلم من جاء نی زائر ا لا تحمله حاجة الا زيارتی كان حقاً على ان اكون شفيعا له يوم القيمة وكذا نقل عن العارف السامی الملاجامی انه افرز الزيارة عن الحج وهو اقرب الى المذهب المحبين واما ما قالت الوهابية من ان المسافر الى المدينة المنورة على ساكنها الف الف تحية لاينوى الا المسجد الشريف استدلالا بقوله عليه الصلوة و السلام لا تشد الرحال الا الى ثلثة مسجد فمردود لان الحديث لا يدل على المنع اصلاً بل لو تامله ذو فهم ثاقب لعلم انه بدلالة النص يدل على الجواز فان

العلة التی استثنی بها المساجد الثلاثة من عموم المساجدوالبقاع هو فضلها المختص بها وهو مع الزیادة موجود فی البقعة الشریفة فان البقعة الشریفة والرحبة المنیفة التی ضم اعضائه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل مطلقاً حتی من الکعبة ومن العرش والکرسی کما صرح بہ فقهائنا رضی اللہ عنهم ولما استثنی المساجد لذلک الفضل الخاص فاولیٰ ثم اولیٰ ان یستثنی البقعة المبارکة لذلک الفضل العام وقد صرح بالمسئلة کما ذکرناہ بل بابسط منها شیخنا العلامة شمس العلماء العاملین مولانا رشید احمد الجنجوهی قدس اللہ سرہ العزیز فی رسالتہ زبدة المناسک فی فضل زیارة المدینة المنورة وقد طبعت مراراً وایضاً فی هذا المبحث الشریف رسالة لشیخ مشائخنا مولانا المفتی صدر الدین الدهلوی قدس اللہ سرہ العزیز اقام فیها الطامة الکبری علی الوهابیة ومن وافقهم واتی ببراهین قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال طبعت واشتهرت فلیراجع الیها واللہ تعالی اعلم.

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا، کہ

میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی عارف ملا جامی سے منقول ہے کہ انہوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے۔ اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پاتی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ شریفہ میں موجود ہے اس لئے کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ حاشیہ نمبر۴

چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بدرجہا اولیٰ ہے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہیؒ قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی

4۔ اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو نبی اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو مس کئے ہوئے ہے وہ بیت اللہ بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے اس لئے کہ مکان کی عظمت ہوتی ہے مکین سے اور اللہ تعالیٰ لا مکان ہیں مکان وزمان حق تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے عرش اللہ کا مکان نہیں ہے اسکی نسبت اللہ کی طرف ہے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مقام نبی اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کا ہے تو آپکا جو مکان ہے وہ سب مکانوں سے بڑھکر ہے بندہ نے اس کے دلائل تفصیل کے ساتھ "تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء" میں لکھ دیئے ہیں۔

فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ، کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال" ہے وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

السوال الثالث والرابع۔

3- هل للرجل ان يتوسل في دعواته بالنبي صلى الله عليه و آله وسلم بعد الوفاة ام لا؟

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

4- ايجوز التوسل عندكم بالسلف الصلحين من الانبيا. والصديقين والشهداء والاولياء رب العلمين ام لا؟

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب:۔

عندنا و عند مشائخنا يجوز التوسل في الدعوات بالانبياء والصالحين من الا ولياء والشهداء والصديقين في حيوتهم و بعد وفاتهم بان يقول في دعائه اللهم انى اتوسل اليک بفلان ان تجيب دعوتى و تقضى حاجتى الى غير ذلک كما صرح به شيخنا و مولانا الشاه محمدا سحق الدهلوى ثم المهاجر المكى ثم بينه، في فتاواه شيخنا و مولانا رشيد احمد الگنگوهى رحمة الله عليهما وفي هذا الزمان شائعة

مستفيضة بايدى الناس وهذه المسئلة مذكورة على صفحه 93 من الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء.

جواب:۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ 93 پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ حاشیہ نمبر ۵

5۔ توسل کی آٹھ صورتیں ہیں (۱) توسل بالاعمال الصالحہ (۲) توسل بالمکان (۳) توسل بالزمان (۴) توسل بصورت دعا فی حال الحیات یعنی زندگی میں کسی سے دعا کروانا (۵) توسل بصورت دعا بعد الوفات وفات کے بعد کسی ولی سے اس کی قبر پر جا کر دعا کی درخواست کرنا (۶) توسل بالذات قبل الولادت (۷) توسل بالذات فی حال الحیات (۸) توسل بالذات بعد الوفات۔

پہلی صورت توسل بالاعمال الصالحہ یعنی اعمال صالحہ کا توسل لے کر دعا کرنا یہ بالاتفاق جائز ہے دوسری صورت توسل بالمکان یعنی مکان کی برکت حاصل کرنا جیسے مسجد میں دعا کرنا بیت اللہ میں عرفات میں یہ بھی بالاتفاق جائز ہے تیسری صورت توسل بالزمان یعنی بعض اوقات دعا کی جلد قبولیت کی امید ہوتی ہے جیسے تہجد کے وقت کی قبولیت وقت افطار فرض نمازوں کے بعد دعا کی جلد قبولیت کی امید وغیرہ یہ بھی بالاتفاق جائز ہے بعض اوقات دعاؤں کی قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ چوتھی صورت کہ کسی نبی یا ولی سے اس کی زندگی میں دعا کروانا یہ بھی متفق علیہ ہے پانچویں صورت وفات کے بعد کسی نبی یا ولی کی قبر پر جا کر دعا کی درخواست کرنا انبیاء علیہم السلام کا سماع چونکہ متفق علیہ ہے اس لئے ان سے دعا کی درخواست کرنا یہ

السوال الخامس:۔

ما قولكم فی حیوة النبی علیه الصلوة والسلام فی قبره الشریف هل ذلک امر مخصوص به ام مثل سائر المومنین رحمة الله علیهم حیوته برزخیة .

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

بالاتفاق تمام اہلسنت کے نزدیک جائز ہے مسئلہ استشفاع کے تفصیلی دلائل "تسکین الاتقیاء" میں ملاحظہ فرمائیں اور عام اہل قبور کے سماع میں کیونکہ بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے جنہوں نے اختلاف کیا ان کے نزدیک دعا کی درخواست جائز نہیں دوسروں کے نزدیک جائز ہے اس کی تفصیل بھی تسکین میں دیکھ لیں چھٹی صورت ولادت سے قبل وسیلہ لینا بعض اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے حضرت آدمؑ نے نبی اقدس ﷺ کا وسیلہ لیا قرآن پاک میں ہے یہود نبی اقدس ﷺ کی ولادت سے قبل آپ کا وسیلہ لیتے تھے وکانوا من قبل یستفتحون کی تفسیر جمہور مفسرین نے یہی کی ہے تفصیل سے حوالہ جات "تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء" میں ملاحظہ فرمالیں ساتویں صورت حالت حیات میں نبی اقدس ﷺ یا اولیاء کا توسل لینا اس پر بھی سب اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے حدیث عثمان بن حنیفؓ اس پر دلالت کر رہی ہے بندہ نے "تسکین الاذکیاء" میں ۲۳ محدثین سے اسکی تصحیح نقل کی ہے نیز اس حدیث کو تلقی بالقبول کا شرف بھی حاصل ہے آٹھویں صورت وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کی ذوات قدسیہ کا وسیلہ لینا اس پر بھی اہل سنت کا اتفاق ہے حضرت عثمان بن حنیفؓ کی طویل حدیث جو کہ طبرانی نے نقل کی ہے وہ حدیث بھی سنداً صحیح ہے۔

الجواب:۔

عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلی الله علیه وآله وسلم حی فی قبره الشریف و حیوته صلی الله علیه وآله وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی الله علیه وآله وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات الله علیهم والشهداء لا برزخیة کما هی حاصلة لسائر المومنین بل لجمیع الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالته انباء الا ذکیاء بحیوة الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوة الانبیاء و الشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسی علیه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسداً حیا الی اخرما قال فثبت بهذا ان حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام و الدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سره العزیز فی هذه المبحث رسالة مستقلة دقیقة الماخذ بدیعة المسلک لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها آب حیات ای ماء الحیوة.

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ حاشیہ نمبر۶

6۔اس موقع پر چند الفاظ کے معانی سمجھنا ضروری ہیں۔ دنیوی (۲) برزخی (۳) جسمانی (۴) روحانی نبی اقدس ﷺ کو حیات حاصل ہے یہ دنیوی ہے دنیوی کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ موت ہی نہیں آئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس دنیا والے جسد اطہر کو حیات حاصل ہے اور برزخ کا معنی ہے غیر محسوس پردہ جب انسان اس

جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنیٰ کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔ حاشیہ نمبر ے

جہاں سے موت کا ذائقہ چکھ کر دار آخرت کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ عالم برزخ میں چلا جاتا ہے علامہ سیوطیؒ الحاوی میں فرماتے ہیں برزخ کی تین اقسام ہیں (۱) برزخ زمان (۲) برزخ مکان (۳) حالت برزخ۔ برزخ زمان اول جو انسان مرا اس وقت سے اس کا برزخ شروع ہو گیا اور قیام قیامت تک برزخ کا زمانہ چل رہا ہے برزخ مکان مکان برزخ قبر سے لے کر علیین سجین تک ہے اور حالت برزخ یا انسان ثواب میں ہوتا ہے یا عذاب میں چونکہ انسان اس دنیا سے جانے کے بعد اس جسم دنیوی کے ساتھ عالم برزخ میں حیات ہوتا ہے اس لئے اس کو حیات برزخی کہ دیا جاتا ہے جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیا والے جسد اطہر کو ہی حاصل ہے جس نے دین کی خاطر قربانیاں دیں اور روحانی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ روح اقدس کو تقدم حاصل ہے ان تمام الفاظ کا آپس میں کوئی تعارض نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ نور الحق محدث دہلویؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں وقول مختار و مقرر جمہور ایں است کہ انبیاء بعد از ذاقت موت زندہ اند بحیات دنیوی (تیسیر القاری ص ۲۶۲ ج ۳) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں انبیاء در عالم برزخ زندہ اند (ایضاً ص ۲۴۵ ج ۳) شیخ کا دونوں الفاظ کو استعمال کرنا دلیل ہے کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

7۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام پر یہ لاجواب رسالہ تصنیف فرمایا ہے آپ نے حدیث نحن معشر الانبیاء لانورث ولا نورث کو مدار استدلال بنایا ہے فرمایا کہ نبی میں

السوال السادس۔

هل للداعی فی المسجد النبوی ان یجعل وجهه الی القبر المنیف و یسئل من المولی الجلیل متوسلا بنبیه الفخیم النبیل.

چھٹا سوال:۔

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر حق تعالی سے دعا مانگے۔

الجواب:۔

اختلف الفقهاء فی ذلک کما ذکره الملا علی القاری رحمه الله تعالی فی المسلک والمنقسط فقال ثم اعلم انه ذکر بعض مشائخنا کابی اللیث ومن تبعه کالکرمانی والسروجی انه یقف الزائر مستقبل القبلة کذا رواه الحسن عن ابی حنیفة رضی الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام بان ما نقل عن ابی اللیث مردود بما روی، ابو حنیفة عن ابن عمر رضی الله عنه انه قال من السنة ان تاتی ق ر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

حیات ذاتی صفت ہے جسطرح زمین کی ذاتی صفت اندھیرا ہے اب روشنی کیلئے تو چراغ جلانا پڑے گا مگر اندھیرا جب ہی چراغ بجھے گا خود بخود آ جائے گا جب چراغ جلتا ہے اندھیرا کہیں بھاگ نہیں جاتا بلکہ وہیں ہوتا ہے روشنی اندھیرے کیلئے ساتر بن جاتی ہے اس طرح برودت (ٹھنڈا) ہونا پانی کی ذاتی ہے جب کچھ دیر رکھ دو تو وہ برودت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح نبی کی حیات ذاتی ہے موت ساتر حیات تھی نہ کہ مزیل حیات عین وقت موت بھی نبی کے اندر حیات تھی جب حیات تھی تو مال میراث کیسے بن سکتا تھا پھر یہ کہ نبی وقت موت صدقہ کر کے جا رہا ہوتا ہے اور صدقہ کا وقت عین وقت موت ہے اور صدقہ کیلئے مصدق چاہیئے وہ نبی کی ذات ہے معلوم ہوا کہ عین وقت موت بھی نبی زندہ ہے تبھی تو صدقہ کر کے جا رہا ہے حدیث وراثت مشہور ہے تفصیل کیلئے "تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء" ملاحظہ فرمائیں۔

فتستقبل القبر بوجهک ثم تقول "السلام علیک ایها النبی و رحمة الله وبرکاته ثم ایده بروایة اخری اخرجها مجد الدین اللغوی عن ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفة یقول قدم ابوایوب السختیانی وانا بالمدینة فقلت لا نظرن مایصنع فجعل ظهره مما یلی القبلة ووجهه ممایلی وجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وبکی غیر متباک فقام مقام فقیه ثم قال العلامة القاری بعد نقله وفیه تنبیه علی ان هذا هو مختار الامام بعد ماکان مترددا فی مقام المرام ثم الجمع بین الروایتین ممکن الخ کلام الشریف فظهر بهذا انه یجوز کلا الامرین لکن المختار ان یستقبل وقت الزیارة ممایلی وجهه الشریف صلی الله علیه وآله وسلم وهو الماخوذ به عندنا وعلیه عملنا وعملُ مشائخنا و هکذا الحکم فی الدعاء کما روی عن مالک رحمه الله تعالی لما ساله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهیؒ فی رسالته "زبدة المناسک" واما مسئلة التوسل فقد مرت فی نمرة ۳. ۴ ص ۲

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں جان لو کہ ہمارے بعض مشائخ ابواللیث اوران کے پیرو کرمانی وسروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے جیسا کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابواللیث کی روایت نامقبول ہے اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو" آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالی کی رحمت وبرکات نازل

ہوں پھر اس کی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب ابو ایوب سختیانیؒ مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں سو انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے۔ ہاں پہلے ان کو تردد تھا پھر علامہ نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالک سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہؒ نے ان سے مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ ''زبدۃ المناسک'' میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی ص 6، نمبر 3,4 میں گزر چکا ہے۔ حاشیہ نمبر ۸

السوال السابع:۔

ما قولكم في تكثير الصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقراءة دلائل الخيرات والاوراد.

8۔ بہتر یہی ہے کہ نبی اقدسؐ کے روضہ پر جب کھڑا ہوا ہو تو صلوۃ وسلام پیش کرنے کے بعد اس کی طرف منہ کر کے دعا مانگے فقیہ ابو اللیث سمرقندی سے منقول کہ دعا کے وقت منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے مگر اس کو رد کر دیا گیا اس لئے کہ سیدنا امام اعظمؒ سے مسند کے اندر اس کے خلاف روایت منقول ہے۔ تفصیل کیلئے ''تسکین الاتقیاء'' دیکھیں۔

ساتواں سوال:۔

کیا فرماتے ہیں جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

الجواب:۔

یستحب عندنا تکثیر الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو من ارجی الطاعات واجب المندوبات سواء کان بقراءۃ الدلائل والاوراد الصلوتیۃ المولفۃ فی ذلک او بغیرھا ولکن الافضل عندنا ماصح بلفظہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو صلیٰ بغیر ما ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخل عن الفضل ویستحق بشارۃ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ عشر او کان شیخنا العلامۃ الگنگوھی یقرء الدلائل و کذلک المشائخ الا خر من ساد اتنا وقد کتب فی ارشاداتہ مولانا و مرشدنا قطب العالم حضرۃ الحاج امداد اللہ قدس اللہ سرہ العزیز وامر اصحابہ بان یقرءوہ و کانوا یروون الدلائل روایۃ و کان یجیز اصحابہ بالدلائل مولانا الگنگوھی رحمۃ اللہ علیہ.

جواب:۔

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا

مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالی اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہیؒ بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔ حاشیہ نمبر۹

9۔ نبی اقدس ﷺ کی ذات بابرکات پر درود شریف پڑھنا افضل ترین مستحبات میں سے ہے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہر بھلائی کی کنجی ہے اس لئے کہ نبی اقدس کی ذات ہی تمام کمالات کے انسان تک پہنچنے میں واسطہ ہے اکثر اولیاء اللہ کا قول ہے ہم نے جو کچھ بھی پایا صرف درود شریف کی بدولت پایا صلوۃ وسلام ہر زمانہ میں اہل اللہ نے نئے نئے الفاظ کے ساتھ تالیف کئے اور غلبہ شوق میں مختلف صورتوں پر آپ ﷺ پر درود بھیجے مگر جو درود احادیث میں منقول ہیں ان کے بعد حضرت سید محمد بن سلیمان جزولی شریف حسنی قدس سرہ کی تالیف کو جس کا نام "دلائل الخیرات" ہے جو قبولیت نصیب ہوئی وہ دوسروں کو نہ ہوئی عرب وعجم اور بلاد شرق وغرب میں اس کو پڑھا جا رہا ہے۔ اکثر مشائخ سلاسل اس کو وظیفہ کے طور پر سالکین کو دیتے ہیں اس کے اثرات کس قدر ہیں اس کا اندازہ لگانے کیلئے دو واقعات نقل کئے جاتے ہیں (۱) بندہ کو اس کے پڑھنے کی اجازت قطب العصر امین العلماء امام المتوکلین حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے عطا فرمائی ایک دفعہ بندہ نے پڑھنے میں سستی کی اور کئی ناغے ہو گئے حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی تو بڑے غصہ سے فرمایا کہ دلائل اور حزب کا کیوں ناغہ کر رہے ہو بندہ نے پھر پڑھنی شروع کر دی اس کے بعد جو حاضر ہوئی جوں ہی کمرہ میں داخل ہوا فرمایا ہاں اب پڑھ رہے ہو غالباً حضرت نے اس کے اثرات سے ہی معلوم فرما لیا تھا ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ کے ایک خلیفہ نے اپنے تلامذہ کو جب اس کی اجازت مرحمت فرمائی تو ایک طالب علم نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا وہ طالب علم لکھتا ہے" یکم رمضان المبارک ۱۴۳۰ کو استاذ نے حزب الاعظم اور

السوال الثامن والتاسع والعاشر:۔

ھل یصح لرجل ان یقلد احد امن الائمة الا ربعة فی جمیع الاصول والفروع ام لا وعلی تقدیر الصحة ھل ھو مستحب ام واجب ومن تقلدون من الا ئمة فروعاً واصولاً.

آٹھواں نواں اوردسواں سوال:۔

تمام اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے،نہیں؟اوراگر درست ہےتو مستحب ہے،یاواجب،اورتم کس امام کے مقلد ہو۔

دلائل الخیرات کی کتاب پرلکھ کراجازت مرحمت فرمائی اور میں وہ لیکر گھر گیاتو دودن تک تواس کو پڑھا پھر کچھ تنگی محسوس کی اس لئے کہ ایک تواس پروقت کافی خرچ ہوتا تھادوسرا میں مرید اپنے پیرومرشد کا تھا سوچا ان سے اجازت لیکر پڑھ لوں گا چنانچہ میں نے حزب الاعظم نہ پڑھی اوراس حالت میں سوگیارات کو میں نے دیکھا کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ درخت کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں آپ کے قریب ہی امام الانبیاء فخرکون ومکاں سیدالاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک گھٹنہ مبارک کھڑا اورایک بچھا کر (جسطرح درجہ حفظ کے بچے عموماً بیٹھتے ہیں) تشریف فرماہیں اور میرے ہاتھ میں یہ حزب الاعظم ہے جو میں نے حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کودی اور آپ نے یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دےدی اور آپؐ نے وہ لیکر مجھے دیتے ہوئے فرمایا یہ لےلو میں نے یہ کتاب امام الانبیاءؐ سے لے لی اور لیکر کچھ پیچھے ہٹا ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی اور رات دو بجکر تیس منٹ ہوئے تھے۔(م۔ذ)

نہ جانے کتنے اولیاء نے اس کی برکات کے بارے میں کیا کچھ دیکھا بندہ کو بحمدہ اللہ اس کی اجازت سیدی و مرشدی قطب العصر حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ نے دی انکو شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ نے انکو قطب الارشاد ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے دی آگے سند دلائل الخیرات میں موجود ہے۔

الجواب:۔

لا بد للرجل فی هذا الزمان ان يقلد احدامن الا ئمة الا ربعة رضی الله تعالی عنهم بل يجب فانا جربنا كثيرا ان مال ترک تقليد الائمة واتباع رای نفسه و هوها السقوط فی حفرة الالحاد والذندقة اعاذ نا الله منها و لا جل ذلک نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصول والفروع لا مام المسلمين ابی حنيفة رضی الله تعالی عنه اما تنا الله عليه وحشرنا فی زمرته ولمشائخنا فی ذلک تصانيف عديدة شاعت واشتهرت فی الافاق.

جواب:۔

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاوے بلکہ واجب ہے۔ حاشیہ نمبر۱۰

10۔ مطلق تقلید واجب بالذات ہے تقلید شخصی واجب بالغیر ہے تقلید کے معنی ہے مجتہد جو کہ قرآن وحدیث کا ماہر ہوتا ہے اسکی راہنمائی میں قرآن وحدیث پر عمل کرنا تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے ان میں کوئی فرق نہیں تقلید کی تعریف عربی میں اتباع الرجل غیرہ (حاشیہ نورالانوار ص۲۰۲) سے ہی کی گئی ہے اور تعریف الشیئی بمغایرہ جائز نہیں ہے معلوم ہوا کہ تقلید اتباع مغایر نہیں ہیں قرآن پاک میں حق تعالی نے واتبع سبیل من اناب الی فرما کر منیب الی اللہ کی اتباع کا حکم دیا مجتہد بھی منیب الی اللہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اخذ مسائل میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرتا ہے نیز فرمایایا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ والرسول واولی الامر منکم النساء : ۵۹ اے ایمان والو اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے (تفسیر ابن جریر ص۸۸ ج۵ الاتقان نوع ۸۰) امام رازیؒ فرماتے ہیں اس سے مراد علماء کو لینا اولی ہے (تفسیر کبیر ص۳۳۴ ج ۳) ابن

قیم تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ امراء حکمرانوں کی اطاعت بھی علماء کی اطاعت کے تابع ہے (اعلام الموقعین ص ۸ ج ۱) اسی طرح فرمایا فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون اہل ذکر سے مراد علماء ہیں علامہ آمدی نے اسی سے تقلید پر استدلال فرمایا ہے (الاحکام للآمدی ص ۱۵۱ ج ۴) اسی طرح فرمایا و اذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذا عوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم اہل استنباط فقہاء ہی ہیں دیکھیئے احکام القرآن للجصاص۔ استنباط کہتے ہیں زمین کھود کر اس سے پانی نکالنا فقیہ بھی قرآن و حدیث سے مسائل کو نکالتا ہے اپنی طرف سے بناتا نہیں القیاس مظهر لا مثبت (نور الانوار ص ۲۲۸) قیاس مسائل کو ظاہر کرتا ہے بناتا نہیں جب اہل استنباط کی طرف رجوع حکم ہی اس لئے دیا گیا کہ وہ جو اس مسئلہ کا حکم کریں اس کو تسلیم کرو ورنہ تو انکی طرف مسئلہ کو لے جانا فعل عبث ہوگا نیز فرمایا فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون: التوبہ آیت ۱۲۲ فقہاء کا ڈرانا تبھی فائدہ مند ہوگا جب انکی اتباع کی جائے معلوم ہوا کہ انکی اتباع لازم ہے مطلق تقلید واجب بالذات ہے اور تقلید شخصی واجب بالغیر ہے واجب بالغیر کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے عارضہ کی وجہ سے واجب جیسے مثلا قرآن پاک کی تلاوت کرنا واجب بالذات ہے لیکن اس کو شائع اگر نہ کیا جائے اس پر اگر اعراب نہ لگائے جائیں تو تلاوت والا واجب نہیں ادا ہو سکے گا اس لئے اس کو شائع کرنا اس پر اعراب لگانا واجب بالغیر ہوگا اگر آزادی دے دی جائے کہ جس فقیہ کی چاہو جس مسئلہ میں تقلید کرلو تو لوگ اپنی خواہشات سے ایک مسئلہ میں ایک کی تقلید کریں گے دوسرے میں دوسرے کا مسئلہ آسان دیکھا تو اس کی تقلید کرلیں گے اگر چہ بظاہر وہ تقلید کر رہے ہونگے مگر حقیقت میں اپنے نفس کی خواہشات کی اتباع کر رہے ہونگے اور نفس کی اتباع ممنوع ہے اس سے بچنا واجب ہے اور یہ واجب بغیر تقلید شخصی کے ادا نہیں ہوسکتا اس لئے تقلید شخصی واجب بالغیر ہے اس کا ترک حرام کبیرہ گناہ ہے مطلق تقلید کا انکار انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے مسئلہ تقلید پر امام اہلسنت محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "الکلام المفید" میں رئیس المناظرین امام المحدثین سرتاج احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "تجلیات صفدر" میں عمدہ گفتگو فرمائی ہے۔

انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشتہر و شائع ہو چکی ہیں۔

السوال الحادی عشر:۔

وهل يجوز عندكم الاشتغال باشغال الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة وصول الفيوض الباطنية عن صدور الاكابر وقبورهم وهل يستفيد اهل السلوك من روحانية المشائخ الاجلة ام لا؟

گیارھواں سوال:۔

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔

يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم في الشريعة زاهدا في الدنيا راغبا في الاخرة قد قطع عقبات النفس و تمرن في المنجيات و تبتل عن المهلكات كاملا مكملا و يضع يده في يده ويحبس نظره في نظره و يشتغل باشتغال الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة العظمى و الغنيمة الكبرى وهي

المعبر عنها بلسان الشرع بالاحسان واما من لم يتيسر له ذلک ولم يقدرله ما هنالک فيکفيه الانسلاک بسلکهم والانخراط في حزبهم فقد قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم المرء مع من احب اولئک قوم لا يشقى جليسهم وبحمد الله تعالى وحسن انعامه ونحن ومشائخنا قد دخلوا في بيعتهم واشغلوا باشغالهم وقصد والار شاد والتلقين والحمد لله على ذلک واما الا ستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفيوض الباطنية من صدورهم او قبورهم فيصح على الطريقة المعروفة في اهلها و خواصها لا بما هو شائع في العوام.

جواب:۔

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو ، دنیا سے بے رغبت ہو آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ نجات دہندہ اعمال کا خوگر ہو اور تباہ کن افعال سے علیحدہ ہو خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں مقصود رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فناء تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمت عظمے اور غنیمت کبری ہے جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے

در پے رہے ہیں والحمدالله علی ذلک، اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اوران کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ حاشیہ نمبر11

السوال الثانی عشر:۔

قد کان محمد بن عبد الوهاب النجدی یستحل دماء المسلمین واموالهم و اعراضهم و کان ینسب الناس کلهم الی الشرک ویسب السلف فکیف ترون ذلک وهل تجوزون تکفیر السلف والمسلمین واهل القبلة ام کیف مشربکم؟

بارھواں سوال:۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اوران کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا تمہارا کیا مشرب ہے؟

11۔اہل بدعت و اہل الحاد دونوں اس مسئلہ میں افراط وتفریط کا شکار ہیں اہل بدعت اس میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں اہل الحاد بالکل ہی اس کے منکر ہیں اہل سنت والجماعت حد اعتدال پر ہیں مشائخ ہر دور میں اصحاب قبور سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور اپنے صاحب استعداد مریدین کو بھی اس کی تلقین فرمایا دیتے تھے۔

الجواب:۔

الحكم عند نا فيهم ما قال صاحب الدرالمختار وخوارج هم قوم لهم منعة خرجواعليه بتاويل يرون انه على باطل كفراومعصية توجب قتاله بتاويلهم يستحلون دما ئناو اموالنا ويسبون نسائنا الى ان قال وحكمهم حكم البغاة ثم قال و انما لم نكفرهم لكونه عن تاويل وان كان باطلا.

وقال الشامى فى حاشيته كما وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب الذين خرجوامن نجد و تغلبوا على الحرمين و كانو ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدواانهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوابذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسرالله شوكتهم ثم اقول ليس هوولا احد من اتباعه وشيعته من مشائخنا فى سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحديث والتفسير والتصوف واما استحلال دماء المسلمين واموالهم و اعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر و خروج عن الاسلام وان كان بتاويل لا يسوغ فى الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائز بل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفراحداً منهم بل هو عندنا رفض و ابتداع فى الدين وتكفير اهل القبلة من المبتدعين فلا تكفرهم مالم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذاثبت انكارامر ضرورى من الدين نكفرهم و نحتاط فيه وهذادابنا و داب مشائخنا رحمهم الله تعالى .

جواب:۔

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگر چہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے" جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلہ میں، نہ تصوف میں اب رہا مسلمانوں کی جان و مال وآبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یہ ناحق ہوگا یا حق پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں، کافر نہیں کہتے۔ حاشیہ نمبر ۱۲

12۔ جو چیزیں دین میں تواتر سے ثابت ہوں خواہ تواتر اسنادی سے یا تواتر تعامل تواتر طبقہ یا تواتر معنوی سے اس طور پر کہ اس کا مفہوم بھی تواتر سے ثابت ہو ایسے شرعی مسئلہ کا انکار کرنا یا اس میں تاویل باطل کرنا

ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

کفر ہوگا ایسی چیزوں کو ضروریات دین کہا جاتا ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا یا تاویل باطل کرنا کفر ہے اسی طرح جو مسئلہ قطعی الثبوت قطعی الدلالت ہو اس کا انکار کرنا یا اس میں تاویل کرنا بھی کفر ہے۔ مثال کے طور پر نبی اقدس ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے اور اس کی دلالت اس معنی پر کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اس پر قطعی ہے پوری امت کا اتفاق ہے احادیث متواتر اس پر دال ہیں اجماع اسی معنی پر ہے اب جس طرح اس آیت کا انکار کرنا کفر ہے اسی طرح اس میں تاویل باطل کرنا یعنی یہ کہنا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو مانتا ہوں مگر خاتم کا معنی مہر آپ کو مہر نبوت دے دی گئی جسے چاہیں مہر لگا کر نبی بنا دیں یہ بھی کفر ہے۔ جو چیز تواتر اسناد سے ثابت ہے جیسے حدیث من کذب علی متعمدا اس کو دو صد کے قریب صحابہ نے نقل کیا ہے تفصیل کیلئے بندہ کی کتاب قطرات العطر شرح اردو شرح نخبۃ الفکر ص ۴۷ ملاحظہ فرمائیں جب یہ حدیث متواتر ہے تو اس کا انکار کفر ہوگا تواتر طبقہ کی مثال جیسے قرآن پاک ہر طبقہ میں متواتر رہا ہے اس کا انکار بھی کفر ہے جسطرح مطلق قرآن کا انکار کفر ہے اس میں تاویل باطل یعنی یہ کہنا کہ قرآن کو تو میں مانتا ہوں مگر یہ قرآن تو نہیں ہے جو مولویوں کے ہاتھ میں ہے یہ بھی کفر ہوگا تواتر تعامل اس کا انکار بھی کفر ہے تواتر معنوی جیسے احادیث ختم نبوت احادیث حیات عیسیٰ ان کو تواتر معنوی حاصل ہے اس کا انکار کرنا کفر ہوگا۔ اور اس میں تاویل باطل کرنا کہ عیسیٰ سے مراد فلاں نہیں ہے بلکہ فلاں ہے یہ بھی کفر ہوگا ایسی تمام چیزوں کو ضروریات دین کہا جاتا ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار بھی کفر ہو جاتا ہے اسلام کے بعد دوسرا دائرہ ہے اہلسنت والجماعت کا ہے بعض عقائد و مسائل ایسے ہیں جن کے انکار سے آدمی کافر تو نہیں بنتا مگر اہل سنت والجماعت سے خارج ضرور ہو جاتا ہے جیسے مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام مسئلہ تقلید شخصی مسئلہ توسل، صحابہ کا معیار حق ہونا، عصمت انبیاء، کا تصوف و سلوک تفضل الشیخین حب الختنین وغیرہ۔

السوال الثالث عشر والرابع عشر:۔

ما قولكم في امثال قوله تعالى الرحمن على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للبارى تعالى ام كيف رايكم فيه؟

تیرھواں اور چودھواں سوال:۔

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لئے جہت ومکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے؟

الجواب:۔

قولنا في امثال تلك الآيات انا نومن بها ولا يقال كيف و نومن بالله سبحانه و تعالى متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص و الحدوث كما هورای قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا في تلك الآيات يا ولونها بتاويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الا ستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريباً الى افهام القاصرين فحق ايضا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالى ونقول انه تعالى منزه و متعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

جواب:۔

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے۔

یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت وشرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تا کہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے البتہ جہت ومکان کا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت ومکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ وعالی ہے۔ حاشیہ نمبر ۱۳-۱۴

13۔حق تعالیٰ شانہ جہت اور مکان سے پاک ہیں۔ اس لیے کہ جہت اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی حد ہو اور حد بندی جسم کا خاصہ ہے حق تعالیٰ جسم سے بھی پاک ہیں حد بندی سے بھی اور جہت سے بھی پاک ہیں۔ اس طرح مکان سے بھی پاک ہیں اس لیے کہ مکان مکین کو محیط ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ کو کوئی چیز محیط نہیں ہے

14۔حق تعالیٰ شانہ جہت اور مکان سے پاک ہیں اس لئے کہ جہت اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی حد ہو اور حد بندی جسم کا خاصہ ہے حق تعالیٰ جسم سے بھی پاک ہیں حد بندی سے بھی پاک ہیں اور جہت سے بھی پاک ہیں اس طرح مکان سے بھی پاک ہیں اس لئے کہ مکان مکین کو محیط ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ کو کوئی چیز محیط نہیں ہوسکتی وھو بکل شیئ محیط اللہ ہر چیز کو محیط ہے لیکن احاطہ اس طرح بھی نہیں جیسے ظرف مظروف کا احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے خود اندر سے خالی ہوتا ہے ہر چیز کا حاطہ کئے ہوئے ہے ہر جگہ موجود ہے وھو معکم اینما کنتم تم جہاں کہیں ہوگے وہ تمھارے ساتھ ہے مایکون من نجوی ثلثة الاھو رابعھم ولا خمسة الا ھو سادھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا المجادلة :۷ نہیں کوئی بھی تین سرگوشی کرتے مگر اللہ چوتھا انکے ساتھ ہوتا ہے اور نہ پانچ سرگوشی کرتے ہیں مگر اللہ چھٹا ان کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر یہ کہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں فاینما تولوا فثم وجہ اللہ البقرہ :۱۵۵ تم جسطرف بھی منہ کرو اللہ ادھر ہی ہیں قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ باوجود وراء الوارء ہونے کے قریب عبد کے ہے ھو معکم اینما کنتم ایسے تشاویش کی ضرورت نہیں اور "معکم بعلم سے معیت تعبیر کرنا کچھ حاجت نہیں ھو ضمیر ذات ہے جہاں علم

ہے وہاں ذات ہے بس تکلف کی کیا حاجت ہے حق تعالیٰ فوق تحت سے بری ہے فوق اور تحت اور ہر جا موجود ہے عروج روح وقلب کا فوق کی جانب اس خیال سے نہیں ہے کہ حق تعالیٰ فوق العرش ہے نہیں سب جگہ ہے قلب مومن کے اندر بھی ہے۔ (مکتوبات رشیدیہ) امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ''آگاہ ہو کہ فوق العرش کا ظہور تجھے وہم میں نہ ڈالے کہ حضرت سبحانہ وتعالیٰ کا مقام وقرار عرش کے اوپر ہے اور جہت مکان اس کیلئے ثابت ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک وعما لا یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پاک جناب ایسی باتوں سے اور جو اس کے لائق نہیں ہیں برتر اور بلند ہے) (مکتوبات ص ۵۳ ج ۲) نیز فرماتے ہیں ''اور یہ بھی مناسب نہیں کہ حق تعالیٰ کو عرش کے اوپر جانیں اور فوق کی طرف ثابت کریں کیونکہ عرش اور اس کے ماسوا سب کچھ حادث اور اسی کا پیدا کیا ہوا ہے مخلوق وحادث کی کیا مجال کہ خالق قدیم کا مکان اور جائے قرار بن سکے۔ (مکتوبات ص ۲۲۵ ج ۲) غیر مقلدین اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اللہ جگہ ہے تو کیا بیت الخلاء میں بھی ہے ہم انسے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ بیت الخلاء میں قرآن پاک لیجانا جائز ہے کہتے ہیں نہیں حافظ قرآن کیا بیت الخلاء میں جاسکتا ہے؟ کہتے ہیں ہاں پھر ہم سوال کرتے ہیں اس کے سینے میں جو قرآن ہے کیا وہ نکال کر جائے گا کیونکہ بیت الخلاء میں تو قرآن لیجانا جائز نہیں ہے جو جواب تم دوگے وہی ہم دیں گے معلوم ہوا کیفیت بدلنے سے حکم بدل گیا رمضان مبارک ہے یا نہیں کیا بیت الخلاء میں رمضان نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے کیا اس سے رمضان ناپاک ہوجائے گا جمعہ کا دن مبارک ہے یا نہیں کیا بیت الخلاء میں جمعہ کا دن نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو کیا اس سے جمعہ کا دن ناپاک ہوجاتا ہے لیلۃ القدر کی رات بابرکت ہے کیا بیت الخلاء میں یہ رات نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو کیا اس سے لیلۃ القدر کی رات ناپاک ہوجائے گی جب زمان جو کہ اللہ کی مخلوق ہے اس کا یہ حال ہے تو خود ذات باری تعالیٰ کا جو تصور سے بھی ما وراء الوراء ہے اس پر اسطرح کے اعتراض عقل دشمنی نہیں تو اور کیا ہے حق تعالیٰ جہت زمان ومکان سے پاک ہیں یہ اللہ کا احاطہ نہیں کرسکتے حق تعالیٰ کو نہ عالم کے اندر کہہ سکتے ہیں نہ باہر اگر اندر کہیں تب اور اگر باہر کہیں تب حد لازم آئے گی اور حق تعالیٰ حد بندی سے پاک ہیں قرآن وحدیث ماوراء العقل ضرور ہے لیکن خلاف عقل نہیں اس لیے کہ جہاں عقل کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے وحی کی ابتداء ہوتی ہے جو چیز عقل میں نہیں آسکتی وحی اس کو بتلاتی ہے۔ لیکن وحی

خلاف عقل نہیں ہوتی۔ بندہ نے اس کی بحث اپنی کتاب انوارات صفدر جلد دوم'' کیا قیاس معارض بن سکتا ہے'' کے عنوان کے تحت کردی ہے اگر ذوق ہوتو اسے دیکھ لیا جائے۔

مسئلہ صفات کے چند اہم پہلو اور اہل سنت والجماعت کا مسلمہ موقف

حکمت الٰہی متقضی ہوئی کہ رسول عربی ﷺ کو جزیرہ عرب میں مبعوث فرمائے۔تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسی قوم کے درمیان مبعوث فرمایا جنکے پاس مفاخر دنیا میں صرف ایک ہی لغت عربی کی دولت رہ گئی تھی جہالت کی ان ظلمتوں میں تفنن فی الکلام، اپنی فصیح زبان پر اعلیٰ قدرت اور ایک ہی لفظ کو کئی اسالیب سے ادا کرنا، مافی الضمیر کو متعدد طریق سے ظاہر کرنا انکے ہر خاص وعام کی زبان پر تھا۔ انہی فصاحت وبلاغت کیوجہ سے عرب نے اپنے سے غیروں کو گونگوں سے موسوم کیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ عرب کیطرح مافی الضمیر کا اظہار اعلیٰ طریقے سے نہیں کر سکتے اللہ تعالی کا یہ قانون بھی قدیم سے رہا ہے کہ جس قوم میں کسی نبی کی بعثت کردی ان کو ایسے معجزات سے نوازا جن کا اس زمانے میں ڈنکا بج رہا تھا چنانچہ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی سینکڑوں معجزوں میں سے ایک معجزہ سب سے بہترین و افضل عطا فرمایا جو قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ عربی زبان کی بلاغت، براعت اسلوب اور فصاحت میں ایسی چوٹیوں کو چھو رہا ہے جو طوق بشر سے باہر ہے عربی کے ہر ایسے جمال کے ساتھ یہ کتاب موسوم ہے جسکا عربی دان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

لیکن یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ انسانوں کی زبان جتنی بھی فصیح و بلیغ بن جائے تب بھی ایسے معانی کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتی اور نہ ہی اسکا انسان ادراک کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کسی طریقے سے حقائق معلوم کر سکتا ہے (بلکہ سمجھنے سے قاصر ہے) ایسے میں اگر وہ ان اشیاء کے بارے میں بات کرے تو اپنی ہی بساط کے موافق انکو الفاظ کا جامہ پہنائے گا قرآن کریم نے انسانوں ہی کے عرف کے مطابق انکو سمجھایا ہے اور غیرہ محدود معانی کیلئے محدود الفاظ کا قالب پہنا کر انسانوں کیلئے قریب الی الفہم بنایا اور یوں قرآن کریم دو قسم کی آیات پر مشتمل ہوا۔

محکمات

جنکے معانی ہر کسی کو معلوم ہوں یا ہو سکتے ہوں اور انہی محکمات میں اللہ تعالیٰ نے مسائل عقیدہ ،فقہ ،اخلاقیات ،عبادات اور معاشرت کا واضح واضح بیان فرمایا اسی طرح اللہ کا حدوث اور شرک سے پاک ہونا بھی بیان فرمایا۔

متشابہات

دوسری قسم کی وہ آیات جنکو ہم متشابہات سے تعبیر کرتے ہیں اور جن کے معانی کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر متشابہات واقع ہیں جیسے استویٰ ،ید ،نفس وغیرہ ان میں بعض کو صفات بھی کہتے ہیں انہی صفات کے موضوع پر آگے چند معروضات حاضر خدمت ہیں۔

صفات باری تعالیٰ

صفات کا مسئلہ نازک ترین مسئلہ ہے اس میں تھوڑے سے افراط وتفریط سے آدمی گمراہیوں کی کھائیوں میں گر سکتا ہے اس لئے ان میں بغیر ضرورت شدیدہ کے کلام کرنا علماء نے ناجائز ٹھہرایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ مسئلہ صفات میں اثبات کی طرف اتنا غلو کر گئے کہ مشبہہ اور مجسمہ بن گئے اور دوسری طرف بعض لوگوں نے تاویل میں اتنا غلو کر دیا کہ معطلہ ،جہمیہ اور معتزلہ بن گئے جبکہ اہلسنت و الجماعت نے ہمیشہ شریعت کے ہر مسئلہ میں اعتدال کا دامن پکڑا لہذا مسئلہ صفات میں احتیاط کی بہت ہی ضرورت ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ بعض نادان لوگوں نے عقیدہ اور صفات کے مسئلہ میں اپنی طرف سے خوب خامہ فرسائی کی جس کی وجہ سے اہل حق مجبور ہوئے کہ اس مسئلہ میں اپنا موقف واضح کریں۔ جماہیرا ہلسنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ صفات میں دو موقف سامنے آئے ایک جمہور سلف صالحین کا موقف اور دوسرا جمہور خلف متاخرین کا موقف۔

مسئلہ صفات میں سلف صالحین کے معتدل موقف کا بیان

جمہور سلف صالحین کے نزدیک صفات باری تعالیٰ میں عقیدہ "التفویض مع تنزیه الله تعالیٰ عن مشابهة المخلوقات" (صفات باری تعالیٰ سے کیفیات کی نفی کردی کہ وہ اجسام کی صفت ہیں جیسا کہ

آگے آرہا ہے) یعنی جو صفات قطعیات (نص قرآن،خبر متواتر،اجماع) سے ثابت ہیں انکو ثبوت کے بعد اللہ کے سپرد کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشابہات مخلوق سے پاک ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ان صفات کو ثابت مان کر یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ان صفات سے یہی حقائق اور ظواہر مراد نہیں بلکہ ان کی مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو سلف کا موقف دو باتوں سے مرکب ہوا

1۔ ان صفات سے حقائق اور یہی ظواہر مراد نہیں

۲۔ انکے معانی متعین کرنے سے سلف نے گریز کیا ہے ان صفات کے معانی اللہ ہی جانتا ہے

سلف متقدمین کا صفات میں یہی موقف مسلمہ موقف ہے جو بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔

سلف متقدمین کے چند دلائل کا بیان

دلیل اول

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۳۰۶/۱۳۔۳۰۷) میں امام مالک کا مشہور مقولہ نقل کیا ہے جو یہ ہے

"واخرج البيهقي بسند جيد عن عبدالله بن وهب قال :كنا عند مالك فدخل رجل فقال يااباعبدالله(الرحمن على العرش استوى) كيف استوىٰ فاطرق مالك فاخذته الرحضاء ثم رفع راسه فقال (الرحمن علىٰ العرش استوىٰ) كما وصف به نفسه ولا يقال كيف و كيف عنه موفوع ومااراك الا صاحب بدعة..."

اسی طرح روایت حافظ ابن حجر نے امام اللالکائی کے حوالے سے امام مالک کے استاذ حضرت ربیعہ الرائی اورام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل فرمائی ہے نیز دیکھئے" کتاب الاسماء والصفات للامام البیہقیؒ" ۴۰۸ اور اللالکائی کی شرح الاصول (ص ۲۱۴ ج ۱)

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ امام مالک نے صفت "استویٰ" کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کر کے تفصیل سے سکوت فرمایا اور صرف ان الفاظ پر اکتفا کیا "كما وصف به نفسه" اور پھر کیفیت کو جو اجسام کی صفت ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے منفی کیا۔

دلیل دوم

حافظ ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء (ج ۸ ص ۱۰۵) میں امام مالک ہی سے احادیث صفات کے متعلق نقل کیا ہے "امرھا کما جاءت بلا تفسیر" دیکھئے امام مالک نے تفویض اوران جیسی احادیث پر سکوت کو ترجیح دی اور یہ بھی فرمایا کہ ان صفات کی ہر قسم کی تفسیر نا جائز ہے

دلیل سوم

امام احمد سے جب احادیث صفات کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بھی تفویض کو راجح قرار دیا اور یوں فرمایا "نومن بھا ونصدق بھا ولا کیف ولا معنی" جیسا کہ خلال نے کتاب السنۃ میں نقل کیا ہے یہاں امام احمد نے صاف صاف تفویض اور سکوت کیا ہے۔

دلیل چہارم

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں فرمایا "والمذھب فی ھذا عند اھل العلم من الائمۃ مثل سفیان الثوری ومالک بن انس وابن المبارک وابن عیینۃ ووکیع وغیرھم انھم رووا ھذہ الاشیاء ثم قالوا تروی ھذہ الاحادیث ونومن بھا ولا یقال کیف وھذا الذی اختارہ اھل الحدیث ان تروی ھذہ الاشیاء کما جائت ویومن بھا ولاتفسر ولا تتوھم ولا یقال کیف وھذا امر اھل العلم الذی اختاروہ وذھبوا الیہ" (ترمذی)

دیکھیئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ ان صفات پر ایمان لایا جائے اور اسکی کسی قسم کی تفسیر نہ کی جائے اور "ولا تتوھم" کا معنی یہ ہے کہ اس کا معنی ظاہری حقیقی مراد لینا جائز نہیں اس طرح "کیف" کی بھی نفی کر دی واضح رہے کہ "ولا تفسر" کا مطلب وہی ہے جو بعض سلف فرماتے ہیں کہ "قراتھا تفسیرھا"

دلیل پنجم

حافظ ابن حجر نے صفات میں تین مذاہب نقل کر کے تیسرے مذہب کو یوں ذکر کیا۔

الثالث: "امرارھا علی ماجاءت مفوضاً معناھا الی اللہ تعالیٰ

دیکھیئے فتح الباری (ص ۳۹۰ ج ۱۳)

یعنی تیسرا مذہب ان صفات کو پڑھ کر صرف ان پر گزرنا ہے اور اس کے معنی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے اس عبارت کے متصل ہی حافظ نے لکھا ہے "قال الطیبی: ھذا ھو المذھب المعتمد و به یقول السلف الصالح" صفات میں مذہب معتمد یہی ہے اور سلف صالحین کا مختار بھی یہی ہے

دلیل ششم

امام سفیان بن عیینہؒ اور امام محمد بن حسن الشیبانیؒ فرماتے ہیں "ما وصف الله تبارک وتعالیٰ بنفسه فی کتابه فقراته تفسیره لیس لاحد ان یفسره بالعربیة ولا بالفارسیة" یعنی ان آیات صفات کو پڑھنا ہی گویا ان کا سمجھنا ہے اور کسی کو یہ اجازت نہیں کہ صفات کی عربی یا فارسی کے ذریعہ تفسیر کرے (کتاب الاسماء والصفات مع الحاشی ۳۱۷)

دلیل ہفتم

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں "فاما الاستواء والمتقدمون من اصحابنا رضی الله عنهم کانوا لا یفسرونه، ولا یتکلمون فیه کنحو مذھبھم فی امثال ذالک" (کتاب الاسماء والصفات ص ۴۰۸) یعنی استواء کی متقدمین تفسیر نہیں کرتے تھے اور صفات میں کسی قسم کی بات کو پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ ان کا دوسری صفات میں یہی موقف ہے یہ تھے چند مختصر دلائل جن سے بخوبی اندازہ ہو گیا کہ متقدمین اس مسئلے میں بالکل سکوت کرتے تھے اور صفات کے ظواہر قطعاً مراد نہیں لیتے تھے اور کیفیات کی بالکل نفی کرتے تھے۔

مسئلہ صفات میں متاخرین اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف

اس میں اختلاف رہا ہے کہ سلف کا دور کب ختم ہوتا ہے اور متاخرین کا دور کب شروع ہوتا ہے بعض علماء کی تحقیق کے موافق دو سو بیس ہجری تک سلف متقدمین کا دور ختم ہو جاتا ہے جبکہ حافظ ابن عساکرؒ کے نزدیک سلف کا دور تین سو ہجری پر اختتام پذیر ہوتا ہے علماء محققین نے حافظ ابن عساکر کے قول کو راجح قرار دیا ہے سلف متاخرین میں محدثین فقہا، آئمہ، علماء اصول الدین اور تمام ثقات علماء شمار ہوتے ہیں ان حضرات نے سلف کے مجمل قول کو مفصل کر دیا کہ سلف تو اللہ تعالیٰ کو ہر شائبہ حدوث وشرک سے پاک سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان صفات سے وہ حقیقی اور ظاہری متبادر معنی نہیں لیتے کہ یہ اجسام کی صفات ہیں لیکن وہ معنی محتمل

کو غیر متعین چھوڑ دیتے ہیں جبکہ متاخرین اہل السنۃ کا بھی بعینہ یہی عقیدہ ہے لیکن صرف وہ معنی محتمل کو معین کر دیتے ہیں۔خلاصہ یہ ہوا کہ سلف متقدمین بھی تاویل کرتے ہیں لیکن وہ تاویل اجمالی ہے کیونکہ وہ معنی ظاہری حقیقی سے گریز کرتے ہیں جبکہ متاخرین ان معانی محتملہ کو متعین کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ معانی کلام عرب فصیح سے ثابت ہوں

متاخرین علماء تاویل کیوں کرتے ہیں؟

حضرات متاخرین کے زمانے میں جن جوق در جوق فتنوں نے سر اٹھایا وہ سلف متقدمین کے دور میں نہیں تھے مشبہہ اور مجسمہ نے بھر پور طاقت اس کیلئے صرف کردی کہ اللہ تعالیٰ کے ہمارے جیسی آنکھ ہے ہمارے جیسے ہاتھ ہیں ہمارے جیسے بیٹھتے ہیں اور ہمارے جیسے اٹھتے ہیں اور متحرک ہیں پھر ان میں اختلاف ہے بعض تو ان میں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت جوان کی صورت میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ادھیڑ عمر والے آدمی کی طرح ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور ظلم یہ ہے کہ انہوں نے اپنے فضول مذہب پر قرآن کی آیات صفات سے یا احادیث الصفات سے استدلال کیا ہے جس میں "استویٰ" "ید" "نفس" یا "نزول" کا ذکر ہے۔

یہ بات بھی مسلم ہے کہ عوام الناس ظواہر کو دیکھ کر جلد دھوکہ کھا جاتے ہیں چنانچہ متاخرین اہل السنۃ والجماعۃ نے عوام کو مجسمہ و مشبہہ کی ان فضول مشغوبات سے بچانے کیلئے تاویل کی صورت اختیار کر لی کہ "استویٰ" سے "استولیٰ" اور "ید" سے قدرت عین سے حفاظت نزول سے نزول رحمت مراد ہے۔اگر سلف کے زمانے میں ایسے فتنے ہوتے تو وہ حضرات بھی متاخرین کیطرح تاویل کرتے اس کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ سلف کے زمانے میں جہاں خال خال فتنے اٹھے تو ان کے سامنے صحابہؓ سے لیکر تبع تابعین تک حضرات سے تاویلی تفصیل ثابت ہے جس پر آگے مستقل بحث آئیگی۔

ایک شبہ اور اسکا ازالہ

بعض حضرات سطحی مطالعہ کے بل بوتے پر حضرات امام اعظم ابوحنیفہؒ کی "فقہ اکبر" سے اشکال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے مؤولین اور اہل التاویل کو معطلہ قرار دیا اور فرمایا کہ صفات میں تاویل کرنا جائز نہیں الفقہ الاکبر روایۃ حماد ۱۴۱) کی عبارت یہ ہے۔(فما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن من ذکر

الوجه، والید والنفس فهو له صفات بلاکیف، ولایقال ان یده قدرته، او نعمته، فیه ابطال الصفة)

لیکن اگر یہ بعض حضرات عبارت کو تھوڑا سا بھی آگے پڑھ لیتے تو انکا اشکال خود بخود زائل ہو جاتا امام ابو حنیفہ عبارت بالا کے بعد متصل ہی فرماتے ہیں کہ "وھو قول اھل القدر، والاعتزال" صفات میں اس طرح تاویل کرنا جس سے اصل کلمات معطل رہ جائیں معطلہ، معتزلہ اور قدریہ کا قول ہے جبکہ اہل السنہ متاخرین کی تاویل قطعاً اس طرح نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تاویلی معنی محتمل کے درجے میں ہے یقین اور بالجزم کے درجے میں نہیں کہ جس سے اصل کلمات معطل رہ جائیں کیونکہ متشابہات کے معانی متعین نہیں ہو سکتے۔

امام ابن ہمام لکھتے ہیں "وھذا التاویل لھذہ الالفاظ لماذکرنا من صرف فھم العامة عن الجسمیة وھو یمکن ان یراد ولایجزم بارادته" المسایرہ مع المسامرہ ص ۶۲ کہ ان الفاظ کی یہ تاویل اس لئے ہے کہ عامۃ الناس کو مجسمہ کے مذہب سے بچایا جائے اور یہ تاویل ان صفات میں ممکن الارادہ ہے اور یہ ارادہ بالجزم اور یقینی نہیں ہے دیکھئے ابن ہمامؒ نے صاف صاف کہا ہے کہ یہ تاویل جزم اور یقین کے درجے میں نہیں کہ اصل صفت کا معطل ہونا لازم آئے، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اعتراض رہتا ہے کہ جس طرح گروہ اشاعرہ، ماتریدیہ تاویلات کرتے ہیں معتزلہ وجہمیہ بھی تاویلات کرتے ہیں ان میں اور ان میں کیا فرق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کی تاویلات میں فرق یہ ہے کہ اشاعرۃ ماتریدیہ تاویلات پر جزم نہیں کرتے برخلاف معتزلہ وغیرہ (اہل باطل) کے کہ وہ تاویلات کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں کہ بس یہاں یہی معنی مراد ہے (دیکھئے معارف مدنی ص ۷۸ از فقیہ العصر مفتی عبدالشکور ترمذیؒ)

کیا تاویل کرنا بدعت ہے

غیر مقلدین حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ تاویل کرنا بدعت ہے یہ امر ہر کسی کو معلوم ہے کہ بدعت خیر القرون کے زمان کے بعد کی پیداوار ہے اگر تاویل تفصیلی بدعت ہوتی تو خیر القرون میں بلکہ صحابہ سے قطعاً ثابت نہ ہوتی حالانکہ خیر القرون میں بلکہ صحابہؓ سے تاویل تفصیلی ثابت ہے جس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

تاویل اول

حبر الامہ حضرت ابن عباسؓ سے صحیح سند کیساتھ منقول ہے کہ انہوں (یوم یکشف عن ساق) میں "ساق" کی تاویل شدت سے فرمائی ہے اور کہا "یکشف عن شدۃ" (دیکھئے فتح الباری ۴۲۸/۱۳ اور تفسیر ابن جریر ۳۸/۲۹) حافظ ابن جریر (م ۳۱۰ھ) نے امام مجاہد، امام سعید بن جبیر اور امام قتادہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ حافظ ابن جریر اسی آیت کے اوائل میں کہتے ہیں (قال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین من اھل التاویل یبدو عن امر شدید) کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے ساق کی تفسیر "امر شدید" سے کی ہے

تاویل دوم

حضرت ابن عباسؓ نے آیت (والسماء بنیناھا باید وانا لموسعون) میں "باید" کی تاویل "بقوۃ" سے کی ہے

دیکھئے تفسیر ابن جریر الطبری (۲۷/۷)

اسی طرح حافظ ابن جریر نے "بقوۃ" کی تاویل متعدد حضرات سلف سے نقل کی ہے جن میں مجاہد، قتادہ، منصور، ابن زید اور سفیان حضرات ائمہ شامل ذکر ہیں۔ اب دیکھئے اگر تاویل بدعت ہے تو ابن عباس اور مجاہد قتادہ اور دوسرے صحابہ و تابعین کا بدعتی ہونا لازم آئیگا لہذا یہ کہنا کہ تاویل بدعت اور سلف سے ثابت نہیں ہے خود ایک قول مبتدع ہے

تاویل سوم

امام اہل السنۃ والجماعۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی سے متعدد مواضع میں تاویل تفصیلی ثابت ہے حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایۃ والنھایۃ" (۳۲۷/۱۰) میں امام بیہقی کے ایک مخطوط سے جو مناقب احمد بن حنبل کے نام سے موسوم ہے) سند جید کیساتھ نقل کیا ہے

(روی البیھقی عن الحاکم عن ابی عمرو بن السماک عن احمد بن حنبل تاول قول اللہ تعالیٰ وجاء ربک انہ جاء ثوابہ) یعنی امام احمد کے بھتیجے حنبل نے امام سے "وجاء ربک" میں وجاء ثواب ربک کی تاویل نقل کی ہے حافظ ابن کثیر نے بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس سند پر کوئی غبار نہیں۔

تاویل چہارم

خلال نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ احمد نے فرمایا(احتجوا علی یوم المناظرة، فقالو، تجیی یوم القیامة سورة البقرة ....الحدیث قال :فقلت انما هو الثواب) کہ معتزلہ نے مناظرہ کے دن مجھ پر یہ اعتراض کیا کہ یہاں قرآن کیلئے "مجیت" استعمال ہوا ہے جو اجسام کی صفت ہے تو پھر قرآن اللہ کی صفت قدیم کیسے ہوسکتی ہے جو غیر مخلوق اور غیر مجسم ہے تو امام نے جواب میں فرمایا کہ مجیت سے مراد مجیت قرآن نہیں بلکہ مجیت ثواب ہے ملاحظہ کیجئے کہ امام احمد نے دونوں جگہوں پر صریح تاویل کی ہے اب امام احمد کیا بدعتی ہیں۔۔۔؟

تاویل پنجم

امام مالک رحمہ اللہ دور سلف کے بڑے علماء وفقہاء اور مجتہدین میں شمار ہوتے ہیں خود ان سے تاویل ثابت ہے حافظ ابن عبد البر نے "التمہید" (۱۴۳/۷) میں اپنی سند اور حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء (۱۰۵/۸) میں امام مالک رحمہ اللہ سے حدیث نزول میں تاویل تفصیلی نقل کی ہے (قال مالک : یتنزل ربنا تبارک وتعالیٰ: امره، فاما هو فدائم لایزول) کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ نازل ہوتا ہے یعنی اسکا امر و حکم نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو دائم ہیں کبھی بھی زائل نہیں ہوتے۔ امام مالک نے نزول باری تعالیٰ سے بطور تاویل نزول امر الہی اور حکم الہی لیا ہے۔

تاویل ششم

امام بخاریؒ (المتوفی ۲۵۶ھ) سے تاویل تفصیلی ثابت ہے امام بیہقی نے "کتاب الاسماء و الصفات" ص ۴۷۰ و ۴۴۸ فربری (جو امام بخاری کے شاگرد ہیں) سے نقل کیا ہے کہ حدیث میں ضحک سے مراد "رحمت" ہے۔ اس کے علاوہ بھی سلف میں امام سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ ابن حبان، نضر بن شمیل (المولود ۱۲۲ھ) امام ہشام بن عبید (المتوفی ۲۲۱) حافظ ابن جریر الطبری، امام ابوالحسن الاشعری اور امام ترمذی سے جابجا تاویل ثابت ہے لہذا یہ کہنا کہ تاویل تعطیل اور بدعت ہے سراسر جہالت پر مبنی ہے خلاصہ۔۔ قبل بحث سے ثابت ہوا کہ تاویل چاہے تفصیلی ہو یا اجمالی سلف کے نزدیک دونوں ثابت ہیں

لیکن سلف پر تفویض یعنی تاویل اجمالی غالب ہے جبکہ متاخرین اہل السنۃ والجماعۃ پر خطرات زمانہ کیوجہ سے تاویل تفصیلی کا رنگ غالب ہے۔

ایک اہم تنبیہ

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ سلف صالحین اور متاخرین کے مواقف قطعاً متضاد اور ایک دوسرے کے مقابل نہیں ہیں عقیدہ تو خلف اور سلف کا ایک ہی ہے جس میں ایک بال برابر بھی اختلاف نہیں البتہ زمانے کی تبدیلی کیساتھ جب اہل الھوا والبدع اور دشمنان اسلام اعتراضات وشبہات کے نئے نئے طریقے اختیار کرتے گئے تو ان کے مقابل میں اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء کے دفاعی طریقے بھی تبدیل ہوتے گئے تاکہ ترکی بجواب ترکی ہو چنانچہ جب معتزلہ، جہمیہ، قدریہ اور مجسمہ نے فلسفہ ومنطق کے ذریعے اپنے دلائل علماء حق کے خلاف استعمال کئے تو علماء حق نے انہی فنون کو سیکھ کر اور ان میں مہارت تامہ اور مجتہدانہ صلاحیتیں حاصل کر کے ان اہل بدعت کو ان کے فلسفہ ومنطق سے مزخرف دلائل کا منہ توڑ جواب دیا

خلاصہ یہ ہے کہ زمان کی تبدیلی کیساتھ طرق دفاع بھی بدلتے گئے ہاں عقیدہ صحیحہ سب کا ایک ہی ہے یہی وجہ ہے کہ علماء محققین کہتے ہیں کہ جس طرح صفات میں مذہب خلف احکم ہے تو مذہب سلف بھی احکم اسلم اور اتقن ہے دیکھئے (مقدمہ **علی العقیدۃ النظامیۃ بقلم الامام الکوثری، واستحالۃ المعیۃ بالذات ومایضاھیھا من متشابہ الصفات، للشیخ محمد الخضر الشنقیطی**)

غیر مقلدین کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض ا۔ امام ابوحنیفہؒ سے ابومطیع بلخی نے پوچھا اگر ایک آدمی اسطرح کہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ وہ آدمی کافر ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (**الرحمٰن علی العرش استویٰ**) اللہ تعالیٰ عرش پر برابر ہوا ہے اور اللہ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے پھر میں نے کہا کہ اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ اوپر ہے لیکن اللہ کے عرش کا مجھے پتہ نہیں کہ آسمان میں ہے یا زمین میں تو امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ اس نے اللہ کے اوپر ہونے سے انکار کیا۔

الجواب

غیر مقلدین حضرات اگر سلف صالحین اور جمہور اہل السنۃ کے متفقہ موقف جو قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے پر سوچیں تو انہیں اپنے عقیدہ کا فسخ وضلال روز روشن کیطرح عیاں ہوگا

مذکورہ عبارت جو امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کی گئی ہے غیر مقلدین اول تو اس میں تحریف کر گئے ہیں اور اسی لئے اس عبارت کے مطلب کو سمجھتے نہیں عبارت مذکورہ کو اگر اصل مراجع میں دیکھ لیا جائے تو اشکال خود بخود زائل ہو جائیگا غیر مقلدین یا تو قصداً تحریف کرتے ہیں یا چونکہ یہ ہر چیز میں سطحیت پر فائز ہیں اس لئے تحقیق نہ ہونے کیوجہ سے اقوال متضاربہ اور عقائد ضالہ میں پڑ جاتے ہیں امام ابوحنیفہؒ سے ان کے متعدد جلیل القدر کبار شاگردوں نے الفقہ الاکبر روایت کیا ہے مذکورہ عبارت ابو مطیع بلخی کے "الفقہ الاکبر" (ص ۶۰۷ ضمن مجموعۃ العقیدہ وعلم الکلام) میں درج ہے فقہ اکبر بروایت ابو مطیع بلخی کو "الفقہ الابسط" سے بھی پہچانا جاتا ہے اب اصل عبارت مذکورہ یہ ہے (قال ابو حنیفۃ: من قال لا اعرف ربی فی السماء او فی الارض فقد کفر وکذا من قال الله علی العرش ولا ادری العرش افی السماء اوفی الارض) الفقہ الابسط ص ۶۰۷ ضمن مجموعۃ العقیدۃ وعلم الکلام ص ۴۹ الفقہ الاکبر لابی مطیع البلخی مطبوعہ الرحیم اکادمی کراچی' عبارت بالا کا ترجمہ ہے:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں تو اس نے کفر کیا اور اسی طرح جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے (فوقیت حسی کے ساتھ) اور کہا کہ میں نہیں جانتا عرش آسمان میں ہے یا زمین میں تو کفر کیا۔

یہ ہے اصل عبارت جس میں غیر مقلدین نے بہت سی تحریفات کی ہیں چنانچہ ہم نے اصل کتابوں اور مراجع سے عبارت کو نقل کیا تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے اب آیئے امام ابوحنیفہ اس آدمی کو کیوں کافر قرار دے رہے ہیں کہ جس نے کہا میں نہیں جانتا کہ اللہ آسمان میں ہے یا زمین میں۔۔۔۔۔

اس جملے کے مطلب کو فقہاء نے خود بیان فرمایا ہے امام سمرقندی جو قدیم علماء میں سے ہیں جن کی وفات ۳۷۳ھ میں ہوئی وہ شرح الفقہ الاکبر میں اس عبارت کو واضح کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ آسمان میں ہے یا زمین میں تو اس نے کفر کیا اس کفر کیوجہ یہ ہے کہ

عبارت مذکورہ میں قائل اللہ کیلئے مکان کا تاثر دے رہا ہے اور مکان ثابت کرنے سے وہ مشرک بن جاتا ہے (وجہ یہ ہے کہ عرش اللہ کیلئے مکان اور مستقر ہوا تو اللہ تعالیٰ جسم ہو جائیگا اور جسم پر فنا آئیگی جیسا کہ وہ پہلے موجود نہیں تھا پھر موجود ہوا جو حدوث ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے جسمیت، مکانیات اور زمانیات سے پاک ہے) آگے امام سمرقندی امام ابوحنیفہ کے عبارت کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:۔ اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (الرحمٰن علی العرش استویٰ) پھر قائل نے کہا کہ میں اس آیت پر ایمان رکھتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں تو وہ قائل کافر ہوگا اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مکان اور جسم کا قائل ہو گیا جو کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان اور جسم سے پاک ہے) شرح الفقہ الاکبر مصنفہ امام سمرقندی طبع الرحیم اکادمی کراچی

واضح رہے امام سمرقندی امام ابوحنیفہؒ کے تین واسطوں سے شاگرد ہے۔ لہٰذا ان کی تشریح پر مکمل اعتماد ہے۔ خلاصہ یہ ہوا، کہ امام صاحبؒ اس آدمی کو کافر قرار دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جسمیت اور مکان کا قائل ہے۔

اب غیر مقلدین سوچیں ایسا نہ ہو کہ عبارت مذکورہ خود ان پر اُلٹی حجت بن جائے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے عبارت بالا کی ایسی ہی تشریح گیارہویں صدی ہجری کے محقق عالم امام بیاضی نے اپنے مایہ ناز کتاب "اشارات المرام عن عبارات الامام ص ۲۰۰ مطبوعہ زم زم کراچی" میں بھی کی ہے۔

ایک اشکال کا حل

اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ مشابہت مخلوقات سے پاک ہے تو قرآن پاک اور احادیث کے ذخیرے میں اللہ رب العزت کے متعلق ایسے کلمات کیوں مستعمل ہوئے ہیں جو آدمی کو وہم میں ڈال دیتے ہیں۔

اس اشکال کا جواب امام ابن جوزی حنبلی نے اپنی نفیس اور محقق کتاب "دفع شبہ التشبیہ" (ص ۱۰۷) میں مفصل دیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ دراصل اس زمانے میں انسانی طبیعت پر محسوسات اتنے غالب ہو گئے تھے کہ وہ اپنے آلہہ محسوس کیے بغیر نہیں سمجھتے تھے، کیونکہ انکا ذہن محسوس کے بغیر دوسری اشیاء کو قبول نہیں کرتا تھا۔

چنانچہ اس جہالت کے ان اندھیروں میں ایک قوم نے ستاروں کو (جو آنکھوں کو محسوس اور دکھائی دے رہے تھے) معبود بنایا اور اس کی عبادت کرنے لگے جبکہ کسی نے "نور" کو اپنا رب بنا کر خیر اس سے مانگنے لگے، اور "شر" کا رب "ظلمت" یعنی اندھیرے کو قرار دیا۔ کسی نے عیسیٰ علیہ السلام کسی نے سورج، کسی نے بتوں کو معبود بنا کر پوجا کرنے لگے اور ظاہر ہے یہ سب کے سب محسوسات ہیں حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ محسوسات سے پاک ہیں ایسے میں اگر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ مطلق تنزیہ یوں بیان کرتے کہ "اللہ تعالیٰ لیس بجسم ولا جوهر ولا عرض، ولا طويل ولا عريض ولا يشغل الامكنة ولا يحويه مكان ولا جهة من الجهات الستة" کہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر، نہ عرض، نہ طویل، نہ عریض نہ امکنہ میں اتر کر اسکو بھر لیتا ہے نہ اسکا کوئی مکان احاطہ کر سکتا ہے نہ اس کیلئے جہات اطراف میں کوئی طرف ثابت ہے تو یہ سب لوگ جو محسوسات کو معبود بنا کر عبادتوں میں فضول مشغول تھے فوراً یہی کہتے کہ تم تو ہمیں ایسے معبود کیطرف بلا رہے ہو جو موجود ہی نہیں بلکہ معدوم ہے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پہلے یہی گمان تھا کہ معبود ہمیشہ محسوس ہوتا ہے اس لیے حضرت موسیٰ سے انہوں نے کہا "اجعل لنا الهاً" الاعراف ۱۳۸ کہ ہمارے لئے خدا بناؤ اور ظاہر ہے محسوسات ہی کو بنایا جاتا ہے۔

اسلئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ نے حکیمانہ اسلوب اختیار کیا، مشرکین نے جب حضور پاک ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے رب کی صفت بیان کریں تو یہ آیت نازل ہوئی "قل هو الله احد" تو قرآن میں ایسے متشابہات وارد ہوئے ہیں جیسے " استوی" "ید" "نفس" "وجه" جن سے وہ لوگ مانوس تھے اور ابتداء سلبی صفات بیان نہیں کئے گئے۔

ایک مزید اشکال اور اسکا جواب

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اگر یہ صفات متشابہات میں سے ہیں جنکے بارے میں سلف صالحین کا موقف مفصل گذرا کہ وہ ان آیات میں "امرار، سکوت" اور انکے معانی کی تفویض کرتے ہیں تو اس سے لازم آئیگا کہ وہ ان آیات سے جاہل ہیں جو ان کیلئے نقص ہے۔

جواب:۔ متشابہات کے معنی معلوم نہ ہونے کیوجہ سے جو نقص علم آتا ہے وہ قطعاً سلف کیلئے نقیصہ نہیں

ہے، وہ اس لئے کہ قرآن کریم علوم کا سمندر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسمیں متشابہات کو اس لئے رکھا کہ انکو ثواب زیادہ ملے تفصیل یہ ہے کہ شریعت میں جن احکام کی حکمتیں معلوم ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ تو ان پر عمل کرتے ہوئے انسان کا ذہن ان مصالح پر بھی ہوتا ہے جو ان اعمال میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں لیکن شریعت نے وہ اقوال وافعال (جیسا کہ متشابہات ہیں) جنکی حکمتیں، مطالب ومعانی ہم پر مخفی ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ کلام ایسے احکم الحاکمین ذات کی طرف سے ہے جن سے فضول کلام قطعاً صادر نہیں ہوتا تب ان پر ایمان لانا اور ماننا، عمل کرنا کمال انقیاد، کمال عبدیت پر دلالت کرتا ہے اور صحابہؓ کا قول خاص ہے کہ حروف مقطعات کے بارے میں یہی ہے کہ انکی حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں پھر بھی جلیل القدر صحابہ نے اسکو مانا اور ان پر ایمان لائے اب اگر کوئی کہے کہ حروف مقطعات پر صحابہؓ اور سلف صالحین کا علم نہ ہونے کیوجہ سے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ، عثمانؓ وعلیؓ وابن مسعودؓ اور تابعین میں سے شعبی، سفیان ثوری، ربیع بن خیثم جاہل ہوئے تو اس معترض سے بڑا احمق کون ہوگا!

تفصیل کیلئے دیکھے، تفسیر ابن کثیر: (۱/۵۹-۶۰،۶۱) وتفسیر کبیر (۱/۵- ۲) والاحکام القرآن للقرطبی (۱/۱۰۸)

نیز ملاحظہ ہو امام رازی کی شاہکار تصنیف، اساس التقدیس فی علم الکلام: ص۱۳۲ و ص۱۴۳ اس مقام پر متشابہات کی اور حکمتیں بھی ملیں گی۔

این، کے واسطے اللہ تعالیٰ کی ذات کا سوال کرنا۔

غیر مقلدین حضرات عوام الناس کو دھوکہ میں ڈال کر پوچھتے ہیں ''اینَ اللہ'' اللہ تعالیٰ کونسی جگہ پر اور پھر خود کہہ دیتے ہیں کہ اللہ ''فوق العرش'' عرش کے اوپر ہے، اللہ رب العزت کا فوق العرش فوقیت حسی کیساتھ ہونا ایک قول مبتدع ہے جو قرآن وحدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے اسی طرح سلف سے بھی قطعاً ثابت نہیں، خیر اس پر تو بعد میں مفصل کلام آئیگا، یہاں اسپر بحث کیجا ئیگی کہ کے ذریعے سے سوال جائز نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی لغت کی کتاب کو اٹھا کر دیکھے (مثلاً تاج العروس الزبیدی، مادۃ ''اینَ'' تو آپ کو یہی ملے گا کہ ''اینَ'' مکان کے سوال کیلئے آتا ہے ظاہر ہے اب ''اینَ اللہ'' کا مطلب یہی ہوگا کہ اللہ

کونسے مکان پر اور کونسی جگہ پر ہے کہ اللہ رب العزت کی عالی ذات مکانیات اور زمانیات سے پاک ہے کیونکہ مکان پر تو جسام ہی متمکن ہوتے ہیں اور مکان اجسام ہی کا خاصہ ہے اور اجسام تمام کے تمام حادث ہیں تو "أينَ" کے ذریعے سوال کرنے سے اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آئے گا لہذا "اینَ" سے سوال کرنا ہی جائز نہیں۔ حافظ ابن الحجر فتح الباری (ج ۱ص ۲۲۱) میں لکھتے ہیں فان ادرک العقل لاسرار الربوبية قاصر، ولا يتوجه على حكمه لم ولا كيف كمالاً يتوجه عليه في وجوده اين وحيث۔

غیر مقلدین حضرات یہاں بہت شور مچائیں گے کہ مسلم شریف کی حدیث الجاریہ مشہور ہے اسمیں نبی کریم ﷺ نے ایک عجمی غیر عربی باندی (جو عربی زبان سے واقف نہیں تھی) سے پوچھا "اینَ اللہ" تو جواب دیا فی السماء" لیکن اس حدیث سے غیر مقلدین کا استدلال قطعاً ٹھیک نہیں وہ اس لئے کہ مسلم شریف کی یہ روایت معلول اور شاذ ہے اس حدیث کے معلول اور شاذ ہونے پر متعدد علماء نے تصریح کی ہے۔

۱۔ امام حافظ بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات (۴۲۲) میں فرمایا کہ یہ حدیث مضطرب ہے۔

۲۔ امام حافظ بزار، امام بزار نے بھی اس حدیث کے اضطراب پر تصریح کی ہے اس حدیث کے ایک طریق کی روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "وهذا قد روى نحوه بالفاظ مختلفة" کہ اس طرح اس حدیث کو الفاظ مختلفہ سے روایت کیا گیا ہے (دیکھئے کشف الاستار (۱/۴۱))

۳۔ حافظ ابن حجر نے بھی اس حدیث کے اضطراب پر تصریح کی ہے فرماتے ہیں "وفي اللفظ مخالفة كثيرة" کہ متن حدیث کے لفظ میں بہت زیادہ اختلاف ہے

(دیکھئے: التلخيص الحبير (۳/۲۲۳))

۴۔ حافظ عراقی جو محدث جلیل اور حافظ ابن حجر کے فن حدیث میں مانے ہوئے استاد ہیں اپنے امالی میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث "شاذ" ہے۔

دیکھئے "تنقيح المفهوم الجارية ۳۵۵ ضمن مجموع رسائل: السقاف)

۵۔ عصر قریب کے محقق مدقق، امام زاہد بن حسن الکوثری الحنفی نے بھی اس پر اضطراب کا حکم لگایا ہے

،فرماتے ہیں: "قد فعلت الرواية بالمعنىٰ في الحديث ماتراه من الاضطراب" دیکھئے

(هامش الاسمآء في الصفات : ۴۲۲)

کہ روایت بالمعنی نے حدیث الجاریہ میں ایسا اضطراب پیدا کر دیا جو تم خود اپنی انکھوں سے دیکھ رہے ہو۔

واضح رہے کہ امام کوثری ہمارے اکابر شیخ یوسف بنوری اور امام کشمیری کے داماد مولنا رضا احمد بجنوری کے استادوں اور شیوخ میں سے ہیں عالم عرب کے مسلمہ محدث اور حنفی عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے عرصہ تک امام کوثری کے علوم سے استفادہ کیا، وہ ہند کے علماء خاص کر علماء دیو بند کے برے مداح تھے، امام کشمیری، عبدالحیٔ لکھنوی، شیخ الاسلام شبیر احمد عثانی اور علامہ ظفر احمد عثانی کی کتابوں سے خوب خوب استفادہ کرتے تھے۔

۶۔مغرب، طنجہ کے محقق کبیر، مُحدث، ناقد شیخ عبداللہ بن صدیق الغماری جو شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کے اساتذہ میں سے ہیں انہوں نے دسیوں دلائل اس حدیث کے شذوذ واضطراب پر قائم کئے ہیں۔

(دیکھئے شیخ غماری کی کتاب فتح المعین: ص ۲۷)

(اور حاشیہ و تعلیق بر تمہید عبدالبر 'ج ۷ ص ۱۳۵)

(وتنقیح الفہوم للسقاف ۳۵۵، ضمن مجموع الرسائل)

ان چند معروضات سے پتہ چل گیا کہ غیر مقلدین کا اس حدیث سے استدلال غلط ہے، اسطرح غیر مقلدین حضرات ابورَزین عقیلی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا" "اینَ کان ربُنا قبل أن يَخلق الخلق"

لیکن اس حدیث سے بھی "اینَ" سے استدلال غلط ہے وہ اس لئے کہ اس حدیث کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

۱۔اس حدیث کی سند میں وکیع بن عدس مجہول راوی ہے جس سے روایت میں یعلیٰ بن عطا منفرد ہے:(تقریب ضمن التحریر:ج ۴ ص۶۱)

۲۔اس حدیث کی سند میں حماد بن سلمہ راوی ہے جن کی احادیث مسئلہ صفات میں بالکل حجت نہیں۔حماد بن سلمہ کے دوربیوں ابن ابی العوجاء اور زید الدعو یا بن حماد نے انکی احادیث میں تدلیس اور جھوٹ داخل کیے ہیں۔

تفصیل کیلئے دیکھئے (مقدمۃ الاسماء والصفات،تہذیب التہذیب) تعلیقات بر المصنوع لعلی القاری بقلم الشیخ ابوغدہ ص۱۰۳-۱۰۴) اگر تنزلاً "اینَ" کے ذریعے سوال کرنا جائز بھی ہو تب بھی "اینَ" کے ذریعے یہاں سوال کرنا مکان کا نہیں بلکہ مکانت اور مرتبہ کیلئے ہوگا کہ،ہمارے رب کا مرتبہ کیا ہے (دیکھئے: عارضۃ الاحوذی (ج۱۱ص۲۷۳) للامام أبی بکر ابن العربی المالکی

(حافظ ابن حجر کی فتح الباری (ج۱ ص۲۲۱) امام ابن جوزی کے دفع الشبہ (ص۱۸۶) امام نووی کی شرح مسلم (ج۵ ص۲۴)

قاضی عیاض کی شرح مسلم (ج۵ص۲۴) شیخ الاسلام تقی الدین السبکی الکبیر کی السیف الصقیل (ص۹۴)

نیز اگر کوئی غیر مقلد اس پر اتر آئے کہ "اینَ الله" کہ اللہ کہاں ہے تو جواب اہل حق کے نزدیک ہوگا "الله تعالیٰ موجود بلا مکان"

غیر مقلدین کا صفات میں مسلک

غیر مقلد حضرات کے یہاں عجیب وغریب مسلک ہے جو جابجا تناقض،تضارب،اور جھوٹ کے پلندوں کا شکار ہے کیونکہ وہ سلف صالحین پر جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے مسلک پر اجماع سلف ہوا ہے اگرچہ دوسری طرف اجماع کے بھی منکر ہیں۔

غیر مقلدین کے مذہب کا بیان

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ صفات جیسے "استوی" "ید" "عین" "نفس" "وجہ" سے ان آیات میں حقیقی معنی مراد ہے اور پھر عوام کو دھوکہ دینے کیلئے تاکہ عوام یہ اعتراض نہ کریں کہ ان صفات کے حقیقی معانی تو سب کے سب حادث ہیں آپ لغت کی کتابیں اُٹھا کر دیکھئے کہ ید کا لغوی معنی جارحہ ہے اور جارحہ سے

عضو ہے اور یمین کا لغوی معنی جارحہ ، استویٰ حقیقی اجسام کی صفت ہے وغیرہ تو وہ فوراً عجیب شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ صفات تو حقیقی معانی پر ہیں لیکن کیفیات مجہول ہیں۔

اس مذہب کی خرابیاں

اوّل: تو صفت کو حقیقی معانی پر لیا جو سراسر اجسام کی صفات ہیں لہٰذا ید بمعنی حقیقی لینا یہی تو جارحہ یعنی عضو ہے جس سے مراد عضو ہے اسی طرح دوسری صفات

دوم: انہوں نے اللہ کے صفات قدیم کیلئے کیفیات ثابت کر دیں ، اگرچہ مجہول ہی لیکن جارحہ سے مراد عضو ہے جو صفت جسم ہے۔ خارج اور نفس الامر میں بہرحال کیفیات ثابت کر دیں جو سراسر اجسام کیساتھ خاص ہے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ "ان الذی یجب علینا وعلیٰ کل مسلم ان یعلمه ان ربنا لیس بذی صورة ولا هیئة فان الصورة تقتضی الکیفیة وهی عن الله وعن صفاته منفیة" (الاسماء والصفات ص ۲۹۶) اور شرح المقاصد ج ۳ ص ۳۸ پر ہے۔

تنبیہ: (لما ثبت ان الواجب لیس بجسم ظهر انه لا یتصف بشیئی من الکیفیات المحسوسة بالحواس الظاهرة او الباطنة مثل: الصورة، واللون، والطعم، والرائحة، واللذة، والالم، والفرح، والغم، والغضب، ونحو ذالک، اذ لا یعقل منها الا مایختص الاجسام) یعنی جب واجب تعالیٰ جسم نہیں تو کیفیات سے موصوف نہیں ہو سکتا چاہے وہ کیفیات محسوس ہوں حواس ظاہرہ کیساتھ یا محسوس ہوں حواس باطنہ کیساتھ جیسے صورت رنگ ، ذائقہ ، خوشبو لذت ، رنج ، خوشی ، غم ، غضب اور اس جیسی چیزیں۔ کیونکہ ان اشیاء سے نہیں سمجھا جاتا مگر جو جسم کیساتھ خاص ہے ، دیکھئے جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اور جسم نہیں اسطرح انکی صفات بھی قطعاً کیفیات سے متصف نہیں ہو سکتی۔

سوم خرابی: یہ ہے کہ انکا مذہب اور مسلک خالصتاً تضاد کا شکار ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے تو وہ صفات کے حقیقی معنی ثابت کرتے ہیں پھر انہیں صفات کے حقیقی معنی منفی کر دیتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ کیفیات مجہول ہیں۔

(لیقولون: الاستواء حقیقة والمراد به لیس بحقیقة)

چہارم خرابی: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک جمہور سلف صالحین کا مسلک ہے لیکن یہ سلف صالحین پر سراسر جھوٹ ہے بلکہ سلف صالحین کے موقف کے کئی اقوال گزر گئے کہ وہ نہ تو آیات صفات سے حقیقی معنی اور ظواہر لیتے تھے اور نہ کیفیات ثابت کرتے تھے اگر چہ مجہول ہو کہ وہ اجسام کی صفت ہے لہٰذا غیر مقلدین کا مسلک جھوٹا اور سلف پر مفتری مسلک ہے۔

غیر مقلدین کے مسلک کیلئے ملاحظہ کریں نواب صدیق حسن خان کی کتابیں جیسے (الاحتوىٰ علی مسئلة الاستوىٰ) مطبوعہ مطبع محمدی لاہور سنہ ۱۲۹۱ھ "الانتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد الصحیح" مطبوعہ افغانستان اور قطف الثمر فی بیان عقیدہ اھل الاثر "مطبوعہ وزارت الاوقاف سعودی عرب اور عقیدہ اہل حدیث از یحیٰ گوندلوی شائع کردہ قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ

غیر مقلدین کا ایک غلط استدلال

غیر مقلدین اپنے مزعومہ مسلک پر امام مالک کے ایک غیر مشہور اور محرف روایت سے استدلال کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ امام مالک سے "استویٰ" کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "الاستوىٰ معلوم والکیف مجھول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة" اور کہتے ہیں کہ امام مالک نے اس قول میں یہاں کیف ثابت کر کے مجہول قرار دیا ہے لیکن یہ استدلال بالکل غلط ہے۔

اس لئے کہ امام مالک سے بسند جید حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۱۳ ص ۴۰۶) میں اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات (ص ۴۰۸) پر صحیح قول نقل کیا ہے جس پر تصریح ہے "الرحمن علی العرش استوىٰ" (کما وصف نفسه ولا یقال کیف، وکیف عنه مرفوع، کما مر) تو یہاں اس روایت میں "کیف" کی باقاعدہ نفی کی گئی ہے اس طرح روایت امام مالک کے استاد حضرت ربیعہ الرائے اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے بھی منقول ہے۔ (حوالہ بالا)

تنبیہ:۔ جن روایات میں "الاستوىٰ معلوم" وارد ہوا ہے اسکا مطلب ہے "معلوم ذکرہ فی القرآن" کہ ان آیات صفات کا ذکر قرآن کریم میں معروف و مشہور یعنی آیتوں میں وارد ہے اس طرح جن روایتوں میں "والکیف مجھول" کا ذکر ہے یا تو وہ امام مالک وغیرہ کے قول صحیح "والکیف غیر معقول وکیف عنه مرفوع" پر محمول ہے یا اس روایت کو مسترد کیا جائیگا، کیونکہ نقلاً وعقلاً غیر ثابت روایت ہے۔

لہذا غیر مقلدین کے پاس اپنے مسلک پر ایک بھی قرآن وحدیث کی دلیل نہیں جس سے ثابت ہو سکے کہ انکا موقف حق ہے جبکہ دوسری طرف جمہور سلف صالحین سے ان ایات صفات کے متعلق دو چیزیں منقول ہیں۔

ا۔ کہ صفات اپنے ظواہر پر محمول نہیں اور ان سے حقائق مراد نہیں

۲۔ اللہ تعالی کی تمام صفات سے کیفیت منفی ہے کیونکہ کیفیات اجسام کی صفات میں سے ہیں جیسا کہ شرح المقاصد ص ۹ کے حوالہ سے گزرا۔

امروها علی ظواهرها کا مطلب

یہ عبارت بعض سلف صالحین سے یہ قول منقول ہے لیکن اسکا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ ظواہر سے مواضع مشہورہ قرانیہ مراد ہیں جن میں صفات کا ذکر ہے اسی طرح ظواہر سے مستفیض مشہور مراد ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ظاہر خفی کے مقابلہ میں آتا ہے اس طرح ظاہر غریب کی ضد بھی آتی ہے اور یہی معنی ایسے مقام میں مراد ہوگا جسے فقہاء کے قول "هذا ظاهر الرواية" میں یہی معنی مراد ہے یعنی یہ روایت صاحب مذہب سے علی طریق الاستفاضہ اور شہرت کے منقول ہے۔

دیکھئے "تبريد الظلام المخيم علىٰ هامش السيف الصقيل: ص ۱۳۶ للامام الكوثرى

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ رب العزت آسمانوں میں عرش کے اوپر ہے اور اللہ تعالی کا عرش کے اوپر ہونا حقیقی اور حسی ہے لہذا وہ یہی کہتے ہیں کہ الہ فوق العرش ، لیکن ان کے پاس اپنے اس مزعومہ دعوے پر قرآن حدیث مشہور متواتر اور اجماع کی کوئی ایک دلیل بھی نہیں اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ عقائد منصوص علیہ ہوتے ہیں اسمیں کسی قسم کا شک ظن وشبہ راست نہیں آتا لیکن افسوس کہ ایک طرف تو غیر مقلدین حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں تو دوسری طرف عقیدہ کے اثبات کیلئے احادیث ضعاف اور مناکیر سے انکی کتب عقائد بھری پڑی ہیں۔

جب ان سے پوچھا جائے کہ تمہارے پاس اللہ تعالی کے فوق العرش ہونے پر کیا دلیل ہے تو کہتے ہیں کہ آیت (استویٰ علی العرش) گویا انکے نزدیک استویٰ کا حقیقی معنی مراد ہے جو اجسام کے خواص میں سے ہے حالانکہ اگر استویٰ کا حقیقی معنی مراد ہے جو اجسام کے خواص میں سے ہے حالانکہ اگر استویٰ میں

سلف کا موقف اختیار کریں تو وہ حضرت، یہاں اثبات کر کے سکوت اور تفویض المعنی الی اللہ کرتے ہیں اور اگر متاخرین کا موقف تو اس استویٰ کو استولیٰ کے معنیٰ میں لیتے ہیں۔

غیر مقلدین کا آیات قرآن سے غلط استدلال

غیر مقلدین حضرات اپنے اس مسلک پر قرآن کے بعض ظاہر آیات سے استدلال بھی کرتے ہیں کہتے ہیں الیہ یصعد الکلم الطیب اور آیت وھو القاھر فوق عبادہ اور تعرج الملائکة والروح الیہ۔یا۔بل رفعہ اللہ الیہ ۔اور ۔ا امنتم من فی السمآء ان یخسف بکم الارض ۔وغیر ذلک من الآیات اور کہتے ہیں کہ اس سے ظاہری معنی مراد ہیں لیکن عربی کے ایک مبتدی کو بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جس معاشرہ میں قرآن اتارا اسمیں فصاحت وبلاغت کی وجہ سے استعاروں مجازات و کنایوں اور دوسرے لفظی ومعنوی حسن سے بھرے پڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے کیطابق قرآن میں بھی ایسے ہی اسالیب نازل فرمائے جو قرآن کے لفظی اور معنوی حسن بن گئے ،اب ظاہر ہے قرآن بھی بلاغت یعنی معانی، بدیع اور علم البیان جسمیں مجازات وغیرہ کا بیان ہے سے بھرا پڑا ہے اور یہ کہنا کہ قرآن میں مجازات وغیرہ نہیں ہیں ظاہر ہے مکابرہ اور سورج کو انگلی سے چھپانا ہے ،اب یہ آیت قطعاً ظواہر پر محمول نہیں ورنہ دوسری آیتوں کیساتھ تناقض اور تضارب آجائیگا۔

لہذا قرآن کو عجمی طرز سے نہیں عربی فصیحکی طرز سے سمجھا جائے چنانچہ آیت الیہ یصعد الکلم الطیب کنایہ ہوگا اعمال کے حسن قبول سے اور وھو القاھر فوق عبادہ سے فوقیت مرتبہ اور فوقیت قدرت مراد ہوگی جس کیلئے قاہر صریح قرینہ ہے اور اس لئے بھی کہ اگر اس سے فوقیت حسی مراد لیجائے جیسے غیر مقلدین کا خیال ہے تو آیت قطعاً کمال باری تعالیٰ پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ ایک غلام بسا اوقات اپنے آقا اور افسر کی کوٹھی کے عین اُوپر دوسری چھت میں ہے اب غلام کا اپنے آقا کے اوپر دوسری چھت پر ہونے سے وہ غلام اس آقا سے بلند نہیں ہوجاتا بلکہ غلام غلام ہی رہیگا، چاہے دسیوں چھتوں کے اوپر ہوجائے ہاں کوئی کہے کہ آقا غلام کے اوپر ہے تو مطلب ہوگا کہ اسکا مرتبہ اور حیثیت غلام کے اوپر ہے اسی طرح اس آیت اور اس کے علاوہ اور آیتوں میں فوقیت معنوی مراد ہے نہ کہ حسی اسی طرح تعرج الملائکة والروح الیہ سے مراد ایسی جگہ جانا جہاں اللہ تعالیٰ کا محل امر اور محل ارادہ ہے یا معارج سے مراد رتبے اور

درجات ہیں اسی طرح آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے مراد حفاظت میں لینا ہے اور آیت ءامنتم من فی السمآء ان یخسف بکم الارض میں فی السمآء سے ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ فی السمآء کا مطلب یہ ہے کہ من عظم شانہ یعنی ءامنتم من عظم شانہ ان یخسف بکم الارض اسی طرح دوسری آیتوں کو اسی طریقے سے سمجھا جائے آپ کو سلف صالحین کے زمانے کی تفاسیر جیسے تفسیر مجاہد، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن ابی حاتم سے لیکر تفسیر معارف القرآن تک ہزاروں تفاسیر میں ان آیتوں کا یہی طریقہ تفسیر ملے گا۔

ان آیات سے ظاہری مطلب کی خرابیاں

ان آیات کو ظواہر پر محمول کرنے سے بہت سی خرابیاں لازم آئینگی اگر ان آیتوں کو ظواہر پر محمول کیا جائے تو قرآن جیسی معجز اور فصیح و بلیغ کتاب تضارب، تناقص اور مختلف تضادات کا شکار ہو جائے گی اور وہ یوں کہ اگر ان آیات سے یہی معنی مراد لیں کہ اللہ عرش کے اوپر ہے فوقیت حسّی (جو اجسام کی صفت ہے) کیساتھ۔ تو یہ آیتیں بھی ظاہری معنی میں ہونگی ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون اسی طرح انی معکما اسمع و اری اور آیت واللہ معکم اور وھو معکم این ما کنتم اور الم تر ان اللہ یعلم مافی السموت وما فی الارض مایکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ ان آیتوں سے یہی معنی مراد (سمجھ) میں آئیگا کہ اللہ ہر کسی کے ساتھ زمین پر حقیقی اور حسی طریقے سے ہوگا جو باطل ہے اس طرح اگر (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے تو پھر اس آیت کیساتھ کیا کرینگے وھو الذی فی السمآء الہ و فی الارض الـــہ اب غیر مقلدین کے نزدیک ان آیتوں میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ ان کے نزدیک بدعت ہے لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک جس طرح یہ آیتیں اپنے ظاہر پر محمول نہیں اسیطرح پہلی آیت بھی ظاہر پر محمول نہیں بلکہ دونوں آیتوں سے اپنے اپنے مقام پر الگ الگ معنی و مطالب مراد ہیں جو کلام عرب کی بلاغت اور علو شان کا مظہر ہے لہذا انکے پاس اللہ فوق العرش پر کوئی دلیل نہیں۔

غیر مقلدین کی ایک اور عجیب بات و مسلک

حد۔ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے حد ثابت ہے اب حد کو ثابت کرنے سے

مکان لازم آئیگا اور مکان لازم آنے سے اللہ کا جسم ہونا لازم آئیگا زیادہ سے زیادہ اگر حد کو دوسرے معنی میں بھی لے تب بھی عقائد کے خلاف ہے اسلئے کہ عقیدہ نصوص قرآنیہ احادیث مشہورہ، متواترہ اور جماع سے ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ ثابت نہیں ہے اس لیے یہ ثابت کرنا ایک قول مبتدع ہے جس کے وہ درپے ہیں۔

جہت

اس سے عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کیلئے باقاعدہ جہت یعنی جہت فوق ثابت کرتے ہیں۔

اسی طرح غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں باقاعدہ لکھا ہے کہ عرش اللہ تعالی کیلئے مکان ہے ملاحظہ کریں (نزل الابرار کی عبارت: وهو فی جهة الفوق ومكانه العرش (نزل الابرار ص ۳) جو وحید زمان خان غیر مقلد کی تالیف ہے جو بنارس، ہند سے ۱۳۲۸ھ میں چھپی ہے عبارت کا ترجمہ اور اللہ جہت فوق حسی میں ہے اور انکا مکان عرش ہے حکیم الامت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اور جہت کی نفی اللہ تعالی سے نقل وعقل دونوں سے ثابت ہے (اما النقل فقوله تعالی ليس كمثله شئی واما العقل فلا ن الجهة مخلوقة حادثة والله تعالىٰ منزه عن الاتصاف بالحادث لان محل الحادث حادث. (دیکھیئے امداد الفتاوی ج ۶ ص ۴۶)

بلکہ آپ عقائد کی جتنی بھی کتابیں اٹھائیں گے جہت کی نفی ہی پائیں گے جیسے طحاویہ میں ہے ولا تحويه الجهات الست.

غیر مقلدین حضرات کے اسکے علاوہ اور بہت سے خطرناک عقائد ہیں جنکو اگر ایک ذی عقل سلیم پڑھے تو تعجب میں مبتلا ہوگا۔

ایک اہم بات

ایک بہت عجیب بات یہ ہے کہ غیر مقلدین جتنے بھی اہل السنۃ والجماعت اشاعرہ و ماتریدیہ رحمہم اللہ تعالی ان سب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ سب گمراہ ہیں آپ خود اندازہ لگائیں کہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کو گمراہ کہنے سے تمام اہل حق یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کو گمراہ قرار دینا لازم ہے جبکہ دوسری طرف نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں لا تجتمع امتی علی الضلالة (۱) اس حدیث کی تخریج طرق کیلئے دیکھئے، شیخ عبداللہ

غماری کی دو کتابیں "الابتهاج فی تخریج احادیث المنهاج" اور "تخریج احادیث اللمعة"
اور واضح رہے کہ یہ حدیث متواتر ہے امام حافظ تاج الدین السبکیؒ معید النعم و مبید النقم ص ۶۲
میں فرماتے ہیں وهو لاء الحنفية والشافعية والمالكية وفضلاء الحنابلة ولله الحمد فی
العقائد يد واحدة كلهم على راى اهل السنة والجماعة يدينون الله تعالىٰ بطريق شيخ
السنة ابی الحسن الاشعریؒ ولا يحيد عنها الا رعاع من الحنفية والشافعية لحقوا
باهل الاعتزال ورعاع من الحنابلة لحقوا باهل التجسيم.
اللہ کا شکر ہے کہ جمہور حنفیہ شافعیہ مالکیہ اور فضلاء حنابلہ عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقے پر ایک
ہاتھ ہیں اور شیخ السنۃ امام ابوالحسن اشعری کے طریقے پر ہی ان کا عقیدہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے ان عقائد
سے یہ حضرات ایک بال بھی نہیں ہٹے، بجز حنفیہ اور شافعیہ کی ایک چھوٹی سی جماعت جو معتزلہ سے ملحق ہوئی
اور حنابلہ کی ایک چھوٹی سے جماعت جو مجسمہ سے ملحق ہوئی اب انہیں غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں ان
جمہور اہل السنۃ کو گمراہ راہ راست سے ہٹے ہوئے قرار دیا ہے اور ان جماہیر کے حق میں سب وشتم وسوء
ادب کے کلمات استعمال کئے ہیں اور گنتی کے چند علماء کے سوا تمام کو گمراہ قرار دیا جن میں شارح بخاری
امام کرمانی بخاری کے اولین شارحین میں ہیں امام فخر الدین رازی، امام غزالی، امام سیف الدین آمدی
، امام حافظ سیوطی امام ابن حجر مکیؒ شافعی، امام زرقانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ہم جیسے حضرات قابل
ذکر ہیں اور خاص کر تمام علماء دیوبند جن میں سے ایک بھی مستثنیٰ نہیں، آخر میں احقر اس مختصر مقالے کو
امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کے سنہرے کلمات پر ختم کرتا ہوں جنہوں نے ان غیر مقلدین لا
مذہبیہ کے بارے میں بطور خطبہ صدارت ارشاد فرمائے تھے۔
کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ جو چیز اُمت کیلئے باعث رحمت اور علمائے حق میں موجب
کرامت تھی آج اسی رحمت وکرامت کو یہ خارجیت جدیدہ کے علمبردار علم وفہم سے کھلواڑ کرتے ہوئے
شقاوت وضلالت باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں اور برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں چونکہ اہل سنت
والجماعت کے مرکز علمائے دیوبند ہی ہیں اسلئے ایک خاص ذہنیت کے تحت قادیانیوں، رافضیوں وغیرہ
فرقہ مکفرہ وضالہ کی بجائے بطور خاص علمائے دیوبند اور اکابر دیوبند کو اپنی تضلیلی وتکفیری مشن کا ہدف بنا
رکھا ہے۔

اس طرح انہوں نے اکابر دیوبند جیسے امام کشمیری، حضرت تھانوی، شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، شیخ الہند محمود حسن دیوبندی، خلیل احمد سہارنپوری اور دیگر اکابرین اُمت کو زندیق، بدعتی جیسے القاب دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

چند اہم کتابیں

عقیدہ اہل سنت کے سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل کتابیں مطالبہ میں رکھنا ضروری ہے

ا۔ کتاب الاسماء والصفات، للامام البیھقی الشافعی، جسکے اوپر امام کوثری کے حواشی وتعلیقات ہیں ہمارے اکابر جیسے حضرت بنوری اور دیگر حضرات اس کتاب کی بہت تعریف کرتے ہیں لہٰذا اسکا مطالعہ کرنا چاہئے۔

۲۔ دفع شبہ التشبیہ باکف التنزیہ للامام ابن الجوزی الحنبلی صفات کے اوپر بہت وقیع کتاب ہے۔

۳۔ ایضاح الدلیل فی قطع حجج اھل التعطیل للامام بدر الدین ابن جماعۃ جو حافظ امام ذہبی اور علامہ ابن القیم کے استاد بھی ہیں اس کتاب کے اوپر شیخ وھبی سلیمان غاوجی البانی کے تعلیقات درج ہیں۔

۴۔ المسامرۃ فی شرح المسایرۃ للابن ھمام لابن ابی شریف.

۵۔ اشارات المرام عن عبارات الامام (للامام البیاضی مطبوعۃ (زم زم کراچی)

۶۔ شرح المقاصد للامام التفتازانی.

۷۔ شرح المواقف للسید الشریف الجرجانی.

۸۔ شرح العقائد للامام التفتازانی.

۹۔ اتحاف الکائنات ببیان مذھب السلف والخلف فی المتشابھات للشیخ محمود السبکی المصری صاحب النھل المورود شرح ابی داود.

۱۰۔ اساس التقدیس فی علم الکلام امام رازی کی شاہکار تصنیف جو مسئلہ صفات پر مدلل ومحقق کتاب ہے۔

السوال الخامس عشر:۔

ھل ترون احدا افضل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الکائنات؟

پندرھواں سوال:۔

کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

الجواب:۔

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا و مولانا حبیبنا و شفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الخلائق کافۃ و خیرھم عنداللہ تعالی لا یساویہ احد بل و لا یدانیہ صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۱۔السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل مع تعلیقات الکوثری مسئلہ صفات پر انتہائی قیمتی تالیف ہے جسکے حواشی امام المحدثین فخر المتکلمین امام الحجہ شیخ الاسلام علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ کے شہرہ آفاق قلم سے نکلے جسکو غیر مقلدین کے علماء اپنے لوگوں سے دور رکھتے ہیں کیونکہ انکو یقین ہے کہ اگر کوئی اسے دیکھ لے تو اسکا عقیدہ درست ہو جائیگا، اسے تو بار بار پڑھنا چاہئے۔

۱۲۔مقالات الکوثریؒ جسمیں پچاس سے زائد مقالات ہیں جو امام کوثری نے مختلف موضوعات پر تحریر فرمائے ہیں خاص کر وہ مقالات جو عقائد وصفات سے متعلق ہیں انکا مطالعہ ضروری کرنا چاہئے۔

۱۳۔مقدمات الکوثریؒ.

۱۴۔اصول الدین للامام ابو منصور بغدادی.

۱۵۔منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری جس پر شیخ غاوجی کی تعلیقات درج ہیں۔

وسلم فی القرب من الله تعالی والمنزلة الرفیعة عنده وهو سید الانبیاء والمرسلین و خاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص وهو الذی نعتقده و ندین الله تعالی به وقد صرح به مشائخنا فی غیر ما تصنیف.

جواب:۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا۔قریب بھی نہیں ہوسکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان۔اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہت سی تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السوال السادس عشر:۔

اتجوزون وجود نبی بعد النبی علیه الصلوة والسلام وهو خاتم النبیین وقد تواتر معنی قوله علیه السلام لا نبی بعدی وامثاله و علیه انعقد الاجماع وکیف رایکم فیمن جوز وقوع ذلک مع وجود هذه النصوص وهل قال احدمنکم اومن اکابرکم ذلک.

سولہواں سوال:۔

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں معناً درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز

سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

الجواب:۔

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولنا وحبیبنا و شفیعنا محمد ا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خاتم النبیین لا نبی بعده کما قال الله تبارک و تعالی فی کتابه ولکن رسول الله وخاتم النبیین وثبت باحادیث کثیرة متواترة المعنی و باجماع الامة وحاشا ان یقول احد منا خلاف ذلک فانه من انکر ذلک فهو عند نا کافر لانه منکر للنص القطعی الصریح نعم شیخنا ولولانا سید الاذکیاء المدققین المونوی محمد قاسم النانوتوی رحمه الله تعالی اتی بدقة نظره تدقیقابدیعا اکمل خاتمیته علی وجه الکمال واتمها علی وجه التمام فانه رحمه الله تعالی قال فی رسالته المسماة "بتحذیر الناس" ما حاصله ان الخاتمیة جنس تحته نوعان احدهما خاتمیة زمانیة وهو ان یکون زمان نبوته صلی الله علیه وسلم متاخرا من زمان نبوة جمیع الانبیاء ویکون خاتما لنبوتهم بالزمان والثانی خاتمیة ذاتیة و هی ان یکون نفس نبوته صلی الله علیه وسلم ختمت بها وانتهت الیها نبوة جمیع الانبیاء وکما انه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بالزمان کذلک هو صلعم خاتم النبیین بالذات فان کل ما بالعرض یختم علی ما بالذات وینتهی الیه و لا تتعداه ولما کان نبوته صلی الله علیه وسلم بالذات ونبوة سائر الانبیاء بالعرض لان نبوتهم علیهم السلام بواسطة نبوته صلی الله علیه وسلم وهو الفرد الا کمل الاوحد الا بجل قطب دائرة النبوة والرسالة وواسطة عقدها فهو خاتم النبیین ذاتاً وزمانا ولیس خاتمیته صلی الله علیه وآله وسلم منحصرة فی

الخاتمية الزمانية فانه ، ليس كبيرة فضل ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه صلى الله عليه وآله وسلم متاخرا من زمان الانبياء قبله بل السيادة الكاملة و الرفعة البالغة والمجد الباهر و الفخر الزاهر تبلغ غايتها اذا كان خاتميته صلى الله عليه وآله وسلم ذاتا و زمانا واما اذا اقتصر على الخاتمية الزمانية فلا تبلغ سيادته ورفعته صلى الله عليه وآله وسلم كما لها ولا يحصل له الفضل بكليته وجامعيته وهذا تدقيق منه رحمه الله تعالى ظهرله في مكاشفات في اعظام شانه و اجلال برهانه وتفضيله و تبجيله صلى الله عليه وآله وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر والتقي السبكي وقطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوهي رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن و نرى ذهن كثير من العلماء المتقدمين والاذكياء المتبحرين و هو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وآله وسلم. فهيهات و هيهات و لعمرے انه لا فرى الفرى واعظم زور وبهتان بلا امتراء ما حملهم على ذلک الا الحقدو الشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص عباده و كذلک جرت السنة الالهية في انبيائه واوليائه .

جواب:۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنًا حدِ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے پس حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر

ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقتِ نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ "تحذیر الناس" میں بیان فرمایا ہے۔ حاشیہ نمبر ۱۵

تحذیر الناس کا تعارف

حدیث ابن عباسؓ انہ قال (الله الذی خلق سبع سموٰت و من الارض مثلهن) الطلاق ۱۲ قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدم و نوح کنوح و ابراهیم کابراهیم و عیسی کعیسی.

حضرت ابن عباسؓ نے حق تعالیٰ شانہ کے قول بے شک سات آسمانوں کو پیدا فرمایا ہے اور اسی کی مثل زمینوں کو (الطلاق آیت ۱۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی ہے اور آدم کی طرح آدم ہے اور نوح کی طرح نوح ہے اور ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے اور عیسی کی طرح عیسی ہے۔

امام ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری نے اس کو "المستدرک علی الصحیحین" میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے۔

هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه.

یہ حدیث سند کے اعتبار سے درست ہے اگرچہ بخاری مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل نہیں فرمایا۔

علامہ ذہبی تلخیص المستدرک میں فرماتے ہیں صحیح جب یہ دونوں حضرات کسی حدیث کو درست فرما دیں تو وہ عموماً صحیح ہوتی ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں!

وهو متساهل فما صححه ولم نجد فيه لغيره من المعتمدين تصحيحاً ولا تضعيفاً حكمنا بانه حسن الا ان يظهر فيه علة توجب ضعفه. (التقريب للنواوی ص ۵۰)

اور (حاکم) احادیث کی تصحیح کے بارے میں نرمی کرنے والا ہے پس جب وہ کسی حدیث کو صحیح قرار دے تو جب تک کسی دوسرے قابل اعتماد محدث سے اس کی تصحیح یا تضعیف منقول نہ ہو اور نہ اس میں کوئی ایسی علت پائی جائے جو ضعف کو واجب کرے تو ہم اس کے حسن ہونے کا حکم لگائیں گے۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں!

قال البدر بن جماعة و الصواب انه يتتبع ويحكم عليه بما يليق بحاله من الحسن او الصحة او الضعف ووافقه العراقي وقال ان حكمه عليه بالحسن فقط تحكم.

(تدریب الراوی ص ۵۰۔۵۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور بدر ابن جماعہ فرماتے ہیں کہ درست یہ ہے کہ تتبع کر کے جو اس کے حال کے لائق ہو حسن صحت یا ضعف کا حکم لگایا جائے اور عراقی نے بھی اس کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس پر حسن کا حکم لگانا تحکم ہے۔

علامہ ذھبیؒ نے مستدرک کی تلخیص کی ہے اور احادیث پر تحقیق کے بعد حکم لگایا ہے۔

ابو عبدالرحمٰن صلاح بن محمد بن عویضہ لکھتے ہیں!

وكلام الذهبي كلام خبير فقد لخص المستدرك ووافق مولفه في كثير مما حكم به وخالفه في البعض وابان مافي الكتاب من ضعيف او موضوع وجمع جزأ من الاحاديث الموضوعة فيه بلغت مائة حديث وعلى المستدل بشي من احاديثه ان يجتنب الموضوع والمنكر والواهي "الوسيط" (۲۴۱ ۲۴۲)

(حاشیہ تدریب الراوی ۵۰)

ترجمہ: اور ذھبی کی کلام ایک خبر رکھنے والے کی کلام ہے پس تحقیق انہوں نے مستدرک کی تلخیص کی ہے اور اکثر احکام لگانے میں مولف (حاکم) کی موافقت فرمائی ہے اور بعض میں مخالفت کی ہے اور کتاب میں جو موضوع احادیث کو ایک جز میں جمع فرمایا ہے جن کی تعداد ایک سو ہے احادیث سے استدلال پکڑنے والے کو چاہیئے کہ موضع منکر اور واھی احادیث سے اجتناب کرے۔

فخر المحدثین مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں!

قلت وقد اغنانا عن ذلک الذهبی فما اقره علیه فهو (صحیح) وما سکت قولم یعقبه بشی فهو کما قال ابن الصلاح (حسن) وقد رایت العزیزی فی شرحه للجامع الصغیر یحتج کثیرا بتقریر الذهبی للحاکم علی التصحیح فلیعلم ذلک والله اعلم.

(قواعد ص ۷۱)

اور اس ذمہ داری سے ہمیں ذھبی نے مستغنی کر دیا ہے پس جس حدیث کو ذھبی برقرار رکھے وہ صحیح ہے اور جس پر ذھبی سکوت کر لے اور اس پر کسی وجہ سے تعاقب نہ کرے وہ ابن صلاحؒ کے فرمان کے مطابق حسن ہے اور میں نے علامہ عزیزیؒ کو دیکھا ہے کہ جامع صغیر کی اپنی شرح میں ذھبی کے حاکم کی تائید کرنے سے اکثر استدلال صحت پر کیا ہے۔ اس کو جان لے واللہ اعلم۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ!

مولانا عبدالحی لکھنویؒ سے اس اثر ابن عباس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں اس کی تصحیح فرمائی ہم پہلے اس فتوے کا خلاصہ نقل کرتے ہیں پھر اصل فتوے کی عبارت۔

علامہ لکھنویؒ کے فتویٰ کا خلاصہ!

علامہ لکھنویؒ نے اپنے فتویٰ میں اسی استفتاء کا جواب دیا ہے لکھتے ہیں حدیث ابن عباس ان اللہ خلق سبع ارضین الخ (بے شک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں اور ہر زمین کے نوح کی طرح ایک نوح ' ابراہیم تمہاری زمین کے ابراہیم کی طرح اور ایک عیسیٰ ہے تمہاری زمین کے عیسیٰ کی طرح اور ایک نبی ہے تمہارے نبی کی طرح) کے متعلق حضرت نانوتویؒ وغیرہ علمائے دین سے ایک استفتاء کیا تھا حضرت لکھنویؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محققین و محدثین کے نزدیک قابل اعتماد ہے صاحب مستدرک حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی نے حسن الاسناد قرار دیا

ہے اور اس حدیث کے ثبوت میں بھی کوئی علت قادحہ معتمدہ نہیں ہے نیز بہت سی دوسری احادیث سے بھی زمین کے مختلف جدا جدا طبقات ثابت ہیں اور اس معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس طبقہ ارض میں بسنے والوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے سلسلہ نبوت جاری ہوا اسی طرح دوسرے طبقات ارض میں بسنے والوں کیلئے بھی یہ سلسلہ جاری ہوا ہے اور چونکہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کی رو سے یہ سلسلہ غیر متناہی نہیں ہو سکتا ہے اس لئے لازماً ہر طبقہ میں ایک مبدا ہوگا جس کو ہمارے آدم کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور ایک آخر ہوگا جس کو ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

اس کے بعد علامہ لکھنویؒ نے فرمایا ''طبقات تحتانیہ کے جن انبیاء کرام کو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس میں تین احتمالات متصور ہیں۔

نمبر ۱۔ ان طبقات کے انبیاء کرام حضور ﷺ کے زمانے کے بعد ہوئے ہوں۔

نمبر ۲۔ حضور ﷺ سے پہلے ہوئے ہوں۔

نمبر ۳۔ حضور ﷺ کے ہم عصر ہوئے ہوں پھر فرمایا کہ پہلا احتمال نبی کریم ﷺ کی حدیث ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' وغیرہ کی رو سے سراسر باطل ہے اور دوسرے احتمال میں کوئی اشکال کی بات ہی نہیں اس لئے کہ اس صورت میں ان طبقات کے انبیائے کرام کیلئے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی اشکال ہی پیدا نہیں ہوتا جب کہ تیسرے احتمال کے بارے میں علامہ لکھنویؒ نے فرمایا کہ اس کی دو صورتیں متصور ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اسی ایک طبقہ کے ساتھ خاص ہو اسی طبقہ کے انبیاء کرام کیلئے حضور ﷺ خاتم النبیین ہوں اور دوسرے طبقات میں حضور ﷺ کے مشابہ انبیاء کرام کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں سے صاحب شرع جدید اور اپنے طبقات کے خاتم الانبیاء ہوں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ طبقات تحتانیہ میں جو انبیاء کرام ہیں ان میں سے کوئی بھی صاحب شرع جدید نہ ہو بلکہ شریعت محمدیہ ﷺ کا متبع ہو اور ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کی دعوت عام ہو اور آپ ﷺ تمام طبقات کے تمام انبیاء کیلئے حقیقی طور پر خاتم النبیین ہوں۔

پہلی صورت نصوص قطعیہ کی رو سے باطل ہے کیونکہ نصوص قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ

اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت

ہمارے رسول مقبول ﷺ کی بعثت تمام عالم کیلئے عام ہے اسی بات کے متعلق علامہ لکھنویؒ نے فرمایا علماء اہل سنت بھی اس بات کی تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی نبوت تمام طبقات کیلئے عام ہے اور حضور ﷺ کے ہم عصر کوئی بھی شرع جدید نبی نہیں ہوسکتا پھر علماء اہل سنت میں سے ایک دو حضرات کے اقوال بھی اپنے اس دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کئے اخیر میں بات کو سمیٹتے ہوئے فرمایا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباسؓ بالکل صحیح اور قابل اعتبار ہے اور اسی سے ہر طبقہ میں انبیاء کا موجود ہونا بھی ثابت ہوتا ہے لیکن علماء اہل سنت کے عقائد کے مطابق چونکہ حضور ﷺ کی دعوت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے اس لئے لازماً یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ خاتم النبیین ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا ہمارے حضور ﷺ تمام طبقات ارض کے تمام انبیاء کرام کیلئے خاتم النبیین ہیں خواہ وہ انبیاء کرام ان طبقات ارض میں حضور ﷺ کے زمانے سے پہلے ہوئے ہوں یا حضور ﷺ کی شریعت کے تبع ہو کر حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوئے ہوں پس حضور ﷺ کی نبوت کو اس طبقہ کے ساتھ خاص کرنا یا کسی طبقہ کے کسی نبی کو حضور ﷺ کے ہم عصر صاحب شرع جدید سمجھنا قابل مواخذہ ہے اور نصوص یعنی قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہے اور تمام علماء کے اقوال کے بھی خلاف ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے بھی اسی حدیث ابن عباسؓ کو ثابت کرنے کیلئے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے۔

آپ کی نبوت کے واسطہ سے ہے۔ حاشیہ نمبر ۱۶

اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتا بھی اور زمانا بھی اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں۔ حاشیہ نمبر ۱۷

16۔ حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عبارت و گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ جسطرح سورج کی روشنی ذاتی ہے یعنی حق تعالی نے اسے دے دی ہے اور چاند کی بواسطہ سورج کے ہے اسی طرح تمام انبیاء کی نبوت عرضی ہے اور ہر موصوف بالعرض محتاج ہوتا ہے موصوف بالذات کا یہاں وہ ذات جس میں نبوت ذاتی ہے بغیر کسی واسطہ کے وہ نبی اقدس ﷺ ذات بابرکات ہے جب تک وہ انبیاء کرام علیھم وعلی نبینا الصلوۃ والسلام تشریف لاتے رہے جن کی نبوت عرضی تھی تو سلسلہ نبوت بھی چلتا رہا جب نبی اقدس ﷺ تشریف لے آئے جنکی نبوت ذاتی ہے اب آگے سلسلہ نہیں چلے گا۔

17۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں نبی اقدس ﷺ علیہ الف الف تحیۃ وسلام کے بارے میں حق تعالی نے جو خاتم النبیین فرمایا ہے بطور تعریف اور مدح کے فرمایا ہے اور مدح اور تعریف کسی خوبی اور باعث فضیلت صفت پر ہوتی ہے کسی کا پہلے آنا یا بعد میں آنا اس میں بالذات کوئی فضیلت نہیں مثلا اگر ہم فرض کرلیں کہ پہلے آنا باعث فضیلت ہے تو ابراہیم جو آدم علیہ السلام سے افضل ہیں انکو پہلے آنا چاہیئے تھا اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے آنا چاہیئے تھا جبکہ ایسے نہیں ہوا معلوم ہوا تقدم زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں اسی طرح اگر ہم فرض کرلیں کہ تاخر زمانی میں فضیلت ہے تو نبی اقدس ﷺ کے بعد سب سے بڑا مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ہے تو ان کو نبی اقدس ﷺ سے پہلے اور باقی تمام انبیاء علیھم وعلی نبینا الصلوۃ والسلام کے آخر میں آنا چاہیئے تھا جبکہ ایسے نہیں ہے معلوم ہوا تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں جب نہیں تو مقام مدح میں لانے کا کیا مطلب قرآن میں حق تعالی نے تو بطور مدح کے آپ ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے معلوم ہوا کہ یہاں اور معنی بھی مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ مقام نبوت بھی آپ پر ختم ہے یعنی آپ زمان و مقام دونوں کے اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ نیز اپنے تقدم یا تاخر زمانی کے بالذات باعث فضیلت ہونے کی نفی فرمائی ہے نہ کہ بالکل فضیلت کی۔ احمد رضا خاں نے حسام الحرمین میں حضرت کی اس عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے اور عربی میں لکھا ہے " لا فضل فیہ

کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت و رفعتِ شان و عظمت کے بیان میں مولنا کا مکاشفہ ہے جیسا کہ اس کی تحقیق کی ہے ہمارے سردار علماء میں سے محققین نے جیسے شیخ اکبرؒ تقی الدین السبکیؒ قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے۔ ہمارے خیال میں علمائے متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔ ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال بن گیا۔ یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افتراء ہے اور

اصلاً" اس میں بالکل فضیلت نہیں ہے یہ اس کا جھوٹ ہے۔ اس بدعت کے پیشوا خانصاحب نے اپنے سینہ میں بغض و حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ پر یہ الزام لگایا کہ معاذ اللہ آپ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ حالانکہ حضرت اپنی تحریرات میں جابجا ختم نبوت زمانی کا اثبات فرماتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر فرماتے ہیں۔ احمد رضا خان نے حضرت نانوتویؒ پر اعتراض کرنے اور آپ پر فتویٰ کفر حاصل کرنے کیلئے تحذیر الناس کی عبارت میں قطع و برید کی ہے۔ پہلے صفحہ ۱۴ کا فقرہ لکھا پھر صفحہ ۲۸ کا پھر ص ۳ کا۔ خانصاحب کے اس ترتیب کے بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ اس سے ختم نبوت کا انکار سمجھ میں آنے لگا اگر تینوں عبارتوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل ختم نبوت کا انکار سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم خانصاحب کے تابعداروں کو کہتے ہیں کہ جو عبارت حسام الحرمین میں خانصاحب نے لکھی ہے وہ بعینہٖ تحذیر الناس سے دکھاؤ ہم اس کو لاکھ روپے انعام دیں گے تفصیل طلب حضرات انوارات صفدر جلد دوم یا شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے "آپ کے مسائل اور ان کا حل" یا فیصلہ کن مناظرہ از قلم رئیس المناظرین مولانا منظور احمد نعمانیؒ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

بڑا جھوٹ و بہتان ہے۔ جس کا باعث محض کینہ وعداوت وبغض ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں۔

السوال السابع عشر:۔

هل تقولون ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لا یفضل علینا الا کفضل الاخ الاکبر علی الاخ الاصغر لا غیر وهل کتب احدمنکم هذا المضمون فی کتاب.

سترہواں سوال:۔

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

الجواب:۔

لیس احد منا ولا من اسلافنا الکرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الایمان ایضاً یتفوه بمثل هذه الخرافات ومن یقل ان النبی علیه السلام لیس له فضل علینا الا کما یفضل الاخ الاکبر علی الاصغر فنعتقد فی حقه انه خارج عن دائرة الایمان وقد صرحت تصانیف جمیع الاکابر من اسلافنا بخلاف ذلک وقد بینوا وصرحوا وحرروا وجوه فضائله واحساناته علیه السلام علینا معشر الامة بوجوه عدیدة بحیث لا یمکن اثبات مثل بعض تلک الوجوه لشخص من الخلائق فضلا عن جملتها وان افتری احد بمثل هذه الخرافات الواهیة علینا او علی

اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغى ان يلتفت اليه اصلا فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة و سيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الامور القطعية التى لا يمكن لا دنى مسلم ان يتردد فيه اصلا و مع هذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتے نظهر على كل منصف فيهم جهالته وسوء فهمه مع الحاده وسوء تدينه بحوله تعالى وقوته القوية.

جواب:۔

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ حاشیہ نمبر ۱۸

18۔اہل بدعت یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ شاہ اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ نبی کی فضیلت اتنی ہے جتنی بڑے بھائی کی!

جواب:

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

(المہند علی المفند ص ۲۹)

دین و شریعت کی زبان میں اور عام محاورہ میں بھی اخوت' برادری' بھائی چارہ کئی قسم پر ہے۔

(۱)۔ایک اخوت نسبی جو ایک باپ کے دو بیٹوں میں' یا ایک دادا کے دو پوتوں میں ہوتی ہے قرآن عزیز

میں میراث کی آیتوں میں جہاں کہیں "اخ" یا "اخوۃ" کا لفظ آیا ہے وہاں بھی اخوت مراد ہے نیز ہارون علیہ السلام کو قرآن عزیز میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی کہا گیا ہے اس سے بھی یہی نسبی اخوت مراد ہے۔

(۲)۔ دوسری اخوت وطنی اور قومی ہے۔

قرآن پاک نے کفار کو بھائی فرمایا ہے و الی عاد اخاھم ھودا. و الی ثمود اخاھم صالحاً. و الی مدین اخاھم شعیباً.

ان آیات میں حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کو بھائی صرف قومی اور وطنی تعلق کی وجہ سے ہی کہا گیا ہے۔

(۳)۔ تیسری اخوت دینی ہے جو ایک دین کے تمام ماننے والوں میں ہوتی ہے اسی لحاظ سے قرآن پاک میں ہے۔ انما المئومنون اخوۃ. اور حدیث پاک میں ہے المسلم اخو المسلم. یہ اخوت اتنی عام ہے کہ اس کی وجہ سے تمام روئے زمین کے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اسی اعتبار سے نبی اقدسؐ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا جبکہ وہ عمرہ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ لاتنسانی فی دعائک یااخی .

دوسری حدیث کے الفاظ ہیں یا اخی لا تنسنا فی دعائک. اے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا، اسی طرح جب نبی اقدسؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیغام دیا تو انہوں نے عرض کیا او تصلح له وھی ابنة اخیه . کیا عائشہؓ آپ کی بیوی بن سکتی ہے حالانکہ وہ آپ کے بھائی کی (یعنی میری) بیٹی ہے۔ جواب میں نبی اقدسؐ نے فرمایا انت اخی و انا اخوك فی الاسلام۔ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں دین اسلام میں (نہ کہ نسب میں)۔

(زرقانی ص۲۳۰ ج۳)

(۴)۔ چوتھی اخوت جنسی ہے جو تمام انسانوں میں پائی جاتی ہے ہر ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے نبی اقدسؐ نے فرمایا انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سارے بندے

بھائی بھائی ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل اذا سلم)

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے مشکوٰۃ شریف باب عشرت النساء کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ اس میں نبی اقدسؐ نے کونسی اخوت مراد لی ہے۔ حدیث پاک یہ ہے

اخرج احمد عن عائشة رضی الله عنها' ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان' فی نفر من المهاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یارسول الله یسجد لک البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم.

امام احمد نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اقدسؐ ایک دن مہاجرین اور انصار کے درمیان بیٹھے تھے کہ ایک اونٹ آیا اور آپؐ کو سجدہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حیوانات اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ حضرت شہیدؒ نے جنسی اخوت کو ترجیح دی ہے چنانچہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں یعنی انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی چاہیے اس عبارت میں اہل بدعت نے بڑا فریب دیا کہ اس میں جو "بڑے بھائی" کا لفظ آیا ہے وہ اس سے بڑا نسبی بھائی مراد لیتے ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ یہاں بھائی اور بڑے بھائی کے الفاظ سے صرف جنسی بھائی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمام بنی آدم آپس میں جنسی بھائی ہیں ان میں جو بڑے مرتبہ کے ہیں وہ بڑے جنسی بھائی ہیں ان کی تعظیم ایسے ہی ہونی چاہیے جو بڑے مرتبہ کے ہم جنس بھائیوں کیلئے ہوتی ہے نہ کہ خدا کی طرح۔ چنانچہ خود آگے فرماتے ہیں "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء وامام زادہ پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی' مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسان کی سی کرنی چاہیے نہ کہ خدا کی سی"۔

شاہ شہیدؒ کی عبارت میں یہ کہیں واضح نہیں ہے کہ آپ کا مرتبہ نسبی بڑے بھائی جتنا ہے جو کہ اہل بدعت مراد لیتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت سے مندرجہ ذیل امور نکلتے ہیں۔

تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر

ا۔سب انسان خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب آپس میں بھائی ہیں۔

۲۔اللہ کے عاجز بندے ہیں۔

۳۔ان میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑے مرتبے دیئے وہ بڑے بھائی ہیں۔

۴۔ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔

۵۔ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ کہ خدا جیسی۔

کیا کوئی مسلمان اس کا انکار کرسکتا ہے؟

عبارات اہل بدعت

1۔ اعبدو ربکم و اکرموا اخاکم . (فتاویٰ رضویہ ص۴۴۲ ج ۲۲)

2۔ نبی اقدس ؐ نے فرمایا: فان تابو او واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ پس اگر شرک سے توبہ کرلیں اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

(تفسیر ابوالحسنات جلد دوم ص ۶۸۰)

3۔ ابوالحسنات محمد احمد قادری لکھتے ہیں! حضور ؐ نے حضرت عثمان اور ان کے رفقاء کو دیکھ کر فرمایا لقد ذھبتم فیھا عریضۃ بھائی تم اس دن ہم سے بہت دور چلے گئے تھے۔ (تفسیر الحسنات ص ۶۱۱ ج ۱)

4۔ نیز لکھتے ہیں: انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ (ایضاً ص ۱۳۴ ج ۲)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل بھائی بھائی:

5۔ جس درخت کا پھل ابوجہل ہے اسی درخت کا پھل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(معاذ اللہ) اس وجہ سے ابوجہل اور محمد رسول اللہ اس رشتہ سے بھائی بھائی ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد ۷ ص ۲۰۶)

چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لئے ثابت نہیں ہو سکتے اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں اس لئے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنی مسلمان بھی تردد نہیں کرسکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع ومحل بتانا چاہئے تا کہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت و بدفہمی اور الحاد و بد دینی ظاہر کریں۔

السوال الثامن عشر:۔

هل تقولون ان علم النبی علیه السلام مقتصر علی الاحکام الشرعیة فقط ام اعطی علوماً متعلقة بالذات والصفات والافعال للباری عزاسمه والاسرار الخفیة والحکم الالهیة و غیر ذلک مما لم یصل الی سرادقات علمه احد من الخلاق کائنا من کان .

اٹھارہواں سوال:۔

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے۔حاشیہ نمبر۱۹

19۔امور کی دو قسمیں ہیں (۱)۔شرعیہ (۲)۔تکوینیہ۔شرعیہ کا مطلب یہ ہے کہ جن کا تعلق عبادت حلال وحرام کے ساتھ ہے مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد کے احکامات کا علم حلت وحرمت کے احکام کا علم مثلاً بکری حلال ہے خنزیر حرام ہے۔دنیا میں کتنی بکریاں آج تک پیدا ہوئیں اور کتنی آئندہ پیدا ہوں گی۔

یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ، کی ذات وصفات وافعال اور مخفی اسرار حکمت ہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں، جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

ان بکریوں نے کتنا چارہ کھایا کتنا پانی پیا کس بکری نے کتنی عمر پائی دنیا میں آج تک کتنے خنزیر پیدا ہوئے کتنے آئندہ پیدا ہوں گے۔ انہوں نے کتنی کتنی عمریں پائیں۔ ان سب کا علم علم تکوینی کہلاتا ہے۔ نبی کے لئے علم شریعت کا جاننا ضروری ہوتا ہے نبی اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ ہمارے نبی اقدس علیہ الف الف تحیۃ وسلام خدا کے بعد سب سے زیادہ علم شرعی کو جاننے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد سب سے زیادہ آپ کو ہی علم عطا فرمایا۔ علم تکوینی بھی حق تعالیٰ نے آپ کو وافر مقدار میں عطا فرمایا۔ لیکن اس کی کنجیاں اپنے پاس ہی رکھیں اور اپنی پاک کلام میں ارشاد فرمایا **وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو** اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس کے علاوہ غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر غیب بتلا دیا اس سے زیادہ آپ اپنی مرضی سے نہیں جان سکتے۔ اس لیے نہ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ اس مسئلہ کو تفصیل سے پڑھنے کیلئے محدث اعظم امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف ''ازالۃ الریب فی مسئلۃ علم الغیب'' کی طرف رجوع کیا جائے بندہ نے بھی قدرے مختلف انداز میں اپنی کتاب ''انوارات صفدر'' جلد دوم میں بحث کی ہے۔ پہلے علم غیب کی تعریف اہل بدعت کی کتب سے نقل کی ہے پھر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اس تعریف کے اعتبار سے نبی کے علم کو علم غیب نہیں کہہ سکتے۔ پھر نبی اقدس کے عالم الغیب ہونے کی نفی بھی کتب اہل بدعت سے ثابت کی ہے۔ امام المتکلمین رئیس المناظرین فاتح بریلویت حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے بھی اس مسئلہ پر اپنی مایہ ناز کتاب ''بوارق الغیب'' میں بے مثال و بے نظیر بحث فرمائی ہے۔

الجواب:۔

نقول باللسان و نعتقد بالجنان ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعلم الخلق قاطبۃ بالعلوم المتعلقۃ بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملیۃ والحکم النظریۃ و الحقائق الحقۃ والاسرار الخفیۃ وغیرھا من العلوم مالم یصل الی سرادقات ساحتہ احد من الخلائق لا ملک مقرب ولا نبی مرسل ولقد اعطی علم الاولین والاخرین وکان فضل اللہ علیہ عظیما ولکن لا یلزم من ذلک علم کل جزئی جزئی من الامور الحادثۃ فی کل ان من اوانہ الزمان حتی یضر غیبوبۃ بعضھا عن مشاھدتہ الشریفۃ ومعرفۃ المنیفۃ باعلمیتہ علیہ السلام ووسعتہ فی العلوم و فضلہ فی المعارف علی کافۃ الانام وان اطلع علیھا بعض من سواہ من الخلائق و العباد کما لم یضر باعلمیۃ سلیمان علیہ السلام غیبوبۃ ما اطلع علیہ الھد ھد من عجائب الحوادث حیث یقول فی القرآن قال انی احطت بما لم تحط بہ و جئتک من سبا بنبا یقین.

جواب:۔

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقائق حقہ اور اسرار خفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ حاشیہ نمبر ۲۰

اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقص نہیں آیا چنانچہ ہدہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر:۔

اترون ان ابلیس اللعین اعلم من سید الکائنات علیہ السلام و اوسع علما منہ مطلقا وھل کتبتم ذلک فی تصنیف ما تحکمون علی من اعتقد ذلک۔

20۔ جس چیز پر فضیلت کا مدار ہی نہیں اس کے علم نہ ہونے سے نقص لازم نہیں آتا آپ کے علاقہ میں وقت کے جلیل القدر مفتی یا محدث تشریف لائے کوئی دیہاتی پوچھے کہ کیا اس کو گھاس کاٹنا آتا ہے کیا یہ بھینس کا دودھ نکال لیتا ہے آپ کہیں نہیں وہ کہے تو پھر اس کی فضیلت مسلم نہیں تو یہ اس کی حماقت ہوگی۔ آپ کہیں گے کہ اس پر فضیلت کا مدار ہی نہیں ہے۔ جس چیز پر فضیلت کا مدار ہے علم فقہ یا علم حدیث وہ ان میں موجود ہے۔ علم تکوینی مدار فضیلت نہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کو یقیناً بعض جزئیات کا علم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تھا مگر اس سے ان کی فضیلت سیدنا موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام پر ثابت نہیں ہوتی۔ ہدہد کو اس جزئی کا علم تھا کہ سیدنا سلیمان علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کو نہیں تھا یعنی ملکہ بلقیس کی خبر۔ مگر اس سے ہدہد کی فضیلت سیدنا سلیمان پر ثابت نہیں ہوتی۔ نبی اقدس نے صحابہ کو فرمایا "انتم اعلم بامور دنیاکم" (مسلم ج ۲ ص ۲۶۴) تم دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو مگر اس سے صحابہ کی فضیلت آپ پر ثابت نہیں ہوتی۔

انیسواں سوال:۔

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو، اس کا حکم کیا ہے؟ حاشیہ نمبر ۲۱

الجواب:۔

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان النبى عليه السلام اعلم الخلق على الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها من ملكوت الافاق ونتيقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فقد كفر و قد افتى مشائخنا بتكفير من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبى عليه السلا م فكيف يمكن ان توجد هذه المسئلة فى تاليف ما من كتبنا غير انه غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيرة عن النبى عليه السلام لعدم التفاته اليه لا تورث نقصا ما فى اعلميته عليه السلام بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم الشريفة اللائقة بمنصبه الا على كما لا يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا وكما لا علميا فيه فانه ليس عليها مدار الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان يقال ان ابليس علم من سيدنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما لا يصح ان يقال

21۔احمد رضا خان نے حسام الحرمین میں فخر المحدثین امام الاولیاء حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ ان کے نزدیک شیطان کا علم نبی اقدس ؐ کے علم سے زیادہ ہے اس پر سوال کیا گیا۔ جواب کافی تفصیل سے موجود ہے۔

لصبی علم بعض الجزئیات انه اعلم من عالم متبحر محقق فی العلوم والفنون الذی غابت عنه تلک الجزئیات ولقد تلونا علیک قصة الهد هد مع سلیمان علی نبینا وعلیه السلام وقوله انی احطت بما لم تحط به ودواوین الحدیث و دفاتر التفاسیر مشحونة بنظائرها المتکاثرة المشتهرة بین الانام وقد اتفق الحکماء علی ان افلاطون و جالینوس وامثالها من اعلم الاطباء بکیفیات الادویة واحوالها مع علمهم ان دید ان النجاسة اعرف باحوال النجاسة و ذوقها و کیفیاتها فلم تضر عدم معرفة افلاطون و جالینوس هذه الاحوال الردیة فی اعلمیتهما ولم یرض احد من العقلاء والحمقی بان یقول ان الدیدان اعلم من افلاطون مع انها اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة و مبتدعة دیار نا یثبتون للذات الشریفة النبویة علیها الف الف تحیة وسلام جمیع علوم الاسافل الا رازل والافاضل الاکابر قائلین انه علیه السلام لما کان افضل الخلق کافة فلا بد ان یحتوی علی علومهم جمیعها کل جزئی جزئی وکلی کلی ونحن انکرنا اثبات هذا الامر بهذا القیاس الفاسدة بغیر نص من النصوص المعتدة بها الا تری ان کل مومن افضل واشرف من ابلیس فیلزم علی هذا القیاس ان یکون کل شخص من احاد الامة حاویا علی علوم ابلیس ویلزم علی ذلک ان یکون سلیمان علی نبینا وعلیه السلام عالما بما علمه الهد الهد وان یکون افلاطون وجالینوس عارفین بجمیع معارف الدید ان واللوازم باطلة باسرها کما هو المشاهدوهذا خلاصة ما قلناه فی البراهین القاطعة لعروق الاغبیاء المارقین القاصمة لا عناق الدجاجلة المفترین فلم یکن بحثنافیه الا عن بعض الجزئیات المستحدثة ومن اجل ذلک اتینا

فيه بلفظ الاشارة حتى تدل ان المقصود بالنفى والاثبات هنالك تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملک الديان والله على ما نقول وكيل .

جواب:۔

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حکم واسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلم ہے، وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کرسکتا جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہت سے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر فضل وکمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر ومحقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم وفنون

معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہد ہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث وتفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام شریف وادنی واعلی واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ حاشیہ نمبر۲۲

تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بناء

22۔اہل بدعت قیاس فاسد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں تو ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب چیزوں کا علم بھی ہو۔ہم کہتے ہیں اس طرح قیاس سے یہ عقیدہ ثابت نہ ہوگا ہم اہل بدعت سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت یقیناً آپ کے نزدیک کوے سے افضل ہیں تو کیا اس بناء پر یہ کہو گے کہ جیسے کوے کو پاخانے کے ذائقہ کا علم ہے اعلیٰ حضرت کو بھی ہے۔تم ایسا ہرگز نہیں کہو گے۔معلوم ہوا کہ مفضول کو کسی چیز کے معلوم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ افضل کو بھی معلوم ہو۔

پرلازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور ہمارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی واثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہت سے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

السوال العشرون:۔

اتعتقدون ان علم النبی صلی اللہ علیه وسلم یساوی علم زید و بکر و بھائم ام تتبرئون عن امثال ھذا وھل کتب الشیخ اشرف علی التھانوی فی رسالته حفظ الایمان ھذا المضمون ام لا وبم تحکمون علی من اعتقد ذلک.

بیسواں سوال:۔

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے

رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟
حاشیہ نمبر ۲۳

الجواب:۔

اقول وھذا ایضا من افتراء ات المبتدعین و اکاذیبھم قد حرفوا معنی الکلام و اظھر وا بحقدھم خلاف مراد الشیخ مد ظلہ فقاتلھم اللہ انی یو فکون قال الشیخ العلامۃ التھانوی فی رسالتہ المسماۃ بحفظ الایمان وھی رسالۃ صغیرۃ اجاب فیھا عن ثلاثۃ سئل عنھا الاولیٰ منھا فی

23۔ خان صاحب نے حسام الحرمین میں حضرت تھانویؒ پر اعتراض کیا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت میں قطع و برید کر کے اس کو کفریہ بنا کر حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ پر اپنے غصہ کا اظہار کیا ہے اور حضرت حکیم الامتؒ کی تنقیص شان میں جو کلمات استعمال کئے ہیں یہاں ان کو نقل کرنا بھی گستاخی ہوگی بطور ضرورت نقل کفر کفر نباشد کے تحت بندہ نے انوارات صفدر ج ۲ پر ان کو نقل کر دیا ہے۔ حفظ الایمان حضرت حکیم الامت کا رسالہ ہے جس پر آپ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس مسئلہ سے بحث فرمائی ہے یا نہیں۔ آپ نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کے اطلاق کی نفی پر دو دلیلیں پیش فرمائی ہیں۔ (۱) چونکہ عام طور پر شریعت کے محاورات میں عالم الغیب اسی کو کہا جا سکتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ بغیر کسی کے بتائے معلوم ہوں اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے۔ پس اگر کسی اور کو عالم الغیب کہا جائے گا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ اس کو بھی بغیر کسی واسطہ کے علم ہے اور یہ عقیدہ شرک ہے۔ پس حق تعالیٰ شانہ وعم نوالہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ قرآن وحدیث میں ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی روکا گیا ہے۔ جس سے کسی کو کوئی غلط فہمی لگے۔

(انوارات ۴۷۵ سے ۴۸۹ تک اٹھانا ہے)

تفصیل کیلئے رئیس المناظرین امام المتکلمین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ کا رسالہ ''فیصلہ کن مناظرہ'' کا مطالعہ فرمالیا جائے۔

السـجـدـة الـتـعظيمية للقبورو الثانية في الطواف بالقبور و الثالثة في اطلاق
لـفـظ عـالـم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال
الشيـخ مـاحـاصـله انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان بتاويل لكونه موهما
بـالشـر ک کـمـا منع من اطلاق قولهم راعنا في القرآن ومن قولهم عبدی
وامتـی فـی الـحـديـث اخـرجـه مسـلم فی صحيحه فان الغيب المطلق فی
الاطـلاقات الشرعية مالم يقم عليه دليل ولا الی درکه وسيلة وسبيل فعلی
هذا قال الله تعالى قل لا يعلم من فی السموت . الارض الغيب الا الله ولو
کـنـت اعـلم الغيب وغير ذلک من الايات ولوجوز ذلک بتاويل يلزم ان
يـجوز اطلاق الخالق والرازق والمالک والمعبود وعيرها من صفات الله
تـعالی المختصة بذاته تعالی وتقدس علی المخلوق بذلک التاويل وايضا
يـلـزم عـليـه ان يـصـح نفی اطلاق لفظ عالم الغيب عن الله تعالی بالتاويل
الاخـر فـانـه تـعالی ليس عالم الغيب بالواسطه والعرض فهل يا ذن فی نفيه
عـاقـل متدين حاشا وكلاثم لو صح هذا الاطلاق علی ذاته المقدسة صلی
الـله عليه وآله وسلم علی قول السائل فنستفسر منه ما ذا اراد بهذا الغيب
هـل اراد کـل واحد من افراد الغيب او بعضه ای بعض کان فان اراد بعض
الـغيـوب فـلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلی الله عليه وآله وسلم فان
عـلـم بـعـض الـغيوب وان کان قليلا حاصل لزيد و عمر وبل لکل صبی و
مـجـنـون بل لجميع الحيوانات و البهائم لان کل واحد منهم يعلم شيئا لا
يـعـلـم الاخـر و يـخـفی عليه فلو جوزا السائل اطلاق عالم الغيب علياحد

لعلمه بعض الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم يبق من كمالات النبوة لا نه يشرك فيه سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق ولن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى كلام الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من الر فحاشا ان يدعى احد من المسليمين المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلمه بعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على جميع الناس والبهائهم فاين هذا عن مساواة العلم التى يفترونها عليه فلعنة الله على الكاذبين . ولنتيقن بان معتقد مساواة علم النبى عليه السلام مع زيد و بكر وبهائم ومجانين كافر قطعاً وحاشا الشيخ دام مجده ان يتفوه بهذا وانه لمن عجب العجائب.

جواب:۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انہیں ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں

نہ ہو کیونکہ شرک کا وہم ہوتا ہے چنانچہ قرآن میں صحابہ کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے۔ بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب مراد ہوتا ہے۔ حاشیہ نمبر ۲۴

24۔ غیب کی اس تعریف کو اہل بدعت نے بھی تسلیم کیا ہے۔

(۱) علم غیب سے وہ علم مراد ہے جو قدرت حقیقی کے ساتھ ہو یعنی علم ذاتی جو لازم الوہیت ہے۔

(جاء الحق ص ۸۴)

(۲) غیب وہ ہے جس کے ادراک سے حس اور بداہت عقل عاجز ہوں اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی ایسی دلیل قائم ہو جس کے ذریعے ہر شخص اسے جان سکے دوسری قسم وہ غیب ہے جس پر کوئی ایسی دلیل قائم نہ ہو۔ (التبیان ص ۱۴۸ احمد سعید کاظمی)

(۳) غیب وہ ہے جو حواس وعقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو یہ علم غیب ذاتی ہے اور یہی مراد ہے آیت عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو ان تمام آیات میں جنمیں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے اس قسم کا علم جس پر کوئی دلیل نہ ہو یہ علم غیب ذاتی اللہ تعالی کیساتھ خاص ہے غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کے صفات اور ان کے متعلقات احکام وشرائع اور احوال آخرت بعث ونشر حساب وجزاء وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہیں جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے ان کا علم ویقین ہر مومن کو حاصل ہے اللہ تعالی اپنے مقرب بندوں انبیاء واولیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اس قسم کا غیب ہے۔

(از خزائن ص ۴)

(۴) علامہ بیضاوی فرماتے ہیں غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کا ادراک حواس کر سکیں اور نہ ہی وہ بداہت عقل سے معلوم ہو سکے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اللہ تعالی کے اس فرمان مبارک وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو اور اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا سے مراد یہی ہے۔ (عقائد ونظریات ص ۲۰۷)

جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بناء پر حق تعالی نے فرمایا ہے کہ ”نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں غیب کو مگر اللہ نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہت سی نیکی جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود مالک وغیرہ ان صفات کو جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں اُسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے۔ حاشیہ نمبر ۲۵

---

(۵) غیب وہ ہے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکے جس تک حواس عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم نہ ہو سکے۔ (بحوالہ مصطفویہ ص ۳۹)

(۶) غیب نام ہے اس چیز کا جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلالی سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ کیساتھ مختص ہے جو ان آیات میں مراد ہے پس اگر اس علم غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لئے یا کسی غیر کے اس قسم کے دعوے علم غیب کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے مگر جو خبر پیغمبر ﷺ دیتے ہیں وہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا حق تعالی اس کا علم ضروری نبی ﷺ کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ علم غیب میں داخل نہیں۔

(بحوالہ اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۷۳)

(۷) جو چیز انسانوں سے پوشیدہ اور مخفی ہو اور ہم اپنے حواس اور شعور کی قوتوں سے یا فراست سے یا قیاس سے یا عقل کے زور سے ان تک رسائی حاصل نہ کر سکیں اس کو غیب کہتے ہیں جو چیز ان ذرائع میں سے کسی ایک سے دریافت ہو سکے وہ غیب نہیں۔ (شرح مسلم ص ا ج ۵)

25۔ حفظ الایمان حضرت حکیم الامۃ (دامت برکاتہم) کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں تین بحثیں ہیں اور تیسری بحث یہ ہے کہ حضور سرور عالم رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست ہے یا نہیں واضح رہے کہ مولانا کی بحث اس میں نہیں ہے کہ ”حضور اقدس ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟“ اور تھا تو کتنا تھا بلکہ وہاں مولانا مدظلہ صرف اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ”عالم الغیب“ کہہ نہیں سکتے اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے کسی صفت کا واقع میں کسی ذات کیلئے ثابت ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کا اطلاق اس پر جائز ہو قرآن کریم میں حق تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق بتلایا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے

نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالی سے ہو سکے اس لئے کہ اللہ تعالی بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو۔ پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو، زید وعمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کبھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔ مولانا

کہ عالم کی ہر چیز صغیر ہو یا کبیر عظیم ہو یا حقیر سب اسی کی مخلوق ہے لیکن بایں ہمہ فقہاء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اس کو "خالق القردۃ والخنازیر" کہنا ناجائز ہے علی ہذا قرآن مجید میں حق تعالی نے زرع (کھیتی) کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے لیکن اس کی ذات پاک پر زراع کا اطلاق درست نہیں اسی طرح بادشاہ کی طرف سے لشکر کو جو عطایا اور وظائف دیئے جاتے ہیں اہل عرب ان پر رزق کا اطلاق کرتے ہیں چنانچہ لغت کی عام کتابوں میں یہ محاورہ لکھا ہوا ہے کہ "رزق الامیر الجند" لیکن بایں ہمہ بادشاہ کو رازق یا رزاق کہنا درست نہیں۔ اور حضور ﷺ کے خصائل مبارکہ کے باب میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ "آپ خود ہی اپنی نعل مبارک کو ٹانک لیا کرتے تھے اور خود ہی بکری دوہ لیا کرتے تھے" الخ لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ اقدس کو "خاصف النعل" (جوتی دوز) اور "حالب الشاۃ" (بکری دوہنے والا) نہیں کہا جا سکتا بہر حال یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوتا۔

تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا مولنا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے۔ حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور زید و بکر و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولنا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افتراء باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ، ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السوال الواحد والعشرون:۔

اتقولون ان ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السیئة المحرمة ام غیر ذلک.

اکیسواں سوال:۔

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح بدعت سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب:۔

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکر ولادته الشریفة علیه الصلوة والسلام بل و ذکر غبار نعاله وبول حمار ہ صلی الله علیه وآله وسلم مستقبح من البدعات السیئة المحرمة فالا

حوال التی لها ادنی تعلق برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ذکرها من احب المندوبات واعلی المستحبات عندنا سواء کان ذکر ولادته الشریفة او ذکر بوله و برازه وقیامه وقعوده ونومه ونبهته کما هو مصرح فی رسالتنا المسماة بالبراهین القاطعة فی مواضع شتی منها وفی فتاوی مشائخنا رحمهم الله تعالی کما فی فتوی مولانا احمد علی المحدث السهار نفوری تلمیذ الشاه محمد اسحق الدهلوی ثم المهاجر المکی ننقله مترجما لتکون نمونة عن الجمیع سئل هو رحمه الله تعالی عن مجلس المیلاد بای طریق یجوز و بای طریق لا یجوز فاجاب بان ذکر الولادة الشریفة لسیدنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بروایات صحیحة فی اوقات خالیة عن وظائف العبادات الواجبات وبکیفیات لم تکن مخالفة عن طریقة الصحابة واهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخیر وبالاعتقادات التی موهمة بالشرک والبدعة وبالاداب التی لم تکن مخالفة عن سیرة الصحابة التی هی مصداق قوله علیه السلام ما انا علیه واصحابی وفی مجالس خالیة عن المنکرات الشرعیة موجب للخیر والبرکة بشرط ان یکون مقرونا بصدق النیة والاخلاص واعتقاد کونه داخلا فی جملة الاذکار الحسنة المندوبة غیر مقید بوقت من الا وقات فاذا کان کذلک لا نعلم احدا من المسلمین ان یحکم علیه بکونه غیر مشروع او بدعة الی اخر الفتوی فعلم من هذا انا لا ننکر ذکر ولادته الشریفة بل ننکر علی الامور المنکرة التی انضمت معها کما شفتموها فی المجالس المولودیة التی فی الهند من ذکر الروایات الواهیات الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و الاسراف فی ایقاد الشموع

والتزيينات واعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب والتكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد يوجد خاليا منها فلو خلامن المنكرات حاشا ان نقول ان ذكر الولادة الشريفة منكر و بدعة و كيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهذا القول علينا ايضا من الافتراء ات الملاحدة الدجالين الكذابين خذلهم الله تعالى ولعنهم براوبحرا سهلا وجبلا.

جواب:۔

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مزکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلویؒ مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا فتوی عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تا کہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ مولنا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں۔

جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے۔حاشیہ نمبر ۲۶

ان عقیدوں سے جو شرک وبدعت کے موہم نہ ہوں۔ حاشیہ نمبر ۲۷

ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے۔ حاشیہ نمبر ۲۸

26۔ عن عبدالله عن النبیؐ قال خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیی اقوام تسبق شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته . (بخاری ص ۳۶۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا پھر وہ زمانہ جو اس کے ساتھ پھر ایسے لوگ آجائیں گے جن میں سے ایک کی گواہی اس کی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی۔

تشریح۔فرمایا میرا زمانہ بہترین زمانہ ہے پھر میرے صحابہ کا پھر تابعین کا' پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

اس حدیث کی سب سے بہتر تشریح وہ ہے جو محدث اعظم پاکستان امام اہلسنت والجماعت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ نے اپنی لاجواب تصنیف لطیف ''راہ سنت'' میں فرمائی ہے۔

27۔یعنی یہ نظریہ رکھنا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ ہر محفل میلاد میں تشریف لاتی ہے۔باقی رہا اہل بدعت کا عقیدہ حاضر و ناظر تو اس کے لئے امام اہلسنت کی کتاب ''تبرید النواظر'' کا مطالعہ مفید ہے۔ بندہ نے بھی انوارات میں عنقریب اس مسئلہ کو تفصیلاً ان شاء اللہ لکھنا ہے۔ بریلویت کے کل دس مذاہب سامنے آئے ہیں۔بعض کا حکم کفر وشرک کا ہے بعض کا بدعت کا بعض میں اختلاف لفظی ہے۔

28۔ وعن عبداللّٰه بن عمرو قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم لیاتین علیٰ اُمتی کما اتیٰ علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منهم من اتیٰ امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق امتی علیٰ ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالوا من هی یارسول اللّٰه قال ما انا علیه واصحابی. (ترمذی ج ۱ ص ۹۲-۹۳)

ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادتِ شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔ مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہوں اس پر طعن وتکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس میلاد خالی ہو، پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادتِ شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افتراء ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی وتری، نرم وسخت زمین میں۔

السوال الثانی والعشرون:۔

هل ذكرتم فی رسالته ما ان ذكر ولادته صلی الله علیه و آله وسلم كجنم استمی كنهيا ام لا ؟

بائیسواں سوال:۔

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

الجواب:ـ

هـذا ايـضـا من افتراء ات الدجالة المبتدعين علينا وعلى اكابر نا وقـد بينـا سـابـقـا ان ذكـره عـليـه السـلام من احسن المندوبات وافضل الـمستـحبـات فـكيف يـظـن بـمسـلـم ان يـقول معاذ الله ان ذكر الولادة الشـريـفة مشـابـه بـفعل الكفار وانما اخترعوا هذه الفرية عن عبارة مولانا الـگـنـگـوهي قدس الله سره العزيز التي نقلنا ها في البراهين على صحيفة ۱۴۱ ، وحـاشـا الشيـخ ان يتكلم ومراده بعيد بمراحل عما نسبوااليه كما سيـظهـر عـن مانذكره وهي تنادى باعلى نداء ان من نسب اليه ما ذكر و،، كـذاب مـفتـرو حـاصـل ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالى في مبحث القيام عـنـد ذكـر الولادة الشريفة ان من اعتقد قدوم روحه الشريفة من عالم الا رواح الـى عـالـم الشهـادة ويتـقـن بـنـفـس الولادة المنيفة في المجلـس الـمـولـودية فـعامل ماكان واجباً في الساعة الولادة الماضية الحقيقية فهو مـخطئى متشبه بالمجوس في اعتقادهم تولد معبودهم المعروف (بكنهيا) كـل سـنة ومـعـامـلتهم في ذلک اليوم ما عومل به وقت ولادة الحقيقة او متشبـه بـروافضُ الهـنـد فـي معاملتهم بسيدنا الحسين واتباعه من شهداء كربلا رضى الله عنهم اجمعين حيث يا تون بحكاية جميع مافعل معهم في كـربـلاء يـوم قـولا وفـعـلا فيبـنـون النعش و الكفن والقبور ويد فنون فيها ويـظهـرون اعـلام الـحـرب والـقتـال و يصبغون الثياب بالدماء و ينوحون عـليهـا وامثـال ذلک مـن الخرافات كما لا يكفى على من شاهد احوالهم فـي هذه الديار و نص عبارته المتعربة هكذا واما توجيه (اى القيام) بقدوم

روحه الشريفة صلى الله عليه وآله وسلم من عالم الا رواح الى عالم الشهادة فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حماقاتهم لان هذا الوجه يقتضى القيام عند تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى تتكرر الولادة فى هذه الايام فهذه الاعادة للولادة الشريفة مماثلة بفعل مجوس الهند حيث ياتون بعين حكاية ولادة معبودهم (كنهيا) او مماثلة للروافض الذين ينقلون شهادة اهل البيت رضى الله عنهم كل سنة (اى فعلا وعملا) فمعاذ الله ما فعلهم هذا حكايةللولادة المنيفة الحقيقة وهذه الحركة بلا شك و شبهة حرية باللوم والحرمة والفسق بل فعلهم هذا يزيد على فعل اولئك فانهم يفعلونه فى كل عام مرة واحدة وهئولاء يفعلون هذه المزخرفات الفرضية متى شاء واوليس لهذا نظير فى الشرع بان يفرض امرويعا مل معه معاملة الحقيقة بل هو محرم شرعاً اه فانظرو يا اولى الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله سره العزيز انما الكر على جهلاء الهند المعتقدين منهم هذه العقيدة الكاسدة الذين يقومون لمثل هذه الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل المجوس والروافض حاشا اكابرنا ان يتفوهوا بمثل ذلك ولكن الظلمين على اهل الحق يفترون و بايات الله يجحدون.

جواب:۔

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار

کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ 141 پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرمادیں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا۔ چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا اور حقیقتِ حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری ہے۔ مولانا نے ذکرِ ولادت شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پرفتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا۔ تو یہ شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت کرتا ہے۔ امام حسینؓ اور ان کے تابعین شہداء کربلاؓ کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورا کے دن میدان کربلا میں ان حضرات کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور قبور کھود کر دفناتے ہیں۔ جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے۔ ''قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرین مجلس اس کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بھی بیوقوفی ہے کیونکہ یہ وجہ نفس ولادت شریفہ کے وقت کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادت شریفہ کا اعادہ یا ہندوؤں کے فعل

کے مثل ہے کہ وہ اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت اہل بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں، پس معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک وشبہ ملامت کے قابل اور حرام و فسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل اتارتے ہیں اور یہ لوگ اسی فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے'' الخ۔ پس اے صاحبانِ عقول غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں، ولیکن ظالم لوگ اہلِ حق پر افتراء کرتے ہیں، اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

السوال الثالث والعشرون:۔

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان المولوی رشيد احمد الگنگوهی بفعلية كذب البارى تعالى وعدم تضليل قائل ذلک ام هذا من الافتراء ات عليه و على التقدير الثانى كيف الجواب عما يقوله البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم بفوتو گراف المشتمل على ذلک.

تیئسواں سوال:۔

کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ ان پر بہتان ہے۔ اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس

بات کا کیا جواب ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

الجواب:۔

الذی نسبوا الی الشیخ الا جل الاوحد الابجل علامة زمانه فرید عصره و اوانه مولنا رشید احمد گنگوهی من انه کان قائلا بفعلیة الکذب من الباری تعالی شانه وعدم تضلیل من تفوه بذلک فمکذوب علیه رحمه الله تعالی وهو من الاکاذیب التی افتراها الا باسة الدجالون الکذابون فقاتلهم الله الی یئوفکون وجنابه بری من تلک الزندقة والالحادویکذبهم فتوی الشیخ قدس سره التی طبعت وشاعت فی المجلد الاول من فتاواه الموسومة بالفتاوی الرشیدیة علی صفحة 119 منها وهی عربیة مصححة مختومة بختام علماء مکة المکرمة.

وصورة سواله هکذا :.

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ما قولکم دام فضلکم فی ان الله تعالی هل یتصف بصفة الکذب ام لا و من یعتقد انه یکذب کیف حکمه افتونا ماجورین.

الجواب

ان الله تعالی منزه من ان یتصف بصفة الکذب ولیست فی کلامه شائبة الکذب ابدا کما قال الله تعالی ومن اصدق من الله قیلا ومن

یعتقد و یتفوہ بان اللہ تعالی یکذب فھو کافر ملعون قطعا و مخالف للکتاب والسنۃ واجماع الامۃ نعم اعتقاد اھل الایمان ان ما قال اللہ تعالی فی القران فی فرعون وھامان و ابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابد الکنہ تعالی قادر علی ان یدخل الجنۃ ولیس بعاجز عن ذلک ولا یفعل ھذا مع اختیارہ قال اللہ تعالی ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لا ملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین فتبین من ھذہ الایۃ انہ تعالی لو شاء لجعلھم کلھم مومنین ولکنہ لا یخالف ما قال وکل ذلک بالا ختیار لا بالاضطرار وھو فاعل مختار فعال لما یرید . ھذہ عقیدۃ جمیع علماء الا مۃ کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالی ان تغفرلھم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوھی عفی عنہ.

خلاصۃ تصحیح علماء مکۃ المکرمۃ زاد اللہ شرفھا الحمد لمن ھو بہ حقیق و منہ استمد العون والتوفیق ما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد المذکور ھو الحق الذی لا محیص منہ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی الہ وصحبہ وسلم امر برقمہ خام الشریعۃ راجی اللطف خفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لھما رقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد با بصیل بمکۃ المحمیۃ غفراللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ وجمیع المسلمین الراجی العفو من واھب العطیۃ محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیۃ ببلد اللہ المحمیۃ .

مصليا و مسلما هذا وما اجاب العلامة رشيد احمدفيه الكفاية و عليه المعمول بل هو الحق الذى لا محيص عنه رقمه الحقير خلف بن ابراهيم خادم فتاء الحنابله بمكة المشرفة .

والجواب عما يقول البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم بفوتو گراف المشتمل على ما ذكر هوانه من مختلقاته اختلقها ووضعها عنده افتراء على الشيخ قدس سره و مثل هذه الاكاذيب والاختلافات هين عليه فانه استاذ الاساتذة فيها و كلهم عيال عليه فى زمانه فانه محرف ملتبس ودجال مكار ربما يصور الامهار وليس بادنى من المسيح القاديانى فانه يدعى الرسالة ظاهر او علنا وهذا يستتر بالمجددية ويكفر علماء الامة كما كفر الوهابية اتباع محمد بن عبدالوهاب الامة خذله الله تعالى كما خذلهم.

جواب:۔

علامہ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالی کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔ جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتوی کر رہا ہے۔ جو جلد اول فتاوئی رشیدیہ کے صفحہ 119 پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے تحریر اس کی عربی میں ہے جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔

سوال کی صورت یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفتِ کذب کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔فتویٰ دو،اجر ملے گا۔

جواب:۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو۔اس کے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنت واجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون وہامان وابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کریگا۔لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ بھروں گا، جن وانس دونوں سے۔پس اس آیت سے ظاہر ہوگیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن بنادیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ **و ان تغفرلھم** کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرکانہ بخشنا وعید کا مقتضی ہے پس اس میں لذاتہ امتناع نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی اعانت وتوفیق درکار ہے علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق ہے جس سے مفر نہیں ہوسکتا۔ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم ۔ لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت امیدوار لطفِ خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے ،حق تعالی ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

امیدوار عفو ازواہب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ .

درود وسلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے، کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں ۔لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے ۔اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے ۔ کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مہریں بنالیتا ہے، مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے ۔ خدا اس کو بھی انہیں کیطرح رسوا کرے۔

السوال الرابع والعشرون:۔

هل تعتقدون امكان وقوع الكذب فى كلام من كلام المولى عزوجل سبحانه ام كيف الامر.

چوبیسواں سوال:۔

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالی کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے۔

الجواب:۔

نحن و مشائخنا رحمهم الله تعالى نذعن و نتيقن بان كل كلام صدر عن البارى عزوجل او سيصدر عنه فهو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقته للواقع وليس فى كلام من كلامه تعالى شائبة كذب و مظنة خلاف اصلا بلا شبهة ومن اعتقد خلاف ذلك او توهم بالكذب فى شئى من كلامه فهو كافر ملحد زنديق ليس له شائبة من الايمان.

جواب:۔

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالی سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر، ملحد، زندیق ہے اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

السوال الخامس والعشرون:۔

هل نسبتم فی تالیفکم الی بعض الاشاعرة القول بامکان الکذب وعلی تقدیرها فما المراد بذلک وهل عندکم نص علی هذا المذهب من المعتمدین بینوا الامر لنا علی وجهه.

پچیسواں سوال:۔

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے ۔واقعی امر ہمیں بتلاؤ۔

الجواب:۔

الاصل فیه انه وقع النزاع بیننا و بین المنطقیین من اهل الهند والمبتدعة منهم فی مقدوریة خلاف ما وعد به الباری سبحانه وتعالی او اخبر به اواراده و امثالها فقالو ان خلاف هذه الا شیاء خارج عن القدرة القدیمة مستحیل عقلا لا یمکن ان یکون مقدوراله تعالی واجب علیه ما یطابق الوعد والخبر والا رادة والعلم وقلنا ان امثال هذه الا شیاء مقدور قطعا لکنه غیر جائز الوقوع عند اهل السنة والجماعة من الاشاعرة والماتریدیة شرعاً و عقلاً عند الما تریدیة وشرعا فقط عند الا شاعرة فاعترضوا علینا بانه ان امکن مقدوریة هذه الا شیاء لزم امکان الکذب وهو غیر مقدور قطعا و مستحیل ذاتا فاجبنا هم باجوبة شتی مما ذکره علماء الکلام منها لو سلم استلزام امکان الکذب لمقدوره خلاف الوعد

والاخبار وامثالهما فهو ايضا غير مستحيل بالذات بل هو مثل السفه والظلم مقدور ذاتا ممتنع عقلاً وشرعاً او شرعاً فقط كما صرح به غير واحد من الائمة فلما راوا هذه الاجوبة عثوا فى الارض و نسبوا الينا تجويز النقص بالنسبة الى جنابه تبارک و تعالى واشاعوا هذا الكلام بين السفهاء والجهلاء تنفير اللعوام وابتغاء الشهوات والشهرة بين الا نام وبلغوا اسباب سموات الافتراء فوضعوا تمثالا من عندهم لفعلية الكذب بلا مخافة عن الملک العلام ولما اطلع اهل الهند على مكائدهم استنصروا بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم غافلون عن خبائثهم وعن حقيقة اقوال علمائنا وما مثلهم فى ذلک الا كمثل المعتزلة مع اهل السنة و الجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصى وعقاب المطيع عن القدرة القديمة واوجبوا العدل على ذاته تعالى فسموا انفسهم اصحاب العدل والتنزيه ونسبوا علماء اهل السنة والجماعة الى الجور والا عتساف والتشويه فكما ان قدماء اهل السنة والجماعة لم يبالو ابجها لا تهم ولم يجوزوا العجز بالنسبة اليه سبحانه وتعالى فى الظلم المذكور و عمموا القدرة القديمة مع ازالة النقائص عن ذاته الكاملة الشريفة واتمام التنزيه والتقديس لجنابه العالى قائلين ان ظنكم المنقصة فى جواز مقدورية العقاب للطائع والثواب للعاصى انما هو وخامة الفلسفة الشنيعة كذلک قلنا لهم ان ظنكم النقص بمقدوره خلاف الوعد و الاخبار والصدق وامثال ذلک مع كونه ممتنع الصدور عنه تعالى شرعاً فقط او عقلا و شرعا انما هو من بلاء الفلسفة والمنطق وجهلكم الوخيم فهم فعلوا ما فعلوا لا جل التنزيه لكنهم لم يقدروا على كمال القدرة و تعميمها واما

اسلافنا اهل السنة والجماعة فجمعوا بين الامرين من تعميم القدرة و تعميم التنزيه للواجب سبحانه وتعالى وهذا الذى ذكرناه فى البراهين مختصرا وهاكم بعض النصوص عليه من الكتب المعتبرة فى المذهب

(۱) قال فى شرح المواقف اوجب جميع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الكبيرة اذا مات بلا توبة ولم يجوزوا ان يعفوا الله عنه بوجهين الاول انه تعالى اوعد بالعقاب على الكبائر واخبربه اى بالعقاب عليها فلو لم يعاقب على الكبيرة وعفالزم الخلف فى وعيده والكذب فى خبره وانه محال والجواب غايته وقوع العقاب فاين وجوب العقاب الذى كلا منا فيه اذلا شبهة فى ان عدم الوجوب مع الوقوع لا يستلزم خلفا ولا كذبا لا يقال انه يستلزم جوازهما وهوا يضا محال لا نا نقول استحالته ممنوعة كيف وهما من الممكنات التى تشتملهما قدرته تعالى ، اه.

(۲) وفى شرح المقاصد للعلامة التفتازانى رحمه الله تعالى فى خاتمة بحث القدرة المنكرون لشمول قدرته طوائف منهم النظام واتباعه القائلون بانه لا يقدر على الجهل والكذب والظلم وسائر القبائح اذ لو كان خلقها مقدوراله لجاز صدوره عنه واللازم باطل لا فضائه الى السفه ان كان عالما بقبح ذلك و باستغنائه عنه والى الجهل ان لم يكن عالما والجواب لا نسلم قبح الشئى بالنسبة اليه كيف وهو تصرف فى ملكه ولو سلم فالقدرة لا تنافى امتناع صدوره نظرا الى وجود الصارف وعدم الداعى وان كان ممكنا اه ملخصه:

(۳) قال فى المسائرة وشرحه المسامرة للعلامة المحقق كمال بن الهمام الحنفى وتلميذه ابن ابى الشريف المقدسى الشافعى رحمهما الله

تعالی مانصه ثم قال ای صاحب العمدة ولا یوصف الله تعالی بالقدرة علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرة ای یصح متعلقا لها وعند المعتزلة یقدر تعالی علی کل ذلک ولا یفعل انتهی کلام صاحب العمدة وکانه انقلب علیه ما نقله عن المعتزلة اذلا شک ان سلب القدرة عما ذکر هو مذهب المعتزلة واما ثبوتها ای القدرة علی ما ماذکرثم الامتناع عن متعلقها اختیارا فهو بمذهب الا شاعرة الیق منه بمذهب المعتزلة ولا یخفی ان هذا الا لیق ادخل فی التنزیه ایضاً اذلا شک فی ان الامتناع عنها ای عن المذکورات من الظلم والسفه والکذب من باب التنزیهات عمالا یلیق بجناب قدسه تعالی فلیسبر بالبناء للمفعول ای یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ فی التنزیه عن الفحشاء اهوا لقدرة علیه ای علی ما ذکر من الا مور الثلثة مع الامتناع ای امتناعه تعالی عنه مختار الذلک الامتناع او الا متناع ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه فیجب العول باذخل القولین فی التنزیه وهو القول الیق بمذهب الا شاعرة اه

(۴) وفی حواشی الکلبنوی علی شرح العقائد العضدیة للمحقق الدوانی رحمهما الله تعالی ما نصه وبالجملة کون الکذب فی الکلام اللفظی قبیحا بمعنی صفة نقص ممنوع عند الا شاعرة ولذا قال الشریف المحقق انه من جملة الممکنات وحصول العلم القطعی لعدم وقوعه فی کلامة تعالی باجماع العلماء والانبیاء علیهم السلام لا ینافی امکانه فی ذاته کسائر العلوم العادیة القطعیة وهو لا ینافی ما ذکره الامام الرازی الخ

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح القدیر الامام ابن الهمام وشرحه لابن امیر الحاج رحمهما الله تعالی ما نصه و حینئذ ای وحین کان مستحیلا علیه ذا ادرک فیه نقص ظهر القطع باستحالة اتصافه ای الله تعالی بالکذب و نحوه تعالی عن ذلک وایضا ولم یمتنع اتصاف فعله بالقبح یرتفع الامان عن صدق وعده وصدق خبر غیره ای الوعد منه تعالی وصدق النبی ای لم یجزم بصدقه اصلا و عند الاشاعرة کسائر الخلق القطع بعدم اتصافه تعالی بشئی من القبائح دون الاستحالة العقلیة کسائر العلوم التی یقطع فیها بان الواقع احد النقیضین مع عدم استحالة الاخر لو قدر انه الواقع کالقطع بمکة وبغداد ای بوجودهما فانه لا یحیل عدمهما عقلا و حینئذای وحین کان الامر علی هذا لا یلزم ارتفا ع الامان لانه لا یلزم من جواز الشئی عقلاً عدم الجزم بعد مه والخلاف الجاری فی الاستحالة والامکان العقلی جار فی کل نقیضه القدرته تعالی علیها مسلوبة ام هی ای النقیضة بها ای بقدرته مشمولة والقطع بانه لا یفعل ای والحال القطع بعدم فعل تلک النقیصة الخ ومثل ما ذکرناه عن مذهب الا شاعرة ذکره القاضی العضد فی شرح مختصر الاصول و اصحاب الحواشی علیه و مثله فی شرح المقاصد وحواشی المواقف للچلپی وغیره وکذلک صرح به العلامةالقوشجی فی شرح التجرید والقونوی وغیرهم اعرضنا عن ذکر نصوصهم مخافة الاطناب والسامة والله المتولی للرشاد والهدایة۔

جواب:۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں وبدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا ارادہ کیا اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں، سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے، ان کا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں، البتہ اہل السنّت والجماعت اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں اور ذاتاً محال ہے تو ان کو علماء کلام کے ذکر کئے ہوئے چند جواب دیئے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ وخبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے سے امکان کذب تسلیم بھی کرلیا جاوے تو وہ بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہت سے علماء اس کی تصریح کرچکے ہیں پس جب انہوں نے یہ جواب دیکھے تو ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری عزاسمہ کی جانب نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے اور مخلوق میں شہرت پا کر اپنا مطلب پورا کرنے کو سفہاء و جہلاء میں اس لغو بات کو خوب شہرت دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہونچی کہ اپنی طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کرلیا اور خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انہوں نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ میں ہماری ان کی مثال

معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب عدل وتنزیہ رکھا، اور علمائے اہل السنۃ والجماعت کی جور اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء اہل السنۃ والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروانہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالی شانہ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام کہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدس وتنزیہ کو یوں کہ کر ثابت کیا کہ نیکوکار کے لئے عذاب اور بدکار کے لئے ثواب کو تحت قدرت باری تعالی ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ کی حماقت ہے، اسی طرح ہم نے بھی ان کو جواب دیا کہ وعدہ وخبر وصدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے حالانکہ صرف شرعاً وعقلاً دونوں طرح وقوع ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق وفلسفہ کی بلا ہے پس بدعتیوں نے تنزیہ کے لئے جو کچھ کیا حق تعالی کی عام وکامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل السنۃ والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے حق تعالی شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام۔ یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو ہم نے براہین میں بیان کیا ہے اب اصل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات میں سن لیجیے۔

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلاتوبہ مر جائے، واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی دو وجہ بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالی نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کردے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف ہے نہ

کذب کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالی شامل ہے۔

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالی نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں ایک نظام اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جہل اور کذب وظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالی سے صدور بھی جائز ہوگا اور صدور نا جائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئے گا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا جواب یہ ہے کہ حق تعالی کی جانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبح ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہوسکتا اور اگر ہم مان بھی لیں کہ قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق امتناع صدور کے منافی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ فی نفسہ تحت قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسائرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرمارہے ہیں ''پھر صاحب العمدۃ نے کہا حق تعالی کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم وسفہ اور کذب پر قادر ہے (کیونکہ ہوسکتا ہے جبکہ خلف وکذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالی شامل ہے) کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں، اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالی قادر تو ہے مگر کرے گا نہیں صاحب العمدہ کا کلام ختم ہوگیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہوگیا کیونکہ اس میں شک نہیں افعال مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے

اور افعال مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالی میں زیادہ دخل بھی ہے بے شک ظلم وسفہ وکذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو حق تعالی کے تنزیہ عن الفحشاء میں زیادہ دخل ہے آیا اس صورت میں کہ ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باحتیاط وارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالی کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہئے اور وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص وعیب ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لئے شریف محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس طرح کہ کلام الہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں۔ الخ۔

(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالی پر محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالی کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقینا محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے نزدیک حق

تعالی کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوتی تو امکان کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئے گا اس لئے کہ عقلاً کسی شئے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل السنت میں) ہر نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالی کو ان پر قدرت ہی نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یعنی اس نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالی ہی ہدایت کا متولی ہے۔

السوال السادس والعشرون:۔

ما قولكم في القادياني الذي يدعي المسيحية والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم حبه و مدحه فالمرجو من مكارم اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه الامور بيانا شافيا ليتضح صدق القائلين و كذبهم ولا يبقى الريب الذي حدث في قلوبنا من تشويشات الناس.

چھبیسواں سوال:۔

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو،

تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تا کہ قائل کا صدق وکذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے۔

الجواب:۔

جملة قولنا و قول مشائخنا فی القادیانی الذی یدعی النبوة والمسیحیة انا کنا فی بد امره مالم یظهرلنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه، یئوید الا سلام ویبطل جمیع الادیان التی سواه بالبراهین و الدلائل نحسن الظن به علی ما هو اللائق للمسلم بالمسلم و ناول بعض اقواله و نحمله علی محمل حسن ثم انه لما ادعی النبوة والمسیحیة وانکر رفع الله تعالی المسیح الی السماء وظهرلنا من خبث اعتقاده وزندقته افتی مشائخنا رضوان الله تعالی علیهم بکفره وفتوی شیخنا ومولنا رشید احمد الگنگوهی رحمه الله فی کفر القادیانی قد طبعت وشاعت یوجد کثیر منها فی ایدی الناس لم یبق فیها خفاء الا انه لما کان مقصود المبتدعین تهییج سفهاء الهندو جهالهم علینا و تنفیر علماء الحرمین واهل فتیا هما وقضاتهما واشرافهما منا لانهم علموا ان العرب لا یحسنون الهندیة بل لا یبلغ لدیهم الکتب والرسائل الهند افتروا علینا هذه الاکاذیب فالله المستعان وعلیه التوکل وبه الاعتصام هذا والذی ذکرنا فی الجواب هو ما نعتقده و ندین الله تعالی به فان کان فی رایکم حقا وصوابا فاکتبوا علیه تصحیحکم وزینوه بختمکم وان کان غلطا وباطلا فدلونا علی ما هو الحق عندکم فانا ان شاء الله لا نتجاوز عن الحق وان عن لنا فی قولکم

شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله على سيدنا محمد سيد الاولين والاخرين وعلى اله وصحبه وازواجه وذرياته اجمعين.

قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة علوم الا سلام كثير الذنوب والاثام الاحقر خليل احمد وفقه الله التذدولغد .

يوم الاثنين ثامن عشر من شهر شوال ۱۳۲۵ هجری تمت

جواب:۔

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت ومسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمانوں کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے، ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء ومفتی واشراف وقاضی ورؤساء کو ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل وکتابیں پہونچتی بھی نہیں اس لئے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض

کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح ودرست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتایئے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا، تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود وسلام نازل ہو اولین وآخرین کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اوران کی اولاد وصحابہ وازواج وذریات سب پر۔

زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ کثیر الذنوب ولآ ثام حقیر خلیل احمد نے خدا ان کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۸ شوال ۱۳۲۵ ہجری۔

تمام شد

○

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و
مصر و شام کے بلادِ اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا، اس لیے اوّل علماء ہند کی تحریرات
درج کی جاتی ہیں:-

تصدیقِ انیق قدوۃ العارفین زبدۃ المحدثین حضرت مولٰنا الحاج المولوی محمود حسن صاحب محدث دامت فیضہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ عالم الغیب والشہادۃ و
الصلوٰۃ والسلام علیٰ من قال ان
احسن الظن من العبادۃ وعلیٰ اٰلہ
واصحابہ ھم سادۃ للامۃ وقادۃ
وبعد فقد تشرفت بمطالعۃ المقالۃ
التی رصفھا المولی العلام مقدام
علماء الانام مولٰنا المولوی
خلیل احمد لا زال فیوضہ منسجمۃ
علی السھول والاٰکام فللّٰہ درہ ولا
مثل عشرۃ قد اتی بالحق الصریح
وازال عن اھل الحق الظن القبیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا
جاننے والا ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس نے
فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان
کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا
ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ
سے مشرف ہوا جس کو مولٰنا العلام و پیشوائے
علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب
نے لکھا ہے، ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں
ہر نشیب و فراز پر سو اللہ ہی کیلئے ہے ان کی
خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے
بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جميعاً لا ريب فيه فاثابه الله تعالیٰ جزاء عنائه فی ابطال وساوس الحاسد فی افترائه۔ فقط

جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔

محمود عفی عنه المدرس الاوّل فی مدرسة دیوبند

(طبع الخاتم)

تحریر ملیذت سید العلماء صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی قدس اللہ سرہ

لله در المجیب اللبیب حیث اتی بتحقیقات منیفة وتدقیقات بدیعة فی کل مسئلة وباب و میز القشر عن اللباب وکشف قناع الریب والبطلان عن وجوہ خرائد الحق والصواب کیف لا والمجیب الحق المحقق هو مورد انعامه و افضاله ومقدام المحققین فی اقرانه وامثاله فالحق انه ادامه الله تعالیٰ وابقاه اصاب فی ما افاد وفی کل ما اجاب اجاد لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه و هو حق صریح لا ریب فیه فهذا هو

خدا کے لیے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کی، اور چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے گھونگٹ حق اور صواب کے چہروں سے کھول دیے کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو دائم و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے، اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں یہی حق ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب

الحق و ماذا بعد الحق الا الضلال
وكل ذلك هو معتقدنا و معتقد
مشائخنا وساداتنا اماتنا الله
عليه وحشرنا مع عباده المخلصين
المتقين وبوانا في جوار المقربين
من النبيين و الصديقين والشهداء
والصالحين آمين فآمين فمن تقول
علينا او على مشائخنا العظام بعض
الاقاويل فكلها فرية بلامرية و
الله يهدينا و اياهم الى صراط مستقيم
وهو تعالى وتقدس بكل شئ خبير
وعليم و آخر دعونا ان الحمد لله
رب العلمين والصلوٰة والسلام
على خير خلقه وصفوة انبيائه
سيدنا ومولٰنا محمد وآله وصحبه
اجمعين و انا العبد الضعيف النحيف
خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن
الحسيني نسبا و الامروهي مولدا و
موطنا والچشتي الصابري النقشبندي
المجددي طريقة ومشربا والحنفي
الماتريدي مسلكا ومذهبا۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت
دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء و صدیقین
و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ
میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ آمین۔ پس جس
نے ہم پر یا ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی
قول جھوٹ باندھا تو وہ بلاشبہ افتراء ہے
اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے
اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شئے سے باخبر اور
واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور
درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ
انبیاء سیدنا و مولٰنا محمد، اور
ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔
میں ہوں بندۂ ضعیف خادم الطلبۂ
احقر الزمن، احمد حسن حسینی نسبا امروہی
مولدا و موطنا چشتی صابری نقشبندی
مجددی طریقۃ و مشربا، حنفی ماتریدی
مسلکا و مذہبا۔

طبع الخاتم

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء و اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله حق حمده و الصلوٰة و
السلام الاتمان الاكملان على من
لا نبي من بعده اما بعد فيقول العبد
المفتقر الى رحمة الرحيم المنان
عزيز الرحمٰن عفا الله عنه المفتي
والمدرس في المدرسة العالية
الواقعة في ديوبند ان ما نمقه
العلامة المقدام البحر القمقام
المحدث الفقيه المتكلم النبيه
الرحلة الامام قدوة الانام جامع
الشريعة و الطريقة واقف رموز
الحقيقة من قام لنصرة الحق
المبين وقمع اساس الشرك و
الاحداث في الدين المؤيد من الله
الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ
خليل احمد المدرس الاول في
مدرسة مظاهر العلوم الواقعة في
السهارنفور حفظها الله من الشرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و
سلام تمام و کامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں۔ کہتا ہے رحیم و منان کی
رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند
جو کچھ تحریر فرمایا، علامۂ پیشوا، دریائے
مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع
امام مقتدائے خلق جامع شریعت و طریقت
واقف اسرار حقیقت کر کھڑے ہوئے
حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی
شرک و بدعت کی بنیاد، مؤید من اللہ
الاحد الصمد مولانا الحاج حافظ خلیل احمد
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع
سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے
محفوظ رکھے)، مسائل کی تحقیق میں وہ
سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا
اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ پس
اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے

فی تحقیق المسائل هو الحق عندی ومعتقدی ومشائخی فجزاه الله احسن الجزاء یوم القیام ورحم الله من احسن الظن بالسادات العظام والله تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد اولاً و آخراً حقیق و هو حسبی و نعم الوکیل.

کتبه العبد عزیز الرحمن عفی عنه دیوبندی

دن اور اللہ رحم فرماوے اس شخص پر جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی نے

کلماتِ بابرکات طبیبُ الملّت حکیم الامت حضرت مولٰنا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب ادام اللہ فیوضہم

نُقِرُّبه ونعتقده واکل امر المفترین الی الله و انا اشرف علی التهانوی الحنفی الچشتی ختم الله تعالیٰ له بالخیر.

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔ اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

تصدیقِ لطیف شیخ الاتقیاء وسند الابرار حضرت مولٰنا الحاج الحافظ الشاہ عبدالرحیم صاحب دامت مکارمہم

الذی کتب فی هذه الرسالة الحق صحیح وثابت فی الکتب بنص صریح وهو معتقدی و معتقد مشائخی رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین احیانا الله بها و اماتنا علیها و

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ۔ اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر اللہ ہم کو جلاوے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعیف عبد الرحیم عفی	میں ہوں بندۂ ضعیف عبد الرحیم عفی عنہ
عنه الرائفوری الخادم لحضرة مولانا	رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد
الشیخ رشید احمد گنگوهی قدس الله	گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز
سرہ العزیز۔	

تسطیر منیر رئیس الحکماء امام الفضلاء حضرت مولٰنا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت محاسنہم

الحمد لله المتوحد فی جلال ذاته	سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اپنی ذات
المتنزه عن شوائب النقص وسماته	کے جلال میں پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات
والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد	سے اور درود و سلام سیدنا محمدؐ پر جو اس کے
نبیه ورسوله وعلیٰ آله وصحبه	نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب
اجمعین، وبعد فهذا القول الذی	پر، اما بعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد
نطق به الشیخ الاجل الامجد و	اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ
الفرد الاکمل الاوحد مولانا	خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدین
الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظله	نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و
الظلیل علیٰ رؤس المسترشدین و	طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے
ابقاه الله تعالیٰ لاحیاء الشریعة و	لیے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک
الطریقة والدین هو الحق عندنا و	اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ
معتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان	رضوان اللہ علیہم اجمعین، الیٰ یوم
الله تعالیٰ علیهم اجمعین الی یوم الدین	الدین کا۔
وانا العبد الضعیف النحیف محمد	میں ہوں بندۂ ضعیف نحیف محمد حسن
حسن عفا الله عنه الدیوبندی۔	عفی عنہ دیوبندی۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہ

هذا هو الحق و الصواب
قدرت الله غفرله و لوالديه مدرس
مدرسه مُراد آباد

یہی ہے حق اور صواب
قدرت اللہ غفر لہ و لوالدیہ مدرس
مدرسہ مُراد آباد۔

تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذوالفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

الحمد لله وحده و الصلوٰة والسلام
علیٰ من لا نبي بعده و بعد فما
كتبه الشيخ الامام الحبر الهمام في
جواب السوالات المذكورة هو
الحق و الصواب و المطابق لما نطق
به السنة و الكتاب و هو الذي
ندين لله تعالیٰ و به و هو معتقدنا
و معتقد جميع مشائخنا رحمهم الله
تعالیٰ فرحم الله من نظرها بعين
الانصاف و اذعن للحق و انقاد
للصدق

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لیے اور درود و
سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ
لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے
سوالات مذکورہ کے جواب میں، وہی حق
اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے
جو سُنت و کتاب کہ رہی ہیں اور ہم اس کو
دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ
ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ
تعالیٰ کا پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو
بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے
اور صدق کا مطیع ہو۔

و انا العبد الضعيف
حبيب الرحمٰن الديوبندي

حبیب الرحمٰن دیوبندی

تحریر لطیف بقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب انار اللہ برھانہ

ماکتبه العلامة وحيد العصر هو الحق والصواب

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الديوبندی ناظم المدرسة العالية الديوبندية

احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

الحمد لله الذی قصرت عن وصف كماله السنة بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الى ساحة جلاله اجنحة العقول والافهام والصلوة والسلام على افضل الرسل سيدنا محمد الهادی الى دار السلام وعلى آله واصحابه البررة الكرام، اما بعد فالقول الذی نطق به فی جواب السوالات المذكورة اكمل كملاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوة جماعة السالكين وزبدة جامع المتقين مولانا الحافظ الحاج

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہونچنے سے عقول وافہام کے بازو عاجز ہیں اور درود وسلام افضل رسل سیدنا محمد پر، اور اُن کے آل واصحاب نیکوکاران بزرگان پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل، اور علماء وقت میں اعلم اور گروہ سالکین کے مقتدا، اور جماعتہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلام صادق

خلیل احمد سلمه الله تعالیٰ قول حق وکلام صادق وهو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ اجمعین۔ وانا العبد الضعیف غلام رسول عفا الله عنه القوی المدرس فی المدرسة العالیة الدیوبندیة

ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔
میں ہوں بندۂ ضعیف
غلام رسول عفی عنہ
مدرس مدرسۂ عالیہ
دیوبند۔

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہٗ

حامداً ومصلیاً ومسلماً وبعد فهذه الاجوبة التی حررها رافع رایة العلم والهدایة خافض رایات الجهل والضلالة سید ارباب الطریقة سند اصحاب الحقیقة زبدة الفقهاء والمفسرین قدوة المتکلمین والمحدثین الشیخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج مولانا خلیل احمد لازالت فیضانهٗ علی المسلمین والمسترشدین الی ابد حقیق بان یعتمد علیها کلها ویدین بها جلها وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا وانا عبدہ الارذل محمد بن افضل المدعو بالسهول عفی عنه المدرس المدرسة العالیة الدیوبندیة

حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد، یہ جوابات جن کو علم و ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصۂ فقہاء و مفسرین، مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم نحریر فاضل بے نظیر جناب مولنا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

الحمد للہ الذی علم آدم الاسماء
کلہا و اعطی صوادع النعوت و الصفات
کلہا و افاض علینا النعم الشوامخ
قبل الاستحقاق و ھدانا الصراط
السوی مع تفرق السبل و الشقاق
و نصلی و نسلم علی محمد عبدہ و
رسولہ الذی ارسل و الحق خاملۃ
اعوانہ خاویۃ ارکانہ والباطل عالیۃ
نیرانہ غالیۃ اثمانہ داعیا الی اللہ
من کان کفر و امر بالمعروف و نہی
عن غیرہ و زجر۔ و علی آلہ البررۃ
الکرام و اصحاب الکملۃ العظام۔
الشافعین المشفعین فی المحشر اما
بعد فالاجوبۃ التی حررہا ربیع
ریاض الطریقۃ و برکۃ ھذہ الخلیقۃ
محی معالم الطریق بعد دروسہا و
مجدد مراسم المعارف غب افول
اقمارہا و شموسہا الذی تفجرت
ینابیع الحکم علی لسانہ۔ و فاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام
نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق
سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف و متفرق
راستوں میں اور ہم درود و سلام بھیجتے ہیں۔
اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے
وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار سست
اور ارکان مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے
شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے
بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو
اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا
بُرے کام سے اور روکا، اور آپ کی اولاد نیکوکار
و مکرم اور صحابہ کاملین باعظمت پر، جو محشر میں
سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (اما بعد)
جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو
باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک
ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان
کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی
تجدید کرنے والے، ان کے ماہتاب اور آفتاب
غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے

عيون المعارف من خلال جنابه.
وانبثت اشعة انواره في القلوب.
وبعثت سرايا اسراره الى كل طالب
ومطلوب وسطعت شموس معارفه
وزكت اعراس عوارفه. لازال الزهد
شعاره. والورع وقاره. والذكر انيسه
والفكر جليسه مولانا العلام واستاذنا
الفهام الشيخ الازهد والهمام الامجد
الحافظ الحاج خليل احمد صدر
المدرسين في مدرسة مظاهر العلوم
الواقعة في سهارنفور حرية بان
يعتقدها اهل الحق واليقين وقمنة
بان سلمها العلماء الراسخون في
الدين المتين وهذه عقائدنا و
عقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله
ان يحيينا ويميتنا عليها ويدخلنا
في دار السلام مع اساتذتنا الكرام و
هو نعم المولى ونعم المعين وآخر
دعوانا ان الحمد لله رب العلمين
والصلوة والسلام على خير خلقه
وفخر رسله وآله وصحبه اجمعين

چشمے ان کے وسطِ قلب سے اور پھیل رہی
ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
پہونچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
طالب و مطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں ان
کی معرفتوں کے درخت سدا رہے زہد ان کا طریقہ
اور تقویٰ ان کا لباس اور یادِ حق ان کی مونس اور
فکرِ حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ
فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور (یہ سارے جوابات
اس لائق ہیں) کہ اہلِ حق ان کو عقیدہ بناویں اور
مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ اسی پر
جلاوے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت
میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور یہی بہتر
کارساز اور بہتر مددگار ہے، اور آخری دعا
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العلمین کو
اور درود و سلام بہترین مخلوق و فخر پیغمبراں پر
اور ان کی ساری اولاد و اصحاب پر۔

الراقم الاٰثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوری المدرس فی المدرسة العالیة الدیوبندیة اقامها الله و ادامها الیٰ یوم القیمة۔

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسۂ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تا قیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء بدر سماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری بالحرم المحترم عفا اللہ

لله در المجیب المحقق المصیب صدقت بما فیه بلا شك مریب۔ الاحقر محمد اسحٰق النهٹوری ثم الدهلوی۔

اللہ کے لیے ہے خوبی حق و صواب جوابات دینے والے کی، جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب تصدیق کرتا ہوں۔

احقر محمد اسحٰق نہٹوری ثم الدہلوی

تحریر منیف ذروۂ سنام الدین عروۂ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاءہ

اصاب من اجاب

محمد ریاض الدین عفی عنه مدرس مدرسه عالیه میرٹھ۔

مجیب نے درست بیان کیا

محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب عمت فیوضہم

رأیت الاجوبة کلها فوجدتها حقة صریحة لایحوم حول سرادقاتها شك و لا ریب۔ و هو معتقدی و معتقد مشائخی رحمهم الله تعالیٰ

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو الیسا حق صریح پایا کہ اس کے ارد گرد بھی شک و ریب نہیں گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعیف الراجی رحمۃ مولٰی المدعو بکفایت اللہ الشاہجہانفوری الحنفی المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہ العمیم

اصاب من اجاب

العبد ضیاء الحق عفی عنہ المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

مجیب نے درست بیان کیا

بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم

الجواب صحیح

العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدہلویۃ۔

جواب صحیح ہے

بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

تحریر منیف ذوالفضل الفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب کثر اللہ امثالہ مرزی قائل

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، و الصلوٰۃ و السلام علی خیر البریۃ سیدنا محمد و آلہ الی یوم نلقاہ و بعد فانی تشرفت بمطالعۃ المقالۃ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر قیامت تک۔ میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے

الشريفة التي نمقها الامام الهمام
الاجل الاكمل الاوحد سيدنا و
مولانا الحافظ الحاج المولوي خليل
احمد ادامه الله لاساس الشرك في
الاسلام قالعا و قامعا و لابنية
البدع في الدين هادما و قالعًا في
اجوبة الاسئلة هو الصدق والصواب
والحق عندي بلا ارتياب هذا هو
معتقدي و معتقد مشائخي نقربه
لساننا و نعتقده جناننا فلله در المجيب
الاديب البحر القمقام والحبر الفهام
ثم لله دره قد اصاب فيما اجاب
واجاد فيما افاد متعنا الله بطول
حياته و بقائه وجزاه الله عني و
عن سائر اهل الحق خير الجزاء عنا انه
في ابطال وساوس المفتري في افترائه
وانا العبد الضعيف محمد المدعو
بعاشق الهي الميرٹهي عفا الله عنه۔

مشرف ہوا جس کو پیشوا سردار معظم کامل یکتا
ہمارے سردار اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ
تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا
قطع اور قمع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی
بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا
رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور
صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں
یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ
ہے۔ ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اس کے
معتقد ہیں۔ پس اللہ کے لیے ہے خوبی مجیب
عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی۔ پھر اللہ کیلئے
ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور
عمدہ نفع پہنچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات و بقا کے
طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزائے
میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل
کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی
محنت کے صلہ میں۔ میں ہوں بندۂ ضعیف

محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی

تحریر لطیف ذوالمجد الفاخر والعلم الزاخر والفہم الباہر الرشد الزاہر جناب مولوی سراج احمد صاحب دام فیضہ

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ — بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے

قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ — جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے

وانا الراجی الی اللہ الاحد محمد — میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد

المدعو بسراج احمد المدرس فی — محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ

المدرسة سردھنہ — ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن معارف ظلم الاق مخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحق صاحب نصر اللہ منہ

ماکتبہ العلامۃ فہو حق صحیح بلا ارتیاب — جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب حق صحیح ہے،

العبد الضعیف محمد اسحٰق میرٹھی المدرس فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ میرٹھ — بندۂ ضعیف محمد اسحٰق میرٹھی، مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

تحریر لطیف طبیب الامراض الروحانیہ و معالج الاسقام الجسمانیہ جناب مولوی حکیم مصطفیٰ صاحب اللہ وجودہ نفعنا الوجودہ

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ — بیشک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔

العبد محمد مصطفیٰ البجنوری الطبیب الوارد فی میرٹھ۔ — بندہ محمد مصطفیٰ بجنوری طبیب وارد حال میرٹھ

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عین الفاضل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب ادام اللہ بقائہ نفعنا بطولہ

العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی — العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز

تحریر شریف منطقۃ بروج الفضائل مطرح انظار الساداد والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب اید اللہ الصمد برحمتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی تقدست ذاته الصمدیة عن ان یماثل احد فی صفاته المختصة و ان کان من الانبیاء و ترفعت قدرته عن نظرت العقول و الأراء والصلوٰة والسلام علی افضل من یتوسل به فی الدعاء من المرسلین و الصدیقین و الشهداء و الصلحاء واکمل من یدعی من الاحیاء بعد الوصال واللقاء وعلی آله واصحابه الذین هم اشداء علی الکفار و علی المومنین من الرحماء اما بعد فرأیت هذه الاجوبة فوجدتها قولا حقا مطابقا للواقع. وکلاما صادقا یقبله القانع والمانع. لاریب فیه هدی للمتقین الذین یومنون علی الحق و یعرضون عن اباطیل الضالین المضلین. کیف لا وقد نمقها من هو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں کوئی اس کا ہم مثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے کے دخل سے درود و سلام ان میں بہترین ذات پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ یعنی پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور کامل جن کے لیے وصال و انتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق اور کلام راست جس کو ہر قانع و مخالف قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا ہے انھوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

محدد جهات العلوم النقلية و
العقلية۔ ذروة سنام الصناعات
العلوية و السفلية۔ منطقة بروج
الكمال و مطرقة لتصريف المبتدعين
من الفرق الاثنى عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
فلك الولاية۔ بدر سماء الهداية۔
الذى اصبحت رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة۔ و امست
حياض الجهل و الغواية بصواعق
نقمته غائرة حامل لواء السنّة
السنية۔ قامع البدعة السيئة الشنيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين۔ محمود الزمان۔
اشرف من جميع الاقران۔ مقتدى
المسلمين۔ مجتبى العلمين حضرتنا
و مرشدنا و وسيلتنا و مطاعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوى خليل احمد
لازالت شموس فيوضاته بازغة
للمقتبسين من انواره۔ و دامت
اشعة بركاته ساطعة للسالكين على

کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی و سافل
کے رفیع المرتبہ شخص ہیں برج کمال کے منطقہ
اور روافض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بمنزلہ گرز
فلک ولایت کے آفتاب آسمان ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے
علم و ہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصہ کی بجلیوں سے جہل و گمراہی کے
حوض پایاب بن گئے۔ روشن سنت کے علمبردار
بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
ملت و دین کے رشید طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم۔ محمود زمانہ، جملہ
اہل عصر میں اشرف، مسلمانوں کے مقتداء
پسندیدہ عالم ہمارے حضرت و مرشد
اور وسیلہ و مطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں۔ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں۔ آمین
یا رب العلمین۔

خطواته وآثاره، آمین یارب العٰلمین

وانا عبدہ الحقیر محمد ان المدعو بیحیٰی	میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحییٰ سہسرامی
السہسرامی المدرس فی مدرسۃ مظاہر	مدرس مدرسہ مظاہر علوم
علوم سہارنفور	سہارنپور

تحریر منیف ناشر العلوم العربیۃ وماہر الفنون الادبیۃ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب زاد اللہ علمہ ورشدہ

الحمد للہ الذی لا حیاۃ الا فی رضاہ	جملہ تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ حیات اس کی
ولا نعیم الا فی قربہ ولا صلاح للقلب	رضا اور آسائش اس کے قرب میں مضمر ہے اور
ولا فلاح الا فی الاخلاص لہ وتوحید	قلب کی صلاح وبہبودی اس کے اخلاص اور یکتائے
حبہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا	محبت پر موقوف ہے۔ اور درود وسلام
ومولانا محمد عبدہ ورسولہ الذی	سیدنا مولانا محمد پر جو اس کے بندہ اور رسول
ارسلہ علیٰ حین فترۃ من الرسل فھدیٰ	ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر
بہ الی اقوم الطرق واوضح السُبل و	بس ان کے ذریعہ سے سب سے بہتر راستہ اور
علیٰ آلہ وصحبہ العظام الذین ھم قادۃ	واضح طریق دکھلایا۔ اور ان کی اولاد باعظمت اصحاب
الابرار وقدوۃ الکرام۔ وبعد فھذہ	پر جو سرداران نیکوکاران ومقتدایان بزرگان ہیں یہ
نمیقۃ انیقۃ۔ ووجیزۃ وثیقۃ الفھا	تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جس کو تالیف کیا عمدۃ
عمدۃ العلماء جھبذ الفضلاء الجامع	العلماء سردار فضلاء جامع شریعت وطریقت
بین الشریعۃ والطریقۃ۔ الواقف باسرار	واقف رموز معرفت وحقیقت نے کہ تعلیم دی
المعرفۃ والحقیقۃ الذی درس من	معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے
المعارف والعلوم ما اندرس واحیی	تھے اور جلا یا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے
مراسم الملۃ الحنیفۃ الرشیدیۃ البیضاء	مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے پہلاوا

بعد ما كادت ان تنطمس. كهف الكملاء خاتم الاولياء المحدث المتكلم الفقيه النبيه سيدى و مولاى الحافظ الحاج المولى خليل احمد لا زالت شموس افاضته بازغة و بدور افادته طالعة فلله دره ثم لله دره حيث نطق بالصواب فى كل ماب و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم و هو يهدى من يشاء الى صراط مستقيم و لا حول و لا قوة الا بالله العلى العظيم العبد الاواه محمد المدعو بكفاية الله جعل الله اخرته خيرا من اولاه الگنگوهى مسكنا مدرس مدرسة مظاهر العلوم الواقعة فى سهارنفور۔

کمال، مُہرِ اولیاء، محدث، متکلم فقیہ عاقل سیدی و مولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب چمکتے اور ان کے افادہ کے ماہتاب نکلتے رہیں۔ سو اللہ کے لیے ہے ان کی خوبی بس اللہ کے لیے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وُہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ سیدھے راستہ کی، اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ برتر باعظمت کے ہاتھ۔

بندہ اواہ محمد کفایت اللہ، اللہ اس کی آخرت دنیا سے بہتر بنائے گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

هٰذہ

خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

زادها الله تعالیٰ شرفا وفضلا

یہ مکۂ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق منیف و تحریر شریف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:-

صورة ما كتبه حضرة الشيخ الاجل والفاضل الاعجل امام العلماء ومقدام الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ محمد سعيد بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لا زال محفوفا بنعم الملك العلام

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء بمکۂ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاہنشاہ علام کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة	بعد (حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو) میں نے بڑے
للعلامة الفهامة المسطورة على الاسئلة	زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات
المذكورة فى هذه الرسالة فرأيتها فى	جو سوالات مذکورہ کے متعلق انھوں نے لکھے

غاية الصواب شكر الله تعالى المجيب اخی وعزیزی الاوحد الشیخ خلیل احمد ادام الله سعده واجلاله فی الدارین وکسر به رؤوس الضالین والحاسدین الی یوم الدین بجاه المرسلین۔

امین رقمه بقلمه المرتجی من ربه کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیة ورئیس العلماء بمکة المکرمة غفر الله له ولمحبیه وجمیع المسلمین

طبع الخاتم

ہیں۔ غور کے ساتھ دیکھیے۔ پس ان کو نہایت درجہ درست پایا، حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد کی تحریر پر شکر فرماوے اور ان کی صلاح وجلالت کو دارین میں قائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہوں اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین توڑتا رہے آمین! لکھا ہے اپنے قلم سے امیدوار کمال نیل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کا اور ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

مہر

صورة ما کتبه حضرة الامام الجلیل والفاضل النبیل منبع العلوم ومخزن الفهوم محی السنة الغراء ماحی البدعة الظلماء مولانا الشیخ احمد رشید الحنفی لازال منغمسا فی بحار لطفه الجلی والخفی۔

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت وفاضل باعظمت چشمۂ علوم وخزانۂ فہوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے، مولانا شیخ احمد رشید حنفی، حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله عالم الغیب والشهادة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو چھپے اور کھلے کا

الکبیر المتعال والصلوٰة والسلام
علیٰ سیدنا ونبینا وحبیبنا ومرشدنا
وهادینا ومولٰنا واولٰنا محمّد و
صحبه والاٰل۔ وبعد فقد تتبعت
هذه الاجوبة المنیفة الشرعیة و
المسائل اللطیفة المرعیة للعالم
المفضال انسان عین الافاضل عین
الانسان الکامل صفوة الاماثل بقیة
الاوائل قامع الشرك ماحی البدع
مبیل اهل الزیغ والضلال سیف
الله علیٰ رقاب المارده المبتدعة
الضلال المحدث الوحید والفقیه
الفرید سیدی ومولائی وملاذی حضرة
الحافظ الحاج الشیخ خلیل احمد لا
زال ولم یزل مؤیدا من مولانا ذی
الجلال فلله دره من فاضل ادیب و
عارف اریب ومتکلم لبیب حیث
تصدی لحمایة الشرع الشریف ووقایة
الدین الحنیف وصیانة المذهب
المنیف فاعلی منار الحق ورفع معالم
الهدیٰ وقوی بنیانه وتشید ارکانه و

جاننے والا بڑائی اور علو والا ہے اور درود وسلام
ہمارے سردار نبی اور محبوب و مرشد اور
ہادی و مولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
صحابہ و اولاد پر۔ میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب
فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب
کمال انسان کی آنکھ، ہمعصروں میں منتخب و بیات
کا نمونہ ہیں، شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے
مٹانے والے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
اور بد دین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
تلوار بنے ہوئے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہ یکتا
یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی
شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور
صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ
شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی
حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے کھڑا
ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا، ہدایت کے
نشان بلند کیے اس کی بنیاد مضبوط کی۔ اسکے ستون

وضح برهانه فما احسن بيانه وما
اطلق لسانه وما افصح تبيانه فلعمري
لقد كشف الغطاء وازال العماء و
الجم العداء والبسهم ثوب الهوان
والردى وانار للمسترشدين سبل
الهدى ميز الخبيث من الطيب و
بين الحق والصواب ووافق السنة
والكتب واظهر العجب العجاب ان
في ذلك لذكرى لاولي الالباب ازال
ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبسين
وفرق جمع المحرفين وشتت شمل
المفسدين وبدد حزب الملحدين و
فتت اكباد المبتدعين وكسر جنود
الضالين وهزم افواج المضلين واهلك
اعداء الدين وخذل المغيرين المبدلين
واخزى اخوان الشياطين وابطل
عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين
ظلموا والحمد لله رب العلمين-
وكيف لا الا ان حزب الله هم الغلبون
فلله دره ثم لله دره اجاب فاجاد
واصاب جزاه الله عن الاسلام و

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی۔ کتنا سلیس
بیان اور کتنی صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دور کر دیا
دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبان ہدایت
کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گندے کو
پاک سے جدا اور درست وصحیح کو ظاہر کر دیا،
اور حدیث و قرآن کی موافقت کی اور عجیب
مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہل عقل
کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہل شک کا شک
زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گڑبڑ کھول
دی۔ تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ
پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو
تباہ کر دیا۔ بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیے اور گمراہوں
کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ
کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر و تبدل
کرنے والوں کو خوار کیا۔ شیطان کے بھائیوں کو
ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے پس
ستمگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ اللہ رب العلمین کا شکر
ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
رہا ہے پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل الجزاء آمين بجاه
سيد المرسلين والحمد لله اولاً وآخراً
وباطناً وظاهراً وصلى الله على قرة
اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء
وآله وصحبه ومن تبعهم واهتدى
بهديهم وسلك سبلهم واتبع
طريقهم وسار على منهاجهم الى
يوم الدين آمين آمين آمين آمين
آمين لا ارضى بواحدة حتى اضيف
اليه الف آمينا.

قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى
ربه التواب الراجي رحمة الله الوهاب
عبده ورعا بنده احمد رشيد خان
نواب المكي عفى الله عنه وعن والديه
وتجاوز عن سيئاتهم بجاه النبي
الاواب شافع المذنبين يوم الحساب
حرره يوم الخميس التاسع عشر من
شهر ذي الحجة الحرام الذي هو من
شهور السنة ١٣٢٨ الثامنة والعشرين
بعد الثلثمائة والالف من هجرة من
له العز والشرف عليه افضل الصلوة واكمل السلام واتم التحية آمين!

کہ جو جواب دیا درست وصحیح دیا۔ اللہ ان کو اسلام
اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر
قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور
روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام انبیاء
کی مُہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر
جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں
اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں
اور ان کے راستے کو مسلک بناویں۔ آمین آمین
آمین آمین آمین۔ ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہونگا
یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے
تواب پروردگار کے محتاج اور بخشش الٰہی خدا کی
رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب
مکی نے اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطائیں
سے درگزر کرے اور معاف فرماوے بجاہ
شفیع گناہ گاراں بروز قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی

طبع الخاتم

صورة ما کتبه حضرة امام الاتقیاء السالکین ومقدام الفضلاء العارفین جنید زمانه واوانه شبلی دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفیوض للخواص والعوام جناب الشیخ محب الدین المهاجر المکی الحنفی لا زال بحر جوده زاخراً وبدر فیضه لامعاً

ترجمہ: لطور مسطورہ پیشوائے اتقیاء سالکین ومقتدائے فضلاء عارفین جُنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمۂ فیض برائے خواص وعوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی، ان کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن رہے۔

الاجوبة صحیحة — تمام جوابات صحیح ہیں۔

حرره خادم الولی الکامل حضرة الشیخ امداد اللہ علیه رحمة اللہ محب الدین مهاجر مکة معظمة۔

لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما کتبه رئیس الاتقیاء الصٰلحین وامام الاولیاء والعارفین مرکز دائرة الفنون العربیة وقطب سماء العلوم العقلیة جناب الشیخ محمد صدیق الافغانی المکیؒ۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکوکار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرۂ فنونِ عربیہ کے مرکز اور آسمانِ علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا یغفر ان یشرک به — سب تعریف اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا،

ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء کما
قال تعالیٰ ربکم اعلم بکم ان یشاء
یرحمکم او ان یشأ یعذبکم وما
ارسلنٰک علیھم وکیلا والذی قال و
من کفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ
والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالا بعیدا
والصلوٰۃ والسلام علیٰ من قال من
قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ قال
ابوذر یا رسول اللہ وان زنی وان
سرق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وان زنی وان سرق علیٰ رغم
انف ابی ذر للہ علم الغیب والشہادۃ
لانہ من تلقاء ذاتہ تعالیٰ فاللہ متکلم
من تلقاء نفسہ واما رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فھو مخبر لما اوحی الیہ
جلیا کان او خفیا کما قال اللہ تعالیٰ
وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی
یوحی الذی کتب مولانا الشیخ خلیل
احمد فی ھٰذہ الرسالۃ فھو حق صحیح
لاریب فیہ وماذا بعد الحق الا
الضلال وھو معتقدنا ومعتقد

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم
فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے
محمدؐ ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
فرمایا کہ جس نے کفر کیا، اللہ اور اس کے فرشتوں
اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام
اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ
کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ
زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابوذرؓ کو ناگوار ہو
تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب و حاضر کا
کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے
بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ
جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے
اور محمدؐ نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المہاجر۔

لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا۔ میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلا جد وجہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کردی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالف وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کردی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کرلی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے:۔

تقریظ مولنٰنا العلامۃ الامام الہمام الفقیہ الزاہد الفاضل الماجد حضرۃ مولنٰنا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادام اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق من شاء من عبادہ السادۃ الاتقیاء لاقامۃ منار الدین یقمع کل منابذ لشریعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ الہ وصحبہ وکل منتم الیہ۔ اما بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے

قد اطلعت بهذا التحریر وعلیٰ جمیع
ما وقع علیٰ هذه الاسئلة الستة و
العشرین من التقریر فوجدته هو الحق
المبین وکیف لا و هو تقریر عضد
الدین عصام الموحدین الا ان
محسود تفسیرہ کشاف لاٰیات التمکین
فضیلة الحاج خلیل احمد لا زال علیٰ
معراج الهدایة یصعد فلیسعد اٰمین
اللّٰھم اٰمین!
امر برقمه مفتی المالکیة حالا
بمکة المکرمة محمد عابد بن حُسین

سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو لکھا ہوا حق پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات تمکین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا چڑھتے اور صاحب نصیب رہیں۔ آمین آمین اللّٰھم آمین۔

حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ نے۔

طبع الخاتم

تقریظ الشیخ الاجل والحبر الاکمل حضرة مولانا محمد علی بن حُسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح انار اللہ برھانہٗ۔

الحمد للہ علیٰ اٰلائه و الصلوٰة
والسلام علیٰ سید انبیائه سیدنا محمد
وعلیٰ اٰله الکرام و اصحابه السادة القادة
الاعلام۔ اما بعد فیقول العبد الحقیر
المالکی محمد علی بن حسین احمد
الامام والمدرس بالمسجد المکّی انی

تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اس کی نعمتوں پر اور درود و سلام سردار انبیاء سیدنا محمد اور ان کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔

اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین احمد مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علماء محقق یگانہ مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

وجدت ما حرره العالم العلامة
المحقق الاوحد فضلة الحاج الحافظ
الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة
الستة والعشرين هو الحق الذى لا يأتيه
الباطل من بين يديه ولا من خلفه
عند جميع المحققين فجزاه الله تعالى
خير الجزاء ووفقنا واياه دائما لصالح
الاعمال الحميدة وحسن الثناء
آمين اللهم آمين !
كتبه الامام المدرس بالمسجد
المكى محمد على ابن حسين المالكى

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے، تمام
محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل
نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے
پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور
ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق
بخشے۔ آمین اللہم آمین !
لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و
امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

خلاصۂ تصادیقِ علماءِ مدینۂ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

سب سے اول امام فقہاء زمانہ و رئیس محدثین وقت، مرکزِ علوم عقلیہ، منبع معارف نقلیہ، قطبِ فلک تحقیق و تدقیق، شمس سماء الامانت والتصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانۂ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں:-

وقد کتب الفاضل العالم فی اول رسالته المسمّٰی تثقیف الکلام ما نصه:

بسم الله الرّحمٰن الرّحیم

الحمد لله الذی له الکمال المطلق فی ذاته وصفاته المنزه عن الحدوث وسماته الحکیم فی افعاله الصادق فی اقواله۔ عزّ ثناؤه تعالیٰ جده و وجب علینا شکره وحمده والصّلوٰة والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد الذی بعثه الله رحمة للعٰلمین و جعل وجوده نعمةً عامة للاولین و الاٰخرین وختم بنبوته ورسالته نبوة الانبیاء ورسالة المرسلین وعلیٰ اٰله واصحابه وکل من تمسک بهدیه

مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف زیبا ہے اللہ کو جس کے لیے اس کی ذات وصفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزہ ہے حدوث اور اس کی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود و سلام ہمارے سردار و مولا محمد ﷺ پر جن کو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لیے نعمت اور ختم کر دی ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت اور سلام ان کی اولاد

الیٰ یوم الدین اما بعد فقد قدم علینا
بالمدینة المنورة والرحاب النبوة
المطهرة جناب العلامة الفاضل و
المحقق الکامل احد العلماء
المشهورین بالهند الشیخ خلیل احمد
حین تشرف بزیارة خیر الانام سید
الانام والمرسلین العظام سیدنا ومولانا
محمد علیه افضل الصلوٰة والسلام
وقدم الینا رسالة مشتملة علی اجوبة
اسئلة واردة الیه من بعض العلماء
لکشف عن حقیقة مذهبه ومذهب
معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
منی ان انظر فی تلک الا[illegible]
الانصاف ومجانبة
الحق وترك الاعتساف فجمعت
فی هذه الورقات مما اراه الیه
نظری من التحقیقات مقتبسا لها
من مشکوٰة ائمة الدین المقتدی بهم
فی التمسك بحبل الله المتین لاجابة
لمطلوبه وتلبیة لمرغوبه وسمیته کمال
التثقیف والتقویم لعوج الافهام عما

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ
پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے
پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ
میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین سیدنا و
مولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی
زیارت سے مشرف ہونے کے وقت، اور ایک
رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
[illegible]ی علم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
[illegible] مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
[illegible]ن جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے
اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
تک میری نظر پہنچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جن
کو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے، اللہ کی مضبوط

يجب لكلام الله القديم وسبب
تسميتي له بهذا الاسم ان الكلام
على الاجوبة التي اجابها عن تلك
الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا
باحكام شتى من الفروع والاصول
اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق في
كلام الله تعالى النفسي واللفظي و
لهذه الاهمية قدمت الكلام على
هذا المبحث على الكلام على غيره
من تلك الاجوبة بالله المستعان و
منه التوفيق وعليه التكلان.

رسی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اس کا نام
کمال التنقیف والتقویم لعوج الافہام عما یجب
لکلام اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے
کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دیے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع واصول کے
مختلف احکامات سے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ
اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی ولفظی
میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور
اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو کو
دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی
جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ۔ اس کے بعد کلام
لفظی ونفسی کی تحقیق اور اس میں صدق وکذب
کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید واختلاف نقل فرمائے

وقال في وسط رسالته الشريفة
في اٰخر المبحث الاول ما نصّه
وبعد اطلاعك على هذا البيان الشافي
وادراكك له بالفهم السليم الكافي
فعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ
خليل احمد في جواب الثالث و
العشرين والرابع والعشرين الخامس
والعشرين كلام معروف في كثير من

اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں
پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔
اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان
پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو
سمجھ لیا تو معلوم کرے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ
خلیل احمد نے تئیس وچوبیس وپچیسویں سوال
کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجب ہے بہتیرے
معتبر اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں

الکتب المعتبرة المتداولة لعلماء الکلام
المتاخرین کالمواقف والمقاصد و
شروح التجرید والسایرة وغیرها و
محصل تلک الاجوبة التی ذکرها
الشیخ خلیل احمد موافقة علماء
الکلام المذکورین فی مقدوریة مخالفة
الوعد والوعید والخبر الصادق لله
تعالیٰ فی الکلام اللفظی المستلزمة
للامکان الذاتی فی ذلک عندهم مع
الجزم والقطع بعدم وقوعها وهذا
القدر لا یوجب کفرا ولا عنادًا و
لا بدعة فی الدین ولا فسادا کیف و
قد علمت موافقة کلام العلماء الذین
ذکرناهم علیه کما رایته فی کلام
المواقف وشرحه الذی نقلناه قریبا
فالشیخ خلیل احمد لم یخرج عن
دائرة کلامهم لکن اقول مع هذا
نصیحة له ولسائر علماء الهند انه
ینبغی لهم عدم الخوض فی هذه
المسائل الغامضة واحکامها
الدقیقة التی لا یفهمها الا الواحد

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسائرہ وغیرہ
کے شروحات میں۔ اور خلاصہ ان جوابات کا جن
کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماء
کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا
خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کرچکا ہے
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن کا ذکر
ہم اوپر کرچکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اس کی
شرح وغیرہ کی عبارتیں جن کو ہم نے ابھی نقل
کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد ان
حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء
کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بھی بجز

بعد الواحد من فحول العلماء المحققين
فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام المسلمين
لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة
الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزمة
لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب
اليه تعالى بالذات لا بالوقوع واشاعوا
ذلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم
الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام
الله تعالى فحينئذ يكون شان اولئك
العامة مترددا بين الامرين الاول
يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي
فهموه فيقعوا في الكفر والالحاد الثاني
ان لا يتلقوه بالقبول وينكروه غاية
الانكار ويشنعوا على قائله غاية التشنيع
وينسبوهم الى الكفر والالحاد وكلا
الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل
ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه
المسائل الا عند الاضطرار الشديد
مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقي
السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله
بمنه وارشاده لسلوك السبيل

ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی
نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً
اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کرکے مان لیں گے
پس کفر و الحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کریں گے اور
اس کے قائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر الحاد
کی طرف نسبت کریں گے اور یہ دونوں باتیں دین
میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے
کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھا دیں جو
صاحب دل ہو کر متوجہ کان لگا کر سنے اور ہم کو
اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور

التی فیہا التخلص من الوقوع فی هذہ
الخطر العظیم بالوجه الصحیح المستقیم
والحمد لله رب العلمین ۔

ہدایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے
خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم
صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے
تمام جہان کا ۔

وقال فی اختتام رسالته الشریفة ما نصّه ۔

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں
جس کی عبارت یہ ہے :

و اذا وصل بنا الکلام الی هذا
المقام فنقول قولا عاما شاملا لجمیع
هذه الرسالة المشتملة علی ستة و
عشرین جوابا التی قدمها الینا
العلامة الفاضل الشیخ خلیل احمد
للنظر فیها و تامل ما فیها من الاحکام
انا لم نجد فیها قولا یوجب الکفر و
الابتداع ولا ما ینتقد علیه انتقادا
ما الا هذه المواضع الثلاثة التی
ذکرناها ولیس فیها ما یوجب الکفر و
الابتداع ایضا کما علمت ذلك من
کلامنا فیها و من المعلوم انه لا یسلم
کل عالم الف کتابا من العثرات
فی بعض المواضع من کلامه فقد ما قیل
من الف فقد استهدف وقال الامام

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب
ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ
کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جس کو علامہ
فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے
اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے
سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس
میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے
بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر
کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی
باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور
یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب
تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش
کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل
مشہور ہے قدیم سے کہ جو مؤلف بنا وہ نشانہ
بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه ما منّا الا رادّ و مردود علیه الا صاحب هذا القبر الکریم یعنی قبره صلی اللہ علیه وسلم وحسبی اللہ وکفی والحمد رب العٰلمین۔ ثم جمعها وکتابتها فی الیوم الثانی من شهر ربیع الاوّل عام الف وثلاثمائة وتسع وعشرین من الهجرة النبویة علیٰ صاحبها افضل الصلوٰة وازکی التحیّة۔

فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رونہ کیا ہو یا جس پر رونہ ہُوا ہو، بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام عالم کا

ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو بہ تمامہا علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اوّل و آخر و وسط تین مقامات لکھ دیے گئے ہیں بمفصلۂ ذیل علماء کی مواہیر ثبت ہیں :-

المدرس مدرسة الشفا	المدرس فی الحرم النبوی البخاری الحنفی	خادم العلم بالحرم الشریف النبوی
۱۳۲۲ وسوحی عمر	۱۳۲۶ ملا محمد خان	راجی فیض الکریم ۱۳۰۵ خلیل بن ابراهیم
شیخ المالکیة بحرم خیر البریة	خادم العلم بالحرم الشریف النبوی	خادم العلم بالحرم الشریف النبوی
السید احمد الجزائری	عمر بن حمدان المحرسی	محمد العزیز الوزیر التونسی
خادم العلم بالمسجد النبوی	محمد بن زکی البرزنجی	محمد السوسی الخیاری

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الاصفياء العظام محي السنّة الغراء وعضد الملة البيضاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ احمد بن محمّد خير الشنقيطي المالكي المدني لا زالت بحار فيضه زاخرة آمين -

نقل تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شگاف ملت کے بازو سرداران باعظمت کے مقتداء اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحقه والصلوٰة و
السلام علی افضل خلقه اما بعد لما
اطلعت علی رسالة الاستاذ المحقق
والحبر المدقق الشیخ خلیل احمد
لا زال مشمولا بتوفیق الملك الصمد
وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت
ما فیها موافقا لمذهب اهل السنة
کله ولم یبق للتکلم مجالا الا فی
مسئلة القیام عند ذکر مولده الشریف
والاحوال التی تعرض لذلك والحق
کما اشار الیه الشیخ بل صرح ببعضه
ان المولد الشریف ان کان سالما مما
یعرض له من المنکرات فهو امر
مستحب محمود شرعا کما هو المعروف
عند اکابر العلماء جیلا بعد جیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و
سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں
نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق
علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا
بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل
حال رہے اور یکتا و یگانہ خدا کی عنایت ان پر
دائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت
کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش
نہ پائی بجز ذکر مولد شریف کے وقت مسئلہ قیام
اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور
حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ
کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف
اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل
مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے
اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مولود

وقرنا بعد قرن ان لم یسلم من
المنکرات کما ذکرہ الاستاذ انه
یقع فی الهند مثلا و اما فی غیر الهند
بالنادر وقوعه بل لا نسمع بشئ مما
ذکر انه یقع فی الهند واقع فی غیرہ
فیمنع من جهة ما عرض له والحاصل
ان العلة تدور مع المعلول وجودا و
عدما فحیث وجد المنکر لزم ترک
الوسیلة الیه وحیث عدم استحب
اظهار ما هو من شعائر المسلمین و
فی مسئلة السوال الثانی والعشرین
ان من اعتقد قدوم روحه الشریف
من عالم الارواح الی عالم الشهادة
الخ اما قدوم روحه علیه الصلوٰة و
السلام فی بعض الاحیان لبعض
الخواص امر غیر مستبعد ومعتقد
هذا العقد لا یعد مخطئا لکونه امرا
ممکنا فهو صلی الله علیه وسلم حیّ فی
قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن
الله تعالی کیف شاء لکن لا بمعنی کونه
صلی الله علیه وسلم مالکا للنفع والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا
ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے
علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ
وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے
دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سُنا تو
اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود
سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں
مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں
اس شئ کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع
کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں
اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا
مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص
معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح
مبارکہ کے عالم ارواح سے دُنیا میں تشریف لانے
کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی
خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی رُوح پرفتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد
نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ
رکھنے والا ہرگز غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن

فانه لا نافع ولا ضار الا الله تعالیٰ
قال تعالیٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ واما اعتقاد
تجدد الولادة فلا يتصور من ذى عقل
تام واما قول الاستاذ فهو مخطى متشبه
بفعل المجوس فكان ينبغى للاستاذ
عبارة هو اليق من هذه لكونه حاكما
لهم بالاسلام كان يقول فيه بعض
شبه مثلاً والله تعالیٰ اعلم وفى
مسئلة الكلام فى الفصل الخامس
والعشرين اقول المسئلة الخلاف
فيها مشهور وينبغى عدم الخوض مع
اهل البدع فى مثلها واما الاستاذ
فهو ناقل من كلام اهل السنة لا محالة
وحيث كان ناقلا من كلام اهل السنة
باى حال كان على هدى قال فى
الوسيلة وكل راى لاتباع السلف
ادى من المجمع والمختلف فيه فمن
يراه لا ضلالاً* فيما يراه لا ولا
اضلالا وكل ما اجمع اهل السنة
على خلافه فكالا سنة يهلك اما *

خداوندی کو ان میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں
مگر نہ باین معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور
نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر
پہونچانے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد
خداوندی ہے کہ کہہ دیجئے محمدؐ! میں مالک نہیں
اپنے نفس کے لیے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا، مگر
جو کچھ اللہ چاہے۔ اب رہا پیدائش کے از سر نو
ہونے کا عقیدہ، سو کسی پورے عقل والے سے
اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ ہاں استاذ کا یہ فرمانا
کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطاوار اور مجوس کے فعل
سے مشابہت کرنے والا ہے۔ سو استاذ کو زیبا تھا
کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو ان پر
اسلام کا حکم قائم رکھتی، مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں
کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم۔ اور پچیسویں سوال میں
کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں
اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں
بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جاوے اور
استاذ یقیناً اہل سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور
جب کلام اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت
پر ہوئے اسی رسالہ میں مسطور ہے ہر وہ رائے جو
سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں یا اختلافیہ

يصل الانسان۔ فيه وان زينه الشيطان فحيث كان دائرا بين الاشاعرة والماتريدية فهو على ملة الحق قال في الواضح المبين واعلم بان الملة المرضية هي التي عليها الاشعرية والماتريدية اذ هي التي اتى بها احمد هادي الامة ومن يحد عنها يكن مبتدعا فنعم من كان لها متبعا۔

كتبه خادم العلم بالحرم النبوي
احمد بن محمد خير الشنقيطي
عفى الله عنه۔

احمد
ابن محمد
۱۳۲۸
الشنقيطي

ہیں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں، نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال، البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع ہو نیزوں کی طرح مہلک ہے اگر انسان اس میں خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنا دے۔ پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں مذکور ہے کہ جان لے اے مخاطب پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی ہے جس کو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقۂ مذکور کا متبع ہو

لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم،
احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

مہر

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بمصر و الجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العٰلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العٰلمين حضرة الشيخ سليم البشرٰى شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه آمين!

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء متقنین کے سردار، اہلِ دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کے حکمتوں کے مخزن؛ حضرت شیخ سلیم البشرٰی جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طویل فرماکر، آمین!

الحمد لله وحده - والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده - اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة

سب تعریف اللہ یگانہ کے لیے اور درود و سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں اس عظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعت کے البتہ جناب رسول اللہ

غیر ان انکار الوقوف عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم والتشنیع علی فاعل ذلك بتشبیه بالمجوس او بالروافض لیس علی ما ینبغی لان کثیرا من الائمة استحسن الوقوف المذکور بقصد الاجلال والتعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلك امر لا محذور فیه ۔ واللہ اعلم

شیخ الجامع الازهر

سلیم البشری

کتبه محمد ابراهیم القایانی بالازهر

کتبه سلیمان العبد بالازهر

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ۔

سلیم البشری شیخ الجامع ازہر (مہر)

لکھا اس کو محمد ابراہیم قایانی نے ازہر میں (مہر)

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر)

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بدمشق الشام

خلاصۂ تصادیقِ علمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء والمحدثين ملاذ الادباء والمفسرين جامع الفضائل كابرا عن كابر حضرة مولانا السيد محمد ابو الخير الشهير با بن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغنى بن عمر عابدين الحسينى النقشبندى الدمشقى متع الله المسلمين بطول بقائه آمين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمة الله تعالىٰ -

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل نحریر علامہ کامل علماء شام کے آفتاب بدر فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایہ فخر ادباء ومفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آباء واجداد سے، حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی۔ اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنف تھے فتاویٰ شامی کے، رحمۃ اللہ علیہ!

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو، اور سلام اس کے برگزیدہ

اصطفیٰ اما بعد فقد اطلعنی المولی
الفاضل المکرم المحترم علی هذه
الرسالة فوجدتها مشتملة علی التحقیق
الذی هو بالقبول حقیق ولقد اتی
مؤلفها حفظه الله بالعجب العجاب
ما هو معتقد اهل السنة والجماعة
بلا ارتیاب مما یدل علی فضله وسعة
اطلاعه فلا زال کنانا للمشکلات
حلالا للمعضلات جزاه الله الجزاء
الاوفی فی هذه الدنیا وفی الاخری
حرره علی عجل الفقیر الیه تعالیٰ خادم
العلماء ابو الخیر محمد بن العلامة احمد
بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی
نسبا الدمشقی بلدا عفا الله عنه بمنه
وکرمه۔

ابو الخیر محمد عابدین

بندوں پر۔ مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
مجھے دکھایا۔ پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس
تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
عجیب تحریر لکھی جو بلاشک اہل السنۃ و
الجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر
رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
اور دشواریوں کے حل کرنے والے۔ اللہ ان
کو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں
اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
خادم العلماء ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی
ابن عمر عابدین نے جو بروئے نسب حسینی ہیں
اور وطن دمشق۔ اللہ اپنے لطف و کرم سے
ان کو بخشے۔

مہر

صورة ما کتبه الفاضل الجلیل الامام النبیل رئیس الفضلاء
وسند الکملاء محقق عصره ومدقق دهره وحید الزمان صفی الدوران
جناب الشیخ مصطفی بن احمد الشطی الحنبلی لا زال مغمورا فی
رضوان الملک العلام آمین

نقل تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلا سند کملا امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدۂ دوران جناب شیخ مصطفےٰ بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الاول بلا بدایۃ والآخر بلا نہایۃ فسبحانہ من الہ تفضل علیٰ ہٰذہ الامۃ المحمدیۃ بفضائل لا تحصیٰ وخصہم بخصائص لا تستقصیٰ سیما وقد جعل منہم علماء ونبلاء وفضلاء وانار قلوبہم بنور معرفتہ وجعل منہم اولیاء وورثۃ لخاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام ولسائر الانبیاء وان ممن یرجیٰ انہ یکون منہم الشیخ حضرۃ العالم الفاضل والنبیہ الاریب الکامل مؤلف ہٰذہ الرسالۃ المشتملۃ علےٰ مسائل شرعیۃ وابحاث شریفۃ علمیۃ نشر للرد علےٰ فرقۃ الوہابیۃ فی بعض مسائل علےٰ مذہب السادۃ الحنبلیۃ والرد انشاء اللہ فی محلہ فجزا اللہ تعالیٰ ہذا المؤلف عن سعیہ خیرا وقابلہ باحسانہ و

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص فرمایا لا انتہا خصوصیتوں سے خصوصاً اس نعمت سے ان میں علماء کملا اور فضلا اور ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے کہ انھیں خاصانِ خدا میں سے عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لیے علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے موقع پر ہے۔ پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو

وفقنا وایاہ لما یحب ربنا تعالیٰ و یرضے کما انی اومل منہ الدعاء لی ولاولادی و مشائخی وللمسلمین فی ظہر الغیب وجمعنا وایاہ علے التقویٰ بجاہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین آمین یارب العٰلمین۔

کتبہ الفقیر مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی بدمشق الشام۔

ان کی سعی کی اور ان پر احسان فرمائے اور ہم کو اور ان کو ایسے اعمال کی توفیق بخشے جو ہمارے رب کو محبوب و پسندیدہ ہوں اور میں امید وار ہوں مصنف سے غائبانہ دعا کا اپنے لیے اور اپنی اولاد اور مشائخ اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ اللہ ہم کو اور ان کو جمع فرمائے تقویٰ پر بجاہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العٰلمین۔

لکھا اس کو فقیر مصطفےٰ احمد شطی حنبلی نے دمشق الشام میں

صورۃ ماکتبہ صاحب المناقب العلیہ والمفاخر البہیۃ ذی الرای الصائب والفہم الثاقب جامع التحقیق والتدقیق معلم الحق والتصدیق حضرۃ الشیخ محمود رشید العطار لازال فی نعم الملک الغفار التلمیذ الرشید للشیخ بدر الدین المحدث الشامی دامت برکاتہ آمین!

نقل تقریظ جس کو لکھا بلند منقبتوں اور چمکتے مفاخر والے درست رائے روشن فہم والے جامع تحقیق و تدقیق حق اور تصدیق کی تعلیم دینے والے حضرت شیخ محمود رشید عطار نے سدا بخشش والے شاہنشاہ کی نعمتوں میں رہیں جو شاگرد رشید ہیں شیخ بدر الدین محدث شامی دامت برکاتہم کے۔

الحمد للہ الذی اقام لنصرۃ دینہ من اختارہ ووفقہ وجعل کلامہم

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے کھڑا کیا اپنے دین کی مدد کے لیے جس کو منتخب فرمایا

سهما صائبة فی افئدة من زاغ	اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنادیا تیر
عن الحق و فرقه و الصلوٰة والسلام	پہنچنے والے ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے
علےٰ من هو الوسیلة العظمیٰ لنیل کل	اور علیحدہ ہوے اور درود وسلام اس ذات پر
فضیلة و الغایة القصویٰ لوصول	جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
المراتب الجلیلة وعلےٰ اٰله واصحابه	کو اور منتہائے مراد ہے مراتب جلیلہ تک
واتباعه واحزابه لاسیما من ذب	پہونچنے کو اور ان کی اولاد و اصحاب اور
عن الدین المحمدی کل جهول وهابی	تابعین وجماعت پر خصوصًا ان پر جنھوں نے
معتدی اما بعد فانی وقفت علیٰ هذا	دین محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع
المؤلف الجلیل فوجدته سفرا حافلا	کیا - اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
لکل دقیق وجلیل من الرد علی	جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر باریک و
الفرقة المبتدعة الوهابیة اکثر الله	باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی
تعالیٰ من امثال مؤلفه ولعانه بعنایة	وہابیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو
الربانیة کیف لا و الکلام من هذا	حق تعالیٰ زیادہ کرے اور ان کی مدد فرمائے
الموضع من اهم ما یعتنی به فی الوصول	عنایتِ ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
والفروع فجزا الله مولفه العالم	گفتگو کرنا اصول و فروع کے قابلِ توجہ مسائل
الفاضل و الانسان الکامل افضل	میں اہم و ضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
ما جوزی عامل علی عمله وسقاه	کے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں
الله من الرحیق علله ونهله و نرجو	بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی
منه الدعاء بحسن الخاتمة و التوفیق	ہے اور ان کو شراب جنت سے سیراب کرے
لما فیه النجاة فی الاٰخرة - کتبه الفقیر	بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعاء حسن خاتمہ کی
الی الله تعالیٰ — محمود بن رشید العطار	اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو

لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے

صورة ما كتبه النحرير العلام رئيس الفضلاء الاعلام حضرة الشيخ محمد البوشي الحموي تغمده الله بكرمه البهي۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الْقَائِلِ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الصلوٰة و السلام على اشرف خلقه و خاصته من انبيائه القائل لا تزال طائفة من امتي ظاهرين حتى يأتيهم امر الله وهم ظاهرون وعلىٰ اٰله و اصحابه القائمين بنصرة الدين فى الحرب والسلم وسلم تسليما كثيرا الىٰ يوم الدين رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اما بعد فاقول قد اطلعت علىٰ هذه الاسئلة و اجوبتها للعلامة الفاضل والجهبذ الكامل فريد عصره ووحيده الهمام القمقام شيخي واستاذي وعمدتي وملاذي مولانا المولوي الشهير بخليل احمد فوجدتها لما عليه السواد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العٰلمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبر پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن کو تحریر فرمایا ہے، زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاذ اور معتمد اور

الاعظم من اهل السنة والجماعة ولما عليه مشائخنا الاعلام والسادة الفخام سقى الله روحهم صوب الرحمة والغفران فجزى الله ذلك الفاضل عن السنة خير الجزاء. والسلام قاله بفمه ونطقه بلسانه ورقمه ببنانه الفقير الحقير ذي العجز والتقصير محمد البوشي الحموي الازهري المدرس والامام في الجامع الشهير بجامع المدفن بحماة الشام

پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر عظمت گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس کے مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے اس فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزاء۔ والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی سند یافتہ جامع ازہر مدرس و امام جامع مدفن واقع شہر حما ملک شام نے

صورة ما كتبه الامام الاجل والهمام الاكمل حضرة الشيخ محمد سعيد الحموي غطاه الله بلطفه الخفي والجلي۔

الحمد لله الواحد فلا يجحد الاحد الذي في سرمديته توحد الفرد الذي في ربوبيته تفرد والصلوة والسلام على سيدنا محمد المحمد وعلى آله واصحابه الذين جاهدوا مع من تمرد اما بعد فاني [illegible] نظري في الرسالة المنسوبة [illegible] الفاضل والامام الكامل مولانا

سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو سکتا، یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود و سلام سیدنا محمد محمد پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے شرارت کی۔ اما بعد میں نے جب نظر ڈالی اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خليل احمد وجدتها مطابقة لاعتقادنا واعتقاد مشائخنا فالله يجزيه الجزاء الاوفى ويحشرنا واياه تحت لواء المصطفىٰ آمين۔

محمد سعید

تو اس کو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ جزا دے ان کو پوری جزا اور ہم کو اور ان کو جمع فرمائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال حضرة الشيخ علي بن محمد الدلال الحموي لا زال معمورا بالافضال

الحمد لله الذي وقانا من الاهواء والبلاء والضلالات۔ ووفقنا لاتباع سيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم صاحب المعجزات الباهرات وثبتنا على ما كان عليه هو واصحابه الكرام (اما بعد) فاني لم اعثر في هذه الرسالة المنسوبة للعلامة الفاضل مولانا خليل احمد الاعلى ما يوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا رحمهم الله تعالى من معتقدات اهل السنة والجماعة فجزاه الله تعالى خير الجزاء وحشرنا واياه معهم في زمرة سيد الانبياء۔ والحمد لله رب العلمين

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں میں ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان کو اہل السنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء کے زمرہ میں محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین

خادم العلماء علی بن محمد الدلال — خادم العلماء علی بن محمد دلال۔

الحموی عفی عنہ۔

صورة ما كتبه الاديب الكامل والحبر الفاضل الامام الربانى حضرة الشيخ محمد اديب الحورانى متع الله بعلمه القاصى والدانى۔

الحمد لله على ما انعم وعلمنا مالم نكن نعلم والصلوٰة والسّلام على افصح من نطق بالضاد وانعم بباهر حجته كل من عاند وحاد عن طريقة الرشاد سيدنا محمد الذى جاء بالحق المبين ومحا ببراهينه القاطعة شبه الضالين المضلين وعلى اله واصحابه المتمسكين بسنة المتادبين باداب شريعته (وبعد) فقد اطلعت على هذه الاجوبة الظاهرة والعقود الفاخرة فوجدتها موافقة لما عليه اهل السنة والدين مخالفة لمعتقد المبتدعين المارقين جزى الله مؤلفه كل خير واكثر من امثاله۔ وايده فى اقواله وافعاله امين

الله کے لیے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم جانتے نہ تھے اور درود و سلام اس ذات پر ضاد بولنے میں سب سے زیادہ فصیح ہیں اور معاند و منحرف کو اور اس کو جو ان کی راہ رشد سے پھرا باظہار دلیل سب سے زیادہ حیپ کرانے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو کھلا ہوا حق لے کر آئے اور اپنے دلائل قاطعہ سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹانے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جنھوں نے آپ کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل ہیں ان کھلے جوابوں اور فخر کے لائق باروں پر مطلع ہوا تو ان کو موافق پایا اس طریقے کے جس پر سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بد دین بدعتیوں کے عقیدہ کے۔ اللہ بھلا دے اس کے مؤلف کو ہر قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علما اور ان کی تائید فرمائے ان کے اقوال و افعال میں آمین

الراجى نيل الربانى محمد اديب

الحورانی المدرس فی جامع السلطانۃ بحماۃ — امید وار عطار ربانی محمد ادیب حورانی مدرس جامع مسجد سلطانہ حما. ملک شام

طبع الخاتم — مہر

صورۃ ما کتبہ صاحب الفضل الباہر والعلم الزاہر حضرۃ الشیخ عبد القادر لا زال ممدوحا من الاصاغر والاکابر.

قد اطلعنا علی رسالۃ الفاضل الشیخ	ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد
خلیل احمد المشتملۃ علی الاسئلۃ و	کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات و
الاجوبۃ بخصوص العقائد وشد الرحال	جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سید
لزیارۃ سید المرسلین فوجدناہا موافقۃ	خلائق کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو
لعقائدنا اہل السنۃ والجماعۃ خالیۃ	پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے
عن الخلل ما علیہا رد من جہۃ بذلک	بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا
فنشکر فضل الاستاد المذکور کتبہ	رد نہیں ہو سکتا۔ پس ہم استاد مذکور کی فضیلت
الفقیر الیہ تعالیٰ عبد القادر لبابیدی	کے شکر گزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر لبابیدی

صورۃ ما کتبہ العلامۃ الوحید الدر الفرید حضرۃ الشیخ محمد سعید من اللہ علیہ باحسانہ المدید وکرمہ المجید.

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ و	سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور
نشہد بہ ونستغفرہ واشہد ان	اس سے مدد چاہتے اور اس کا [illegible] سے اقرار
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک	کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی
لہ واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ	دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے تنہا لا شریک

و رسوله ارسله الله رحمة للعٰلمين بشيرا و نذيرا و سراجا منيرا صلى الله عليه وعلى اٰله و اصحابه نجوم الاهتداء و ائمة الاقتداء وسلم تسليما كثيرا۔ اما بعد فقد اطلعت على هذه الاجوبة الجليلة التى كتبها العالم الفاضل الشيخ خليل احمد فرأيتها مطابقة لما عليه السواد الاعظم من علماء المسلمين و ائمة الدين من الاعتقاد الحق و القول الصدق وهى جديرة بان تنشر بين المسلمين وتعلم لسائر المومنين فجزى الله مولفها الخير و وقاه الاذى و الضير وها انا قد اجريت قلمى بالتصديق عليها و لا حول ولا قوة الا بالله العظيم

۱۰ ربيع الثانى ۱۳۲۹ سنة

كتبه الفقير اليه تعالىٰ محمد سعيد

طبع الخاتم

اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا جہان بھر کے لیے رحمت بنا کر مژدہ سنانے والا ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے تارے اور اقتداء کے امام ہیں اور سلام ہو بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن کو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس میں نے ان کو پایا مطابق اس اعتقاد برحق اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین و پیشوایان دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق ہیں کہ ان کو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں اور سکھا دیا جائے سارے مومنین کو پس اللہ اس کے مولف کو جزائے خیر دے اور محفوظ رکھے تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ

مہر

صورة ما کتبه الفصیح الثناء والناظم المدرار حضرة الشیخ محمد سعید لطفی حنفی غفره الله بفضله العلی۔

احمد الله علیٰ الآئه و اصلی
واسلم علیٰ خاتم انبیائه وعلیٰ آله
و اصحابه الذین فازوا بنصرته و
ولائه اما بعد فقد اطلعت علیٰ هذه
الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة
للحق خالیة من کل شبهة باطلة
کیف لا وطرز بردها شمس سماء
البلاد الهندیة و دُرتاج علماء تلک
البقعة البهیة فقد احرز قصبات
السبقة فی مضمار العلم والقیت الیه
مقالید الذکاء والفهم عید اعیان
هذا الزمان وانسان عین الانسان
مقتدی اهل الفضل والصلاح و
وسیلة النجاة والنجاح حضرة
الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد
دام بعنایة الملک الصمد ولا زالت
اشعة شموسه مشرقة مضیئة و
انوار بدوره فی افق السماء العلم
بازغة منیرة آمین یارب العلمین

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر
اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی
اولاد واصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت
سے مالامال ہوئے۔ امابعد میں مطلع ہوا ان
فضیلت والے جوابوں پر۔ پس ان کو پایا حق
کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی۔ کیوں نہ
ہو جب کہ اس کے مولف آسمانِ ہند کے
آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج
کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقتُ
فضل کو لیا اور ذکاء وفہم کی کنجیاں ان کے
قبضہ میں آئیں۔ بزرگانِ زمانہ کی وعید اور ہر
انسان کی آنکھ کی پتلی اہلِ فضل وجلالت کے
پیشوا، اور نجات وکامیابی کے وسیلہ حضرت
حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں
بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم
رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن
اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار
آسمانِ علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں۔
آمین یارب العالمین!

سرحت طرفی فی میادین السؤال مع الجواب
الفیت ما فیہا حقیقا کلہ عین الصواب
لا عزو اذا بداہ ذو القدر العلی اللیث المہاب
من صیتہ قد طار بین السہول والہضاب
وبحفظ احکام الشریعۃ جاء بالعجب العجاب
وھو الحسام الفصل فی اعناق اہل الارتیاب
وھو الامام اللوذعی وقولہ فصل الخطاب
دم بالرعایۃ یا خلیل وانت محمود الجناب

ترجمہ: سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل صواب اور حق پایا۔ ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت شیر نے ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی نرم و سخت غرض تمام زمین میں اڑ گیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کن تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقیر اسیر التقصیر — میں ہوں بندہ فقیر:
الراجی لطف ربہ الجلی والخفی — محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ
محمد سعید لطفی الحنفی عفا اللہ عنہ

طبع الخاتم

صورۃ ما کتبہ الشیخ الاوحد ذو الفضل المجید
حضرۃ فارس بن محمد امدہ اللہ بمنہ المخلد

الحمد للہ حمد من اعترف بجنابہ — تمام حمد اللہ کے لیے ہے اس کی حمد جس

الاقدس بجميع الكمالات وعرف
انه تعالیٰ وتنزه عن جميع ما يقوله
المبتدعة واهل الضلالات و
اعتقد بان حجتهم داحضة و
ترهاتهم متناقضة والصلوة و
السلام على سلطان دوائر الحضرات
الربانية وسيد سادات المرسلين
اولى المشاهد القدسية سيدنا و
مولانا محمد الذى هو محمد دولة
الموجودات واحمد كتائب الكائنات
وعلى آله اقمار سموات المفاخر و
اصحابه نجوم المحافل والمحاضر
الى يوم الدين اما بعد فيقول العبد
الذى اذا غاب لا يذكر واذا حضر
لا يوقر خويدم السنة السنية والفقراء
الاحمدية فارس بن احمد الشفقة
الحموى مولدا ووطنا والشافعي مذهبا
والرفاعي طريقة والمدرس في جامع
البحصة الكائن بمدينة حماة المحمية
احدى البلاد الشامية قد طالعت
الرسالة المباركة المشتملة على ستة

کی بارگاہ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
ضلال اور معتقد ہو اس بات کا ۔ ان کی دلیل
ضعف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
اور درود وسلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبراں
کے سردار سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان
کے مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں
اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
تارے ہیں روز قیامت تک اما بعد کہتا ہے
بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور محمدی
فقراء کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شفقہ جس کی
جائے ولادت و وطن حماہ ہے اور مذہب شافعی
اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حماہ کی
جامع مسجد بحصہ میں مدرس ہے۔ میں اس
مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس سوالوں پر
مشتمل ہے۔ جو عالم کامل زیرک فاضل محقق

وعشرين جوابا التي اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوي خليل احمد وعند ما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت ما تيك المعاني الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالى خيرا وحشرنا واياه تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشقفة الحموي۔

مدقق بیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا۔ پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیر لواء محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین۔

کہا اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد حضرة الشيخ مصطفى الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد الذي عدمت له النظائر والاشباه العمد الذي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اس کی

اقرت بربوبيته الضمائر و الافواه	کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے
الجليل الذى سجدت لهيبته	ہیں با عظمت ہے کہ اس کی ہیبت سے ٹھوڑی
الاذقان و الجباه القادر الذى	اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں با قدرت ہے کہ
جرت خاضعة لقدرته الرياح و	اس کی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں
الامواه المقتدر الذى اطاع امره	زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا
الفلك الاعلىٰ وما علاه الاحد الذى	بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو
نطقت حكمته بوحدانيته فيما	کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی
ابتدعه وسواه و اشهد ان لا اله	وحدانیت بتا رہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں
الا الله وحده لا شريك له شهادة	کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس
يزعم بها الجاحد المنافق ويعظم	کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار
بها الرب القدوس الخالق و اشهد	پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی
ان سيدنا ونبينا و مولانا وحبيبنا	دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب
وقرة عيوننا ابا القاسم محمدا	اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم محمد اس کے
عبده و رسوله المبعوث باعدل	بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا طریقہ
الطريق وحبيبه و امينه المكاشف	دے کر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ مخفی حقیقتیں
بغيوب الحقائق صلى الله عليه و	ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد
علىٰ اله وصحبه وسلم مالاح و	و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک
ميض بارق وبعد فقد وقفت فى	ان کی چمک ظاہر رہے۔ امابعد دریں ولا میں
هذه الاوانة علىٰ رسالة تتضمن	اس رسالہ سے آگاہ ہوا۔ جو ان چھبیس سوالات
ستة وعشرين سوالا نمق اجوبتها	کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد	خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں۔ اللہم

وفقنی الله وایاه والمسلمین لما به
فی الدارین نسعد وفی الملاء به
نحمد۔ فوجدته قد نهج فی اجوبته
المذکورة المنهج الصحیح ووافق
بها الحق الصریح ورد بمنطوقها المین
وجلا بمفهومها الغین عن العین
والحمد لله الهادی الی سبیل
الصواب والیه المرجع والماب و
صلی الله علی سیدنا ومولانا محمد
عالی القدر العظیم الجاه وعلی اٰله
وصحبه ومن والاه۔

کتبه العبد الضعیف الملتجی الی
مولاه خادم السنة السنیة فی مدینة
حماة الراجی من ربه فی الدنیا
التوفیق للقیام علی قدم السداد وفی
الاٰخرة کهیئة السوال والمراد به
الفقیر الیه سبحانه المصطفی الحداد
عفی عنه۔

کو اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال
کی توفیق بخشے جن کی بدولت ہم دارین میں
صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا میں ہماری
تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح
ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور
صریح حق کی موافقت کی اور اس کی عبارت
سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی
ظلمت رفع کی، اور سب تعریف اللہ کو جو
درست طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف
لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ
سیدنا و مولانا محمد پر جو عالی قدر اور عظیم الجاہ
ہیں اور ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے
دوستوں پر۔

لکھا بندۂ ضعیف:
مصطفیٰ حداد حمری نے

طبع الخاتم

۲۷ رجب المرجب — کتبہٗ خاکپائے بزرگان دیوبند: نفیس الحسینی غفرلہ — سنہ ۱۳۸۲ھ

عقائد أهل السنّة والجماعة

— یعنی —

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقاتِ جدیدہ

— ترتیب —

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودہا

قطرات العطر شرح اردو شرح نخبۃ الفکر

کتاب اللہ کے بعد شریعت کا سب سے بڑا مآخذ احادیث خاتم الانبیاء ﷺ ہیں احادیث پر گفتگو تب ہوسکتی ہے جب اصول حدیث میں مہارت حاصل ہو، حافظ ابن حجر کی کتاب شرح نخبۃ الفکر ایک اہم کاوش ہے جسے ہر دور میں قبولیت رہی ہے اسی اہمیت کی وجہ سے یہ کتاب وفاق المدارس کے نصاب میں بھی داخل ہے اسی کتاب کا جہاں فوائد ہیں وہاں اگر احناف کے اصول حدیث سے ناواقفیت کی وجہ سے محامل اختلاف کو نظر انداز کیا جائے تو شدید نقصان کا خطرہ ہے اسی وجہ سے ہر دور میں مسلک احناف و دیگر مسالک کے جلیل القدر شخصیات نے اس کی شرح پر جرح ونقد کا فریضہ ادا کیا ہے قطرات العطر بھی اسی سلسلہ کی ایک بہترین کاوش ہے

مسئلہ وحدت الوجود

ہر دور میں اہل الحاد نے انبیاءؑ، صدیقین، شہداءؒ اور صالحین کی مخالفت کر کے اپنا ٹھکانا جہنم بنایا ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنے ہیں آج اہل الحاد بھی حضرات صوفیاء کرام کی عبارات کو لیکر ان کی جماعت سے دست وگریباں ہیں جن مسائل کو الجھا کر اصحاب تصوف پر طعن وتشنیع کا بازار گرم ہے ان میں سے اہم مسئلہ وحدت الوجود کا بھی ہے بہترین آسان انداز میں اس کو توضیح وتشریح کی گئی ہے تعصب سے پاک ہوکر مطالعہ کرنے والوں کیلئے شفاء قلوب کا باعث ہوگا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ و علی الہ وصحبہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم ترٰھم رکعاً سجداً یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ ماتعاقب الیزان وتضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصلوٰۃ!

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب " المھند " وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کر کے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائدِ اکابر سے عوام تو کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے نزدیک " دیوبندیت " صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدنظر ہے۔ اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاء ضرورتِ وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضاء زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنتہ والجماعتہ" معروف بہ "عقائد علماء دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہندوپاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دارالعلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق ومثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم وشام، عرب وعراق، کابل وقندھار، بخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور امانت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماء دیوبند" کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کربستہ اور آمادہ ہو گئے او انہی نے لوگوں کو علماءِ دیوبند سے متنفر کرنے اور اُن کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کارروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفا) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس ۲۶ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور قدس سرہٗ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابلِ ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کراکر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھدیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہلِ بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا گیا ہو (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور اُن پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلافِ حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہلِ بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اُس وقت

کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علمائے دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہند" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوّف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماءِ دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہند" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماءِ دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہو گا کہ علماءِ دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہلِ سُنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہلِ سُنت کے خلاف

علماء دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماء دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وهو الموفق والمعين!

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط۔!

سید عبدالشکور ترمذی گمتھلی عفی عنہ

مہتمم

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا

۷، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عقائد علماءِ دیوبند

عقیدہ : ۱

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدّ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند صہ ۱۰)

عقیدہ : ۲

اور سفر مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ :

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اُسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں"

(المہند صہ ۱۱)

عقیدہ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند صہ ۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہیؒ)

عقیدہ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاءَ اولیاء شہداءَ صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر، کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔
(المہند صہ ۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۱۲)

عقیدہ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!
(فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۱۲، فتح القدیر ج ۱ صہ ۳۳۸ اور طحطاوی علی المراقی صہ ۴۰۰)

نیز حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے" کہے

یَا رَسُولَ اللہِ! اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ	اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت
وَ اَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللہِ فِی اَنْ	کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالےٰ

اموت مسلمًا علی ملتك وسنتك :۔ (زبدۃ المناسک صہ ۹) کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں!"

عقیدہ : ۶

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفسِ نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی علی المراقی صہ ۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں :۔

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اُن کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیئے۔ مسجد نبوئی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :۔

"سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں۔"

(نشر الطیب صہ ۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکما	البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
واماما مقسطا ولیسلکن فجا	نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل
حاجا او معتمرا ولیاتین	ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے)
قبری حتی یسلم علی	کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے
ولا ردن علیہ !	اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں
(الجامع الصغیر)	تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں
و قال صحیح !	اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

فائدہ : یہ روایت مسند احمد ج ۲ - ص ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سُنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماعِ سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سُننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماعِ سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کہ حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ الخ میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفسِ نفیس سُننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاویؒ القول البدیع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ ص ۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ :-

" یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے!"

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابناء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :۔

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آب حیات" ہے۔ (المہند صہ ۱۴)

"عبارت بالا میں " نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے" کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے اِن اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہدیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ! — حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابو یعلیٰؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں :۔

رجال ابی یعلی ثقات ! — ابو یعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ صہ ۲۱۱)

علامہ عزیزی لکھتے ہیں :۔

وھو حدیث صحیح ! — یہ حدیث صحیح ہے !

(السراج المنیر ج ۲ صہ ۱۳۴)

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے :۔

وصححہ البیھقی ! — امام بیہقیؒ نے اسکو صحیح کہا ہے !

(فتح الباری ج ۶ صہ ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں :۔ "صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم" الانبیاء احیاء فی قبورھم —— حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ صہ ۲۱۲)

علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴) "امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے" اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انھم ابقوا علی ھذہ الحالۃ ولم تسلب عنھم (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دُنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے سلوب نہیں کی گئی" نیز فرماتے ہیں:۔ یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الأرواح فقط (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔
کما تقرر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم	جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ
یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ۔	اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز
(فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)	پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت	قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت
فی القبور کالاذان والاقامۃ	ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا
عند الدارمی وقراۃ القران	ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت
عند الترمذی۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳)	قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں:۔
"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں:۔
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"
(آب حیات صہ ۲)

نیز فرماتے ہیں:۔
"انبیاء کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسب ہدایت کل نفس ذائقۃ الموت اور انك میت وانھم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"
(لطائف قاسمیہ صہ ۴)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں:

ولان النبیین صلوات اللہ علیھم اجمعین لما کانوا احیاء فلا معنی لتوریث الاحیاء منھم!	چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الکواکب الدری جلد ۱، صہ ۴۴۳)

اور فرماتے ہیں :

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بمالامزید علیہ ثابت کیا ہے"

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں :

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسدِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہلِ حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔"

(الجبور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے۔ اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھکر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضور کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔"

(الطہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تحریر فرماتے ہیں:

" وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں "

(نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:۔

" جمہور اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے۔ جو حیاتِ دُنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں "

آگے لکھتے ہیں:۔

" خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دُنیوی کے ہے۔ جمہورِ اُمت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے "

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدفیوضہم تحریر فرماتے ہیں:۔

" احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔"

(الصدیق مذکور)

مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم، تحریر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔"

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔"

(حیاتِ نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ حس و علم سے موصوف ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "اس کی سند عمدہ ہے۔"

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری "براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہی نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں: "اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ امت آپ پر پیش ہوتے ہیں۔" (براہین ص ۲۰۰)

حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں :۔

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمالِ امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا۔" الخ (نشر الطیب ص ۲۹۷)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمالِ امت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمالِ امت کی بھی اطلاع دیتے ہیں آج کل صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کی جو مراد بتلائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے، یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:۔

"اہلِ سُنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔" (شامی ج ۳ ص ۳۲۷)

فائدہ: نبوت ورسالت کے لئے حس وعلم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلقِ روح ادراک وشعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک وشعور نہ ہو، اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے اِنعزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق رُوح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جارہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس وعلم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت ورسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رُسل علیہم السلام کے، اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند صہ ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

اور یہی ثابت ہے، بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہنچ گئیں، اور نیز اجماع اُمت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیونکہ جو اُسکا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ---------!

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا فتویٰ

دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔" (المہند ص ۴۴)

عقیدہ : ۱۴

جو شخص اِسکا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔ (المہند ص ۲۳)

عقیدہ : ۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم (تشریعی) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتا ہے کہ :۔

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سبا سے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے۔ جس کے لفظ بھی حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلےٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے۔

(المہند ص ۳۱)

عقیدہ ۱۹:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۲۲۰ اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلك الانبیاء تنام اعینهم ولا ینام قلوبهم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اُن کے دل نہیں سوتے۔"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ اور فتح الملہم ص ۱۴۱ ۲، اور امداد الفتاویٰ ص پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ ۲۰:

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

رویا الانبیاء وحی۔ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱، ص ۲۵)

عقیدہ : ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"(نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ : ۲۲

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوئی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالٰے پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو۔ نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ خوگر ہو ... منجیہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بناسکتا ہو۔ یسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنائے تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اسے نسبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا":

اور بحمداللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۴

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور اُن کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اُس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الاولین والاٰخرین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین!

احقرالعباد
سید عبدالشکور ترمذی
ابن مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی
(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا
(۶۔ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)

○

تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم

۱ ——— "اَصَابُوْا بِمَا اَجَابُوْا !"

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

وارد حال، لاہور

۱۵، رجب ۱۳۸۸ھ، ۹، اکتوبر ۱۹۶۸ء

O

۲ ——— بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" مصنفہ عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا، کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اُن کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل السنۃ والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند اُنہیں عقائد کے زبردست حامل اور اُن کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل السنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کرکے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سُنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہو گا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمد للہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان ــــــــ!

بندہ محمد شفیع ۔ ۲۱ــ $\frac{۸}{۸۸}$ھ

دارالعلوم، کراچی ۱۴

O

۳ ــــــــ الحمد للّٰہ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیرتہ من خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین سید الانبیاء وعلیٰ اٰلہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء وتابعیہم باحسان واتباعہم من العلماء والفقہاء والاولیاء وعلی المسلمین والمسلمات الاموات منہم والاحیاء وبعد :

فقد سرحت النظر فی ھٰذہ الرسالۃ خطفۃ فوجدتہا صحیحۃ نفسیا علقۃ قد ذکر المؤلف فیہا عقائد علمائنا ومشائخنا اخذا من المہند وغیرہ من مؤلفات اکابرنا من علماء دیوبند جزی اللّٰہ خیرا مولفہ الکریم واولاہ اجرا جزیلا بفضلہ العمیم و

انا المفتقر الی رحمتہ ربہ الصمد

عبدہٗ ظفر احمد العثمانی التہانوی

غفر اللّٰہ لہٗ ولوالدیہ ومأولا ولمشائخہ

واصحابہ واحبابہٗ

۴۔ شعبان ۱۳۸۸ھ ــــــــــــ ابد الآبد!

O

۴ ـــــــ رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴ شعبان ۱۳۸۸ھ ـــــــ عفا اللہ عنہ

○

۵ ـــــــ "ای واللہ الاجوبۃ کلہا الحق والحق احق ان یتبع"

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ـــــ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

○

۶ ـــــــ مذکور سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

○

۷ ـــــــ العقائد المسطورہ کلہا حقۃ اتفق علیہا مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۸۸/۶/۲۵ھ

○

۸ ـــــــ حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی وعن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجہ

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ،

مفتی خیر المدارس، ملتان ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

O

۹ —— بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان ! ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

O

۱۰ —— عبدالحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

O

۱۱ —— رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

O

۱۲ —— علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ سرمو فرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہتے۔ یہ رسالہ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

عبدالحق نافع عفی عنہ

O

۱۳ ——— بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ بندہ کا اس مؤلف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔
جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللّٰھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)

O

۱۴ ——— بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً! ۱۳۳۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء و طلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمایا تھا کہ:

"ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کو، اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا تو اب معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں، اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیوبندیت نہیں"

چنانچہ آب حیات کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ میں فرمائی ہے۔

اب یہ رسالہ جو کہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سُنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالٰے مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی نجات اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ سُن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے، اور افراط و تفریط سے بری رہے۔

فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔ فصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہٗ واھل بیتہ اجمعین!

احقر محمد عفا اللہ عنہ
لائل پوری۔ انوری۔ قادری
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، سُنت پورہ،
لائل پور۔
۲۰، ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

---

۱۵ — تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ افغانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

O

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

اما بعد! میں نے رسالہ ہٰذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں، جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ بہرحال معنون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق مسلک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل السنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور
صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

○

۱۰ ——— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آرہا ہے۔

علماء دیوبند "اہلسنت والجماعت" کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی، مفتی صاحب موصوف نے "المہند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اُسے مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاء خیر دے۔

سید حامد میاں جامعہ مدنیہ، لاہور
۲۷، رجب، ۱۴۰۲ھ
۲۲، مئی، ۱۹۸۲ء

۱۷ ـــــ [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالارشاد، کراچی۔]

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہلِ سُنت والجماعۃ اور علماءِ دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد

دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی

۴، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۱۸ ـــــ [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]

اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماءِ راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہٗ

خادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم الحقانیہ الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

---

۱۹ ـــــ [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودھا۔]

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ! امابعد!

برادرِ محترم حضرت مولانا سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائدِ علماءِ دیوبند، جو درحقیقت عقائد اہلِ سنت والجماعۃ ہیں طبع کرائے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا
۲۸-۱-۸۵

---

۲۰ — [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار۔ سندھ۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!
صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبد الشکور ترمذی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماء دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر اُمت پر احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین۔

محمد وجیہ غفرلہ، دارالعلوم الاسلامیہ
ٹنڈو اللہ یار، ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۲۱ — [حضرت مولانا علی محمد صاحب دارالعلوم، کبیر والہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ہٰذا کا احقر نے مطالعہ کیا۔ بہت مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلاریب ہمارے اور ہمارے مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہا ایانا وجمیع المسلمین و وفقنا باشاعتہا وجعلہا اللہ زادًا لمؤلفہا۔

احقر الانام علی محمد عفا اللہ عنہ،
خادم الحدیث، بدار العلوم، کبیر والا، ملتان

---

۲۲ ــــــ [حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب، دار العلوم، کبیر والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی مدظلہم کے رسالہ "خلاصہ عقائد علماءِ دیوبند" کا مطالعہ کیا یہ رسالہ ہدایت مقالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اور ان حضرات کے لئے دیدۂ بصیرت ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر شذوذ کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ ھٰذا الرسالۃ وجزی المولف عنا وعن المسلمین جزاء یلیق بشانہٖ۔

بندہ عبد القادر عفی عنہٗ
خادم حدیث و فقہ جامعہ دار العلوم عیدگاہ
کبیر والا، ملتان۔
۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۲۳ ——— حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ، جامعہ خیر المدارس۔
۲۴ ——— حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم!

اما بعد: کتاب خلاصہ عقائد علماء دیوبند، یہ [illegible] عقائد بعینہ علماء اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے [illegible] کرنے والا اہلِ سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف غفرلہٗ
۲ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

بندہ فیض احمد غفرلہٗ مہتمم
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۶ - ۴ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۵ ——— حضرت مولانا سید صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند، جھنگ صدر۔

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنت والجماعۃ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہلِ سُنت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سید صادق حسین غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر
۱۹ - ۵ - ۱۴۰۵ھ

---

۲۶ ـــــ [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہٗ، شجاع آباد، ملتان۔]

العقائد التی کتب شیخی و مکرمی السید المولانا عبدالشکور الترمذی کلها موافقة لعقائد اهل السنة والجماعة وحقة عندی۔

الفقیر عبدالحی غفرلہ الساکن
فی قریة، فاروق آباد۔
قریب من بلدة شجاع آباد، ملتان

---

۲۷ ـــــ [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]

ما قال الاستاذ العلام (حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ) فهو کاف لنا۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہٗ
۲۵، جمادی الاولیٰ۔ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۸ ـــــ [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی]
صدر تنظیم اہل سنت والجماعۃ، ملتان۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ کو ابتدا سے اختتام تک بغور پڑھا۔ جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت علماءِ دیوبند کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہٰذا اس پر فتن دَور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے
زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعا گو

محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہ
صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان
دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان
۱۹، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۹ ــــــ [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیر المدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و
نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان۔

---

۳۰ ــــــ [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی
گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہ

---

۳۱ ــــــ [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلها صحیحة۔ مسلمة عند اسلافنا۔

احقر محمد ادریس غفرلہ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

---

۳۲ —— [حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔]

لا شک فیہ وانہٗ لحق۔

---

۳۳ —— [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دار العلوم پشاور]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

محمد ایوب بنوری غفرلہٗ۔ مہتمم دار العلوم پشاور

---

۳۴ —— [حضرت مولانا فضل غنی صاحب، بنوں۔]

فضل غنی عفی عنہٗ مدرس مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

---

۳۵ —— [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحمل ھذہ العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔

پاک وہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے کتاب وسنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عربی۔ فارسی اُردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں و تحریکیں اور

فکری و عملی مساعی اس کا بیّن شاہد ہیں کہ یہ اکابر دینِ اسلام کے
کامیاب مخلص خادم اور فکر و عمل میں اسلاف اہلِ سنت و
الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔
مکرم و معظم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ
'عقائد علماءِ دیوبند' بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا
موصوف نے بر وقت حق اور اہلِ حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔
جزاھم اللہ عنا و عن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہ
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۳۶ —— [حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صاحب، صفدر شیخ الحدیث، نُصرت العلوم گوجرانوالہ۔]

مبسلا و محمدلا و مصلیا و مسلما۔ اما بعد:
جُوں جُوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے
پر ناز کریگا اور اعجاب کل ذی رائی برأیہ کا خوب مظاہرہ ہو گا۔
لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لن یصلح آخر ھذہ الامۃ
الا بما صلح بہ اولھا۔
ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور سماع صلوٰۃ و سلام عند القبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۴ھ سے
پہلے از مشرق تا غرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی
اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید وتصدیق دورِ حاضر میں پاک وہند کے مسلّم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت وطباعت سے آراستہ کرکے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماءِ دیوبند کی تصدیقات ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاھم اللہ عنہٗ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد
گکھڑ وصدر مدرس، مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ۔ ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۷ ——— [حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب۔ جہلمی]

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے المہند کا خلاصہ آسان اُردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور ہندو پاک میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر وشام وعراق وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت کے ساتھ بھی کردی گئی ہے۔

مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سُنت عبداللطیف غفرلہٗ

۲۳، جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۵ھ
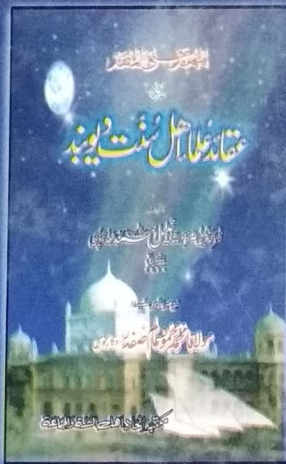
مکتبہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ